کلمات الشعرا

یعنی

تذکرہ سرخوش

دلاوری

کلمات الشعرا

مشتمل بر ذکر شعرای عصر جہانگیر تا عہد عالمگیر

تالیف

محمد افضل سرخوش

بتصحیح

صادق علی دلاوری ایم اے الفریڈ پٹیالہ ریسرچ سکالر پنجاب یونیورسٹی لاہور

جسے

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری گیٹ لاہور

نے

دین محمدی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام

ملک محمد عارف خاں پرنٹر چھپوایا

تعارف

از

جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔اے پی ایچ ڈی پروفیسر پنجاب یونیورسٹی۔لاہور

تذکرۂ کلمات الشعراء جس کی شاید یہ پہلی اڈیشن ہے فارسی کے مشہور تذکروں میں سے ہے، اس میں عہد جہانگیر سے لے کر عالمگیر کے زمانے تک کے فارسی شاعروں کے حالات لکھے گئے ہیں۔اس کا مصنف محمد افضل سرخوش عالمگیر کے عہد میں گزرا ہے اس لئے بہت سے ایسے شاعروں کا ذکر اُس نے کیا ہے جو اس کے معاصر تھے اور جن سے وُہ خود ملا ہے۔اِس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہم اندازہ کرسکتے ہیں کہ اِس تذکرے کی کتنی بڑی اہمیت ہے ؛

فارسی شعراء کے تذکرے بیشمار رہے ہیں لیکن ان میں سے جو اب تک طبع ہوئے ہیں ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ بالخصوص وُہ تذکرے جن میں ہندوستان کے فارسی شاعروں کے حالات ہیں اب تک شائع نہیں کئے گئے۔ میرے نزدیک اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ فارسی شاعری سے ذوق رکھنے والوں میں کثیر تعداد اُن لوگوں کی ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فارسی کے آخری بڑے شاعر مولانا جامیؔ تھے۔چونکہ ہندوستان میں فارسی کے عروج کا زمانہ اس سے متأخر ہے لہٰذا مورّخین کی توجّہ اس کی طرف مبذول نہیں ہوئی۔ علاوہ اس کے چونکہ اہلِ ایران اور یورپ کے مستشرقین ہندوستان کی فارسی شاعری کو چنداں اہمیت نہیں دیتے اِس لئے علمی دُنیا میں اس کو نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان میں فارسی زبان کی جو خدمت گذشتہ سات سَو سال میں ہوئی اس پر بحث کرنے کا یہ موقع

ط رسالہ اورئنٹیل کالج میگزین (بابت سال ۱۹۲۷ء تا ۱۹۳۲ء) میں تقریباً ایک سَو چالیس فارسی تذکروں کی مفصّل فہرست شائع ہوئی تھی ؛

شاگرد مرا در چشم ایشان چہ قدر و منزلت خواہد بود۔ شعرا شاگرد خدا ایند"

مرزا محمد علی ماہر کے علاوہ سرخوش خورد سالگی کے زمانہ میں کچھ دن منعم حکاک شیرازی کی خدمت میں بھی مشق سخن کرتے رہے۔ نیز میر معز موسوی خان کی صحبت سے بھی فیض حاصل کیا۔ بلکہ خان آرزو لکھتے ہیں کہ "ہرچند شاگرد محمد علی ماہر است اما استفادہ تمام در خدمت میر معز فطرت المخاطب بموسوی خان نمودہ" میر معز بھی سرخوش کی خداداد قابلیت سے بہت متاثر تھے۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "در ہندسہ شاعر دیدم۔ غنی و ناصر علی و سرخوش"

ملازمت

شروع میں عبداللہ خان زخمی شاہجہانی کی سرکار میں بعض کارخانجات کی خدمات انجام دیتے رہے۔ خان مذکور کی وفات کے بعد شاہی ملازمت اختیار کی اور صاحب منصب ہوئے۔ اس منصب کی نوعیت معلوم نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ منصب آپ کو نواب بخشی الممالک روح اللہ خان کی وساطت سے حاصل ہوا۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں :-

"در ان ایام کہ خدمت خان سامانی سرکار عالم مدار داشت فقیر در مدحش قصیدہ .... فرستاد۔ نواب خوشوقت شدہ برای فقیر خدمتیکہ دلخواہ بود تجویز فرمود۔ حاکم معزول پیغام داد کہ اگر بحال شوم دو ہزار روپیہ نذر میگذرانم۔ فرمود کہ حالا بسرخوش دادم۔ بیست و ہفت سال است کہ بسبب آنخدمت در دارالخلافہ باسودگی تمام بسر بردہ ہزاران بہم رساندہ و خوردہ"

۱۰۸۷ھ میں آپ کو حسن ابدال میں مشرفی عدالت کا عہدہ تفویض ہوا جس کی تاریخ آپ نے "اشراف عدالت" بیان کی ہے۔

گوشہ نشینی

سرخوش کی طبیعت شروع سے ہی درویشانہ تھی اہل اللہ کی خدمت کا جذبہ آپ کو والدین کی طرف سے وراثت میں ملا تھا۔ رفتہ رفتہ طبیعت کا یہ میلان بڑھتا گیا اور آخر کار گوشہ نشینی اختیار کر کے خدمت درویشاں میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ لیکن ان کی گوشہ نشینی سے ترک دنیا مراد نہیں۔ بلکہ ان ایام میں بھی باقاعدہ اپنے فرائض منصبی بجا لاتے رہے چنانچہ خود لکھتے ہیں :-

نہیں ہے۔ ہم صرف اتنا کہیں گے کہ ایرانیوں کا تعصّب اور اہلِ یورپ کی بد مذاقی اس بے توجّہی کے دو بڑے سبب ہیں،

ہندوستان کے فارسی مصنّفین کے کارناموں کو منظرِ عام پر لانا ہم ہندوستانیوں کا اپنا فرض ہے۔ خُدا کا شُکر ہے کہ ہمارے مُلک میں علمی اور ادبی بیداری روز افزوں ہے۔ اور اس اہم فرض کی ادائیگی میں حصّہ لینے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے،

مسٹر صادق علی دلاوری نے تذکرۂ کلمات الشعراء کو شائع کر کے ایک بڑی علمی خدمت انجام دی ہے جس پر وہ ہمارے شُکریہ کے مُستحق ہیں۔ یہ تذکرہ ہندوستان میں ہمیشہ بہت مقبُول رہا اور یہی وجہ ہے کہ اس کے نُسخے ہر کُتب خانے میں موجود ہیں۔ ایسی مقبُول اور مفید کتاب کو شائع کرنا ازبس ضروری اور مستحسن تھا۔ مطبُوعہ متن پنجاب یُونیورسٹی لائبریری کے پانچ قلمی نُسخوں پر مبنی ہے۔ اگر موجودہ حالاتِ جنگ مانع نہ ہوتے تو بعض اور لائبریریوں کے نُسخوں سے بھی ضرور استفادہ کیا جاتا اور شاید اس سے بہتر متن مرتّب ہو سکتا۔ لیکن جو کچھ بھی ہو سکا اس کے مفید ہونے میں کوئی شُبہ نہیں،

ہمیں جناب شیخ مبارک علی صاحب کا بھی ممنون ہونا چاہیئے کہ انہوں نے انتہائی فراخ حوصلگی سے کام لے کر اس کتاب کو ایسے وقت میں شائع کیا ہے جبکہ موجودہ عالمگیر جنگ کی بدولت کاغذ کی گرانی بلکہ نایابی کتابوں کی اشاعت کو تقریباً ناممکن بنا رہی ہے،

لاہور۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۴۲ء

محمد اقبال

محمد افضل سرخوش

۱۰۵۰ھ میں بعہد شاہجہان کشمیر میں پیدا ہوئے۔ قوم کے مغل تھے۔ آپ کے جدِ امجد میر لعل بیگ بدخشاں کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام محمد زاہد تھا اور وہ عبداللہ خان زخمی شاہجہانی کی بارگاہ کے متوسلین میں سے تھے۔ محمد زاہد کے پانچ بیٹے تھے۔ جو عبداللہ خان کی وفات کے بعد سب کے سب شاہی خدام کے زمرہ میں منسلک ہوتے۔ سرخوش محمد زاہد کے دوسرے بیٹے تھے۔ سرخوش اگرچہ کشمیر میں پیدا ہوئے لیکن ان کی تربیت علاقہ سرہند میں ہوئی۔ بچپن ہی میں شعر گوئی کا شوق تھا۔ ناصر علی سرہندی سے بھی بچپن ہی میں دوستی ہو گئی تھی چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ ناصر علیؒ "از یاران قدیم بود و در خورد سالگی یکجا بہم مشق سخن میکردیم و صحبتہا میداشتیم"۔ شروع میں اپنے برادر بزرگ خیرالدین محمد المتخلص بہ عجزی کی صحبت میں مشق سخن کرتے رہے۔ ابتدائی عمر میں ہی آپ کے اشعار ارباب سخن کی توجہ اپنی طرف کھینچنے لگے۔ چنانچہ آٹھ نو سال کی عمر ہوگی کہ ایک روز بازار میں سے گذر رہے تھے۔ ایک خوبصورت خواجہ سرا کو دیکھا جس کے چاہ زنخدان کے اوپر ایک خال تھا۔ اُس کو دیکھ کر فی البدیہہ یہ مطلع کہا ؎

بر زنخدان تو خالِ سیہی افتادست ‌ ‌ ‌ ہمچو دلویست کہ بالای چہی افتادست

گھر پہنچکر یہ مطلع برادر بزرگوار کو سُنایا وہ بہت خوش ہوتے۔ اس ہونہار بچّے کو چھاتی سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور اُس روز سے ان کی اصلاح کی طرف زیادہ توجہ دینے لگے۔

گیارہ سال کی عمر میں کرانہ میں ایک حسین و جمیل رسن باز لڑکی کو دیکھ کر یہ رباعی کہی۔

آن دلبر بوالعجب کہ ماہ زیباست ‌ ‌ ‌ بالائی علم چو گل بشاخ رعناست
نی نی غلطم کہ آفتاب محشر ‌ ‌ ‌ یک نیزہ بر آمد و قیامت برپاست

اِس رُباعی سے تمام میان دواب میں ایک غلغلہ بپا ہو گیا۔ اس سرزمین کے ارباب ذوق قاضی پیر محمد رہائی وغیرہ سرخوش کے والد کی خدمت میں آتے اور کہا کہ یہ بچہ کچھ دنوں میں آفتاب کی طرح چمکنے والا ہے

اس کے حال سے غافل نہ رہنا۔

تخلص

سرخوش نے جب اپنے لئے تخلص اختیار کیا تو سب سے پہلے ملا جامی بیخود لاہوری کی خدمت میں اس کا اظہار کیا۔ انہوں نے بہت پسند کیا اور فاتحہ خیر پڑھکر اس کو مقرر کیا۔

مرزا محمد علی ماہر کی شاگردی

تھوڑے عرصہ کی مشق سے کلام میں اس قدر پختگی پیدا ہو گئی کہ اب ان کی اصلاح بھائی کے بس کا کام نہ رہا۔ ملا بیخود لاہوری ان کو مرزا محمد علی ماہر کی خدمت میں لیگئے۔ ان کی صحبت طبیعت سے اس قدر موافق نکلی کہ تمام عمر کا ساتھ ہو گیا۔ شعر کہتے انکی خدمت میں پیش کرتے اور اصلاح حاصل کرتے رہے لطف یہ ہے کہ خود شاہ ماہر پر سرخوش کی قابلیت و مہارت کا یہ اثر تھا کہ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ اس نوجوان کی شگفتگی طبع نے مجھے حیران کر رکھا ہے نت نئے معنی لیکر آتا ہے۔ یہ اُستاد شاگرد کا معاملہ بھی عجیب تھا۔ سرخوش کہتے ہیں کہ میں شاہ ماہر کا شاگرد ہوں۔ شاہ ماہر فرماتے ہیں کہ مجھ میں یہ لیاقت کہاں کہ سرخوش جیسے شاعر بیمثال کا اُستاد کہلا سکوں۔ اس سلسلے میں سرخوش نے کلمات الشعرا میں ایک حکایت بیان کی ہے پڑھیئے اور دونوں کے خلوص کا اندازہ کیجئے۔ سرخوش لکھتے ہیں:-

"روزی بخانہ میرزا قطب الدین مائل مجلس شعر خوانی گرم بود۔ حکیم صاحب و ملا محمد سعید اشرف و غیاث الدین منصور فارت باہم صحبت میداشتند۔ بفقیر تکلیف شعر خواندن کردند۔ این مطلع تازہ گفتہ بودم۔ خواندم ؎

کی توانم دید زاہد جام صہبا بشکند — میبرد رنگم حبابی گر بدریا بشکند

ہمہ صاحب سخنان زبان آفرین و تحسین کشودند و حکیم صاحب تا نصف شب این مطلع بر زبان داشت و میگفت سبحان اللہ در ہند مردی پیدا شود کہ چنین شعر میگوید۔ روز دیگر در خانہ دانشمند خان بشاہ ماہر دوچار شد۔ گفت دیروز سرخوش شاگرد شما را محظوظ کرد۔ بسیار صاحب تلاش و خوش فکر است۔ بارک اللہ خوب تربیت کردہ اید۔ شاہ گفت او کی شاگرد من است۔ ما با ہم یاریم پیش یکدیگر شعر میگذرانیم۔ حکیم گفت او بجد میگفت کہ من شاگرد شاہ ماہرم۔ فرمود کہ از راہ بزرگ زادگی خود تواضعاً میگفتہ باشد۔ الا من کی لیاقت اوستادی او دارم۔ چون فقیر بخدمتش رفت۔ فرمود کہ چرا گفتید کہ من شاگرد ماہرم۔ این برائی شما خوب نیست و مرا خود فخر است کہ چو تو شاگرد داشتہ باشم۔ جمعی بلند فکر نیز ہستند کہ مرا و شعر مرا در نظر نمی آرند۔

شاگردو مراد چشم ایشان چہ قدر و منزلت خواہد بود۔شعرا شاگرد خدا یند۔"
مرزا محمد علی ماہر کے علاوہ سرخوش خورد سالگی کے زمانہ میں کچھ دن منعم حکاک شیرازی کی خدمت میں بھی مشق سخن کرتے رہے۔ نیز میر معز موسوی خان کی صحبت سے بھی فیض حاصل کیا۔ بلکہ خان آرزو لکھتے ہیں کہ "ہر چند شاگرد محمد علی ماہر است اما استفادہ تمام در خدمت میر معز فطرت المخاطب بموسوی خان نمودہ" میر معز بھی سرخوش کی خداداد قابلیت سے بہت متاثر تھے۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ
"در ہندسہ شاعر دیدم۔ غنی و ناصر علی و سرخوش"

ملازمت

شروع میں عبداللہ خان زخمی شاہجہانی کی سرکار میں بعض کارخانجات کی خدمات انجام دیتے رہے۔ خان مذکور کی وفات کے بعد شاہی ملازمت اختیار کی اور صاحب منصب ہوئے۔ اس منصب کی نوعیت معلوم نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ منصب آپ کو نواب بخشی الممالک روح اللہ خان کی وساطت سے حاصل ہوا۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں:-
"در ان ایام کہ خدمت خان سامانی سرکار عالم مدار داشت فقیر در مدحش قصیدہ ...... فرستاد۔ نواب خوشوقت شدہ برای فقیر خدمتیکہ دلخواہ بود تجویز فرمود۔ حاکم معزول پیغام داد کہ اگر بحال شوم دو ہزار روپیہ نذر میگذرانم۔ فرمود کہ حالا بسرخوش دادم۔ بیست وہفت سال است کہ بسبب آنخدمت در دارالخلافہ بآسودگی تمام بسر بردہ ہزاران بہم رساندہ وخوردہ"
۱۰۸۷ھ میں آپ کو حسن ابدال میں مشرفی عدالت کا عہدہ تفویض ہوا جس کی تاریخ آپ نے "اشراف عدالت" بیان کی ہے۔

گوشہ نشینی

سرخوش کی طبیعت شروع سے ہی درویشانہ تھی اہل اللہ کی خدمت کا جذبہ آپ کو والدین کی طرف سے وراثت میں ملا تھا۔ رفتہ رفتہ طبیعت کا یہ میلان بڑھتا گیا اور آخر کار گوشہ نشینی اختیار کر کے خدمت درویشاں میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ لیکن ان کی گوشہ نشینی سے ترک دنیا مراد نہیں۔ بلکہ ان ایام میں بھی باقاعدہ اپنے فرائض منصبی بجا لاتے رہے۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں:-

"یکچند در عالم جوانی درپی دولت و دُنیا و تلاش منصب و جاہ سرگردانی بسیار کشید۔ آخر بتوفیق اللہ در شاہجہان آباد گوشۂ عزلت اختیار نمودہ خدمت درویشانرا سرمایۂ سعادت دانست"

ایک نسخہ میں یہ الفاظ ملتے ہیں:۔

"آخر چون دید کہ سعی بجای نرسید بوسیلۂ خدمتی بعلوفۂ قلیل قناعت نمودہ در شاہجہان آباد پای در دامن عزلت کشید"

تصوّف و عرفان

سرخوش شاعری کے علاوہ عرفان کے میدان کے شہسوار بھی تھے۔ میر معزؔ اور دیگر معاصرین آپ کی بزرگی کے قائل تھے۔ جب کبھی میر معزؔ کے ہاں تشریف لیجاتے میر صاحب درس علوم عربی موقوف کر دیتے اور طلباء سے کہا کرتے تھے کہ کتابیں اُٹھالو اب ہم سرخوش سے شعر و علم تصوّف کے متعلق باتیں کریں گے۔ سرخوش نے کلمات الشعرا میں اپنی خلافت و سجادہ نشینی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"فقیر تاریخ خلافت و سجادہ نشینی خود را بیان واقع بتعمیۂ لطیف درست کردہ در رُباعی بستہ۔

سرخوش چو رسید کار فقرش بکمال مرشد دادش خلافت از استقبال
روی طلب آورد جہانی بہ نیاز تاریخ شدہ خلیفۂ شاہ جلال"

کار خیر

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سرخوش آسودگی و خوشحالی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ مال و زر کی کمی نہ تھی۔ اپنی رہائش کے لیے دو حویلیاں حوض و فوّارہ وغیرہ بنوائے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ طبیعت میں فیاضی کا مادہ کثرت سے تھا۔ کار خیر میں فراخدلی کے ساتھ حصّہ لیتے تھے۔ چنانچہ ایک مسجد کا ذکر کلمات الشعرا میں کرتے ہیں۔ جو انھوں نے اپنے مکان کے سامنے تعمیر کرائی اور جس کی تاریخ مندرجہ ذیل رُباعی میں بیان کی:۔

چون گشت ز فضل ایزد عزّ و جلّ آراستہ این مسجد پر زیب و حلل
اندیشہ ز طبع سال اتمامش خواست دل گفت کہ مسجد محمد افضل

ااا۱۱

شکایت زمانہ

باوجود بزرگ زادگی وقناعت پیشگی سرخوش امرائے عہد کی ممسک مزاجی کے شاکی ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"حق تعالیٰ مارا در زمانہ انداختہ کہ ہر چند زمین را بآسمان دوختیم رودی ولی بلکہ توجہی ہم از کسی نادیدیم تا بہ صلہ چہ رسد ؎

بران گروہ بہ باید گریست کز پس ما   حکایت کرم روزگار ما گویند"

کلمات الشعرا میں اس قسم کی متعدد مثالیں ملتی ہیں جہاں سرخوش نے اپنے ممدوحین سے شاعرانہ حسن طلب کے ذریعہ عنایت وکرم کی درخواست کی اور جب کچھ نہ ملا تو ہجو لکھ کر دل کا بخار نکالا۔ یہاں صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

"یکی از صاحب ہمتان زمانہ ما بخشی الممالک ہمت خان بود۔ فقیر مدتی خدمت او کردہ۔ ساقی نامہ وتعریف خمخانہ بنام وی گفت۔ دران مثنوی بہا داد معنی دادہ تلاشہا کردہ۔ این دو بیت از خمخانہ است ؎

سر انگشتش بجود از یک اشارت   دہد سرمایہ دریا بغارت

بدر کی ہمتش دستی رساند   کہ آب بستہ را ناپاک داند

یک روز مہربان شدہ فرمود کہ چوبداری رفتہ خانہ سرخوش دیدہ بیاید۔ رو بمن کردہ گفت یکدست خلعت و یک راس اسپ برای شما علیحدہ کردہ ام۔ چون محقر نیست بخانہ شما میفرستم۔ دیگر بردر تغافل زد۔ چند روز فقیر از خانہ برنیامد کہ مبادا عطیہ ایشان بیارند و مرا در خانہ نیابند۔ انتظارہا کشید آخر معلوم شد کہ قول آن ترک بکار بردند کہ شاعری در مدحش قصیدہ گفتہ آوردہ در مجلس برخواند ترک شنیدہ محظوظ شد و گفت فردا بیا چند من غلہ بتو میدہم۔ شاعر دم صبح باربردار و جوال وریسمان بر در خانہ اش برد۔ ترک از خواب بیدار شدہ برخاستہ بیرون آمد شاعر گفت بموجب فرمودہ باربردار وغیرہ لوازم برای بردن غلہ آوردہ ام۔ امیدوار عنایتم۔ گفت عجب مرد ابلہ بودہ تو دیروز حرفی گفتی مرا خوش آمد من نیز حرفی گفتم ترا خوش آمد۔ باربردار وجوال وریسمان چہ دخل دارد۔

فقیر نیز بیک رُباعی رسوای عالمش ساخت۔

ای پنجۂ تو زدامن ہمت دور بر دولت بی فیض دباغت مغرور

بی ہمتی و نام تو ہمت خان است برعکس نہند نام زنگی کافور

اولاد

سرخوش نے کلمات الشعرا میں صرف ایک لڑکے کا ذکر کیا ہے۔ جس کی پیدائش کی تاریخ "اکمل محمد افضل" بیان کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فرزند ۱۰۹۴ھ میں پیدا ہوا اور اس کا نام غالباً محمد اکمل ہوگا۔ خان آرزو نے بھی سرخوش کے ایک بیٹے کا ذکر کیا ہے جس کا نام فضل اللہ بتلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ

"بعد از و شعر میگفت و ہنر تخلص مینمود و در عین شباب جہان گذران را وداع نمود"

گلِ رعنا کے مصنف نے فضل اللہ کا تخلص خوشتر لکھا ہے اور اس کو پسر میانہ بیان کیا ہے۔

شاگردان

سرخوش کے شاگردوں میں سے زیادہ شہرت سفینۂ خوشگو کے مصنف بندرابن داس خوشگو نے حاصل کی جو خود اپنے بیان کے مطابق چودہ سال کی عمر میں ان کے شاگرد ہوئے۔ ان کا تخلص خوشگو بھی سرخوش کا مقرر کردہ ہے۔ (یہی خوشگو بعد میں خان آرزو کے شاگرد ہوئے) ان کے علاوہ جن شاگردوں کا ذکر کلمات الشعرا میں درج ہوا اُن کے اسماء یہ ہیں:-

حافظ محمد جمال تلاش -

بیغم بیراگی (یہ بھی ہندو تھے)

شیخ سعد اللہ گلشن

عبدالرحیم کمگو کشمیری و حکم چند ندرت

وفات

سرخوش نے ۷۶ سال کی عمر میں محمد فرخ سیر بادشاہ کے عہد میں ۱۱۲۶ھ میں دہلی میں وفات پائی اور متصل قدم رسول مدفون ہوئے۔ لالہ سکھراج سبقت نے "افضل ذہ ہو رست" سے اور حکم چند ندرت نے "ز جہاں رفت آہ عارف پاک"

سے تاریخ وفات نکالی۔ آخری عمر میں ضعف بصارت کی وجہ سے لکھنے پڑھنے کا کام موقوف ہو چکا تھا۔ اور آپ بالکل خانہ نشین ہو گئے تھے۔ خان آرزو نے اوائل عہد فرخ سیر یعنی سرخوش کی وفات سے دو تین سال قبل ان سے ملاقات کی اس ملاقات کے تاثرات خان آرزو نے اس طرح بیان کئے ہیں۔

"سرخوش از شعرای قرار دادۂ ہندوستان است۔ نسخۂ کلمات الشعراتصنیف نمودہ۔ خیلی معنی یاب وانصاف گزین بود فقیر آرزو در اوائل سلطنت محمد فرخ سیر بادشاہ شہید در خدمت او رسید وچون از حلیہ بصارت درآن وقت ہر دم چشمش عاری شدہ بود۔ دیوان خود را بفضل اللہ نام پسر خود کہ بعد از و شعر میگفت وہنر تخلص می نمود و در عین شباب جہان گذران را وداع نمود۔ داد کہ پیش فقیر بخواند۔ فقیر گفتم میرزا صاحب نور چشم این معنی دارد۔ باری بعد از فراغ خواندن باین عاجز تکلیف شعر فرمود۔ من جوان بودم از راہِ ادب عذر ہمراہ نداشتن سفینہ آوردم۔ آنمرد بزرگ بجد شد ناچار این بیت خواندم ؎

افتادگیست پایۂ نشو و نمائی من

نخلم چو گرد باد ز خاک آب میخورد

واین رباعی نعت۔

امّی لقبی کہ ہست دارائی سخن | از عجز کلیم شد بوصفش الکن

از بسکہ جہان کرد از و کسب علوم | گردید سواد سایہ اش ہم روشن

بمجرد شنیدن سر مرا در کنار گرفت و بر پیشانی بوسہ داد و فرمود کہ تا حال فکر ہیچ نوجوانی باین پایہ ندیدہ ام۔ بہر حال خدا ایش بیامرزاد۔ انصافی کہ در مزاج آن عزیز بزرگ دیدہ شد کم بنظر آمدہ۔ در طبع مرزا بیدل خود عشر عشیر آن نبود۔ شعرش بایران رسیدہ و نصر آبادی داخل تذکرہ نمودہ۔ ہر چند شاگرد محمد علی ماہر است اما استفادۂ تمام در خدمت میر معز فطرت المخاطب بموسوی خان نمودہ و کفی بہ شرفا با میرزا عبدالقادر بیدل معاصر و ہمطرح بود در رباعیات او خیلی معانی تازہ دارد و بسیار عارفانہ گفتہ۔ سال سیوم یا چہارم محمد فرخ سیر بادشاہ از جہان رفتہ۔ رحمۃ اللہ علیہ مطلع غزل سر دیوان او اینست و بسیار خوب و با دا گفتہ ؎

بهم نایدچو گل از خندهٔ شادی دہان ما
چہ خوش نامی برآمد اللہ اللہ از زبانِ ما"

منصف مزاجی

خان آرزو نے سرخوش کے انصاف کی بہت تعریف کی ہے۔ یہاں پر ایک مثال بیان کیجاتی ہے جس سے آپ کی منصف مزاجی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کلمات الشعرا میں میر معز کے ذکر میں لکھتے ہیں :-

"در حسن ابدال غلغلہ این مطلع در شعرای پای تخت انداخت ؎

میر معز — ہیچکس آگہ ز شرح اشتیاق ما نشد — نامۂ ما چون زبان لال ہرگز وا نشد

سرخوش — ہیچ دل از زینتِ دنیا نشاط افزا نشد — عقدۂ کارکس از دندان گوہر وا نشد

اکثر شعرای اردوی معلی مثل شیخ عبدالعزیز عزت تخلص و میر محمد زمان راسخ وغیرہ بجد میگفتند کہ تو بہ از میر گفتہ من گفتم کہ میر بہ از من گفتہ۔ فکرہا میکردند و غورہا می نمودند کہ آیا بچہ سبب مطلع میر بہ از مطلع اینست۔ میر ہم شنیدہ ہیچ در نیافت بعضی میگفتند کہ چون دم از شاگردی میر میزند تواضعاً میگوید۔ آخر ہمہ گفتند کہ ما در نمی یابیم باری خود بیان کن۔ گفتم کہ تشبیہ میر کہ نامۂ پیچیدہ را بزبان لال دادہ تازہ است و از من متعارف ہزار کس گوہر را بدندان و دندان را بگوہر تشبیہ دادہ۔ میر بسیار محظوظ شد و یاران نیز قبول کردند و گفتند زہی طبع منصف"

تصنیفات

بندرابن داس خوشگو اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ سرخوش کی کلیات قریباً پنتالیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اور ان کی دیگر تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں :-

(نظم) مثنوی نور علی نور۔ جو انہوں نے مولانا روم کی مثنوی کے تتبع میں لکھی۔

مطلع :- شیشہ از قلقل حکایت می کند — غمزۂ ساقی روایت می کند

مثنوی حسن و عشق مشتمل بر قصہ سسی و پنوں

ساقی نامہ

مثنوی قضا و قدر

مثنوی در بعض خصوصیات ہندوستان

جنگ نامہ محمد اعظم شاہ

(نثر) جوش و خروش

کلمات الشعرا

دیباچہ دیوان

(دیوان میر معز و ناصر علی سرہندی کی تدوین بھی سرخوش نے کی)

ان کے علاوہ خود سرخوش نے کلمات الشعرا میں اپنی مزید دو تصنیفات کا ذکر کیا ہے

(۱) مثنوی در تعریف خسخانہ۔

(۲) رسالہ رواتح کہ در تتبع لوائح مولوی جامی نوشتہ۔

گل رعنا کے مصنف کا بیان ہے کہ سرخوش کے دو دیوان تھے شعر قدیم و شعر جدید جن میں قصائد، غزلیات، رُباعیات اور متفرق نظمیں تھیں۔ لیکن یہ تصنیفات سرخوش کے فرزندوں کی بے احتیاطی کی وجہ سے تلف ہو چکی ہیں۔

جملہ تصنیفات میں صرف تذکرۂ کلمات الشعرا ہے جو دستبرد زمانہ سے بچ کر آج ہمیں سرخوش سے رُوشناس کراتا ہے۔ باقی تصنیفات کے اتلاف کا باعث خواہ وہ ہو جو گل رعنا میں درج ہے یا کچھ اور یہ حقیقت ہے کہ ان کا وجود صفحۂ ہستی سے ناپید ہو چکا ہے۔ دیوان کے متعلق سرو آزاد کے ایڈیٹر نے حاشیہ پر لکھا ہے کہ کلکتہ میں طبع ہوا۔ لیکن باوجود سعی بسیار اس بات کی تصدیق نہ ہو سکی۔[۱]

خصوصیات کلام

آب ہمارے پیش نظر سرخوش کے کلام کا صرف وہ حصّہ رہ جاتا ہے جو مختلف تذکروں میں درج ہے (یہ صرف معدودے چند اشعار ہیں) یا خود کلمات الشعرا میں جو کچھ درج ہے۔ اس قلیل مواد پر سرخوش کے کلام پر قطعی رائے قائم کرنا دشوار بھی ہے اور نامناسب بھی۔

۱؎ غالباً سرو آزاد کے ایڈیٹر نے مرزا یحییٰ خان سرخوش کا دیوان دیکھا ہے جو ۱۹۰۶ء میں حبل المتین پریس کلکتہ میں طبع ہوا تھا یہ سرخوش مظفر الدین شاہ قاچار کے عہد کا ایرانی شاعر ہے۔

تاہم معاصرین اور قریب الوقت تذکرہ نگاروں کے الفاظ کی روشنی میں سرخوش کے باقی ماندہ کلام سے جو کچھ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ سپرد قلم کیا جاتا ہے۔

تاہم بیشتر ... طرزی سرخوش کے کلام کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ تو باقی طرز سے رغبت ... رکھتے تھے طبیعت ... ناصر علی ... زیادہ تھا۔ میر معز اور میرزا محمد علی ماہر اکثر ان کی تلاش کی داد دیا کرتے تھے ان ... غزلوں کے علاوہ میرزا بیدل اور ناصر علی ... سے اکثر طرحی مشاعرات ہوتے رہتے تھے جن میں تمام معاصرین سرخوش کی غزلوں کو بہت سراہا کرتے تھے۔ ان کا کلام زیادہ تر عارفانہ ہوتا تھا۔ بدیہہ گوئی میں ان کو خاص مہارت حاصل تھی۔ خود سرخوش کو اس بات کا احساس تھا کہ معاصر شعرا میں ان کا کوئی عدیل نہیں۔ اس احساس کا اظہار خود کلمات الشعرا میں اس طرح کرتے ہیں۔

"شبی فقیر در خواب می بیند کہ مرد بزرگ عصا در دست گرفتہ ایستادہ است۔ (مرزا خلیل مذکور، یہ سرخوش کے ہمعصر تھے۔ ان کا ذکر کلمات الشعرا میں درج ہے) فقیر را ملازمت ایشان میکناند و میگوید حضرت سلامت سرخوش است شاعر من از میرزا امید پرسیم کہ این کدام بزرگی است۔ میگوید حضرت مرتضیٰ علی ولی الٰہ کرم اللہ وجہہ من دوبارہ سر در قدم مبارکش گذاشتم۔ دست بر پشت من زدہ مرا بر داشتند فرمودند کہ سرخوش ہیچو تو شاعری در عہد تو کس نخواہد بود و فقیر مدتی در تردد بود کہ قول شاہ ولایت چنین است حال آنکہ ہیچو من در عصر من اکثر اعزہ ہستند۔ مرزا مجید کہ کہ از اہل اللہ بود گفت کہ تو ہم شاعر و ہم عارف صاحب باوصفت کمالی بیت

فرمایا یاد کہ تا یک کودکی از راہ عقل   عارف کامل بود یا شاعر شیرین سخن

مرزا بیدل گفت شاعری عبارت از معنی تازہ یابست ہیچو تو صاحب تلاش در عہد تو نیست"

تاریخ گوئی

سرخوش کو تاریخ گوئی میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ راسخ۔ ملا مفید بلخی۔ صائب۔ ناصر علی سرہندی۔ محمد علی ماہر۔ میر معز وغیرہ بہت سے اعزہ کی تاریخ وفات نہایت لطیف پیرایہ میں بیان کی۔ یہ سب اور ان کے علاوہ بہت سی تاریخیں کلمات الشعرا میں درج ہیں۔

ہجو

ہجو گوئی کی ایک مثال اوپر درج ہو چکی ہے۔ یہاں ہجو کے متعلق سرخوش کا عقیدہ درج کیا جاتا ہے
"اگرچہ ہجو گفتن شعار نیست و زیبا نیرا۔ بذمت این ناکسان آلودن عار می داند و مقرر شعرا ست
کہ قابل مدح را قابل ہجو نیز میدانند۔ و دولتمندان این زمانہ نہ قابل مدح اند و نہ قابل ہجو اما بہرحال ہجو شان
لازم است ؎

جز ہجا کلک سزاوار نیست	مارکہ زہرش نبود مار نیست
گاو یست زمین گرفتہ بر شاخ	بر پوزش عقرب نمایان
پیچیدہ بسرش چو باد نخوت	نیشی زندش بامر یزدان
آن گاو بہ پیش اہل دانش	صاحب دولت بود بدوران
اینہم ز غرور حشمت و جاہ	برتابد چونکہ سر ز فرمان
بر پوزش ہست نیز لازم	نیش ہجوی ز نکتہ سنجان

خودستائی

اگرچہ نقاد نگاہوں کو سرخوش کی تحریر میں جا بجا خودستائی کی جھلک نظر آئیگی۔ لیکن اس کے لئے سرخوش کو مطعون کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ تنقید کرتے وقت مصنف کے احول اور رواج زمانہ کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ سرخوش بدقسمتی سے ایسے زمانہ میں ہوئے جب کہ ہندوستان میں شعر و شاعری ارباب دولت کی سرپرستی کا شکار ہو چکی تھی۔ بادشاہ کا ذہن شک شاعروں کی مداحی کا متحمل نہ تھا۔ اور بمصداق الناس علیٰ دین ملوکھم۔ امرائے عہد اپنے بادشاہ کی روش کی پیروی کرتے ہوئے شاعروں کی قدر افزائی تو درکنار ان کے پرسان حال بھی نہ ہوتے تھے۔ ان دنوں حالات اگر سرخوش کو اپنے مرتبہ شاعری کا اظہار کرنے کے لئے دو چار کلمات کہنے پڑے تو اس کے لئے انہیں مطعون کرنے کی بجائے ہمیں ان کا ممنون ہونا چاہیئے

کلمات الشعرا

سبب تالیف

کلمات الشعرا کا سبب تالیف خود سرخوش نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے ملاحظہ ہو:-

"پوشیدہ نماند عزیزانی کہ پیشتر بتالیف و ترتیب تذکرۂ شعرا پرداختہ اند ابتدا از احوال و اشعار حکیم رودکی کردہ تا بسخنوران عہد خویش رسانیدہ اند۔ اکثر تواریخ و تذکرۂ تا زمان عرش آشیان اکبر بادشاہ رقمی گشتہ در ہر تاریخ احوال ایشان مسطور است و در ہر تذکرہ ذکر ہمین ہا مرقوم۔ بخاطر فاتر گذشت کہ از روی نوشتۂ یکدیگر سواد برداشتن و نقل نویسی کردن لطفی ندارند؎

مکرر گرچہ سحر آمیز باشد
طبیعت را ملال انگیز باشد

مناسب چنان می نماید کہ چون درین ایام رواج سخنان رنگین خیالان معنی تازہ یابان بسیار است و اشعار جواہر عیار ایشان بیاضی بر روی کار اگر بترتیب احوال و تدوین اقوال ایشان سعی نمودہ آید بجاست لہذا شمۂ از احوال و اقوال سخن سنجان عصر نورالدین جہانگیر بادشاہ تا نازک خیالان عہد عالمگیر شاہ کہ پایۂ معنی یابی را بمعراج کمال رسانیدہ اند و فقیر سرخوش فیض صحبت اکثری دریافتہ و با بعضی نسبت ہمعصری داشتہ آنچہ بگوش خوردہ کم و بیش موافق ترتیب حروف تہجی بقید قلم و ضبط رقم درآوردہ بکلمات الشعرا موسوم گردانید و تاریخش نیز از نام برآوردہ۔"

سن تصنیف

مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلمات الشعرا تاریخی نام ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ تذکرہ ۱۰۹۳ھ میں لکھا گیا۔ لیکن اس میں بعض حالات ۱۱۱۵ھ تک کے

ملتے ہیں مثلاً اس میں ناصر علی کی وفات کا ذکر ہے جو ۱۱۰۸ھ میں واقع ہوئی نیز سرخوش اپنے ایک برادرزادہ جس کا نام اسد اللہ ہے کی تاریخ پیدائش "شیرِ خدا" لکھتے ہیں جو بحساب ابجد ۱۱۱۵ھ ہوتی ہے۔ ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ ۱۱۱۵ھ میں یا اس کے بعد دوبارہ مرتب کیا گیا۔ اس بات کی تصدیق مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی ہوتی ہے جو نسخہ (ہ) کے خاتمہ پر تحریر ہیں۔

"از وقتیکہ بہ تسوید این نسخہ غریبہ پرداختہ ام چہار پنج مسودہ بخطِ خود نگاشتہ مرتب ساختہ ام۔ ہر مسودہ را یاران از غایت شوق بی رفت و روب نظرِ ثانی دست بدست نقل گرفتہ بردند و جا بجا شہرت دادہ۔ اگرچہ مقصود حاصل یکیست امّا در کثرت عبارات تغیّر و تبدیل واقع گشتہ و اشعار بعضی اعزّہ دیگر داخل شدہ۔ قصّہ کوتاہ کہ این نسخہ ناسخ جمیع مسودہا ست ہر کہ سابق دارد بتسوید و این را یکجان برابر دارد۔ از کاتب این نسخہ التماس آنکہ بنوعی کہ فقیر نظم را نظم و نثر را نثر نوشتہ ہمین قسم سطر بموافق سطر بر نگارد۔ والسّلام[۱]"

شہرت و اہمیّت

سرخوش کی زندگی میں ہی اس تذکرہ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ لوگ ہاتھوں ہاتھ اس کی نقلیں اتار کر لے جاتے اور دور و نزدیک اس کی اشاعت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سرخوش کی دیگر تصنیفات کا جو حشر ہوا یہ تذکرہ اُس سے بچ گیا۔ اور آج اس کے نسخہ جات اس کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں کہ کوئی مجموعہ مخطوطات فارسی ایسا نہیں جس میں اس کے نسخے موجود نہ ہوں نیز فارسی تذکروں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کے نسخے اس کثرت سے ملتے ہوں۔

اس کی اہمیت کے متعلق صرف یہی کہنا کافی ہے کہ یہ اپنی قسم کا واحد تذکرہ ہے جو اُس زمانہ کے شعراء کے حالات سے ہمیں رُوشناس کراتا ہے جبکہ یہ طبقہ کس مپرسی کے

---

[۱] افسوس ہے کہ کاتب نسخہ (ہ) نے مصنّف کی التجا کو ملحوظ نہ رکھا کیونکہ اس میں بھی وہی خامیاں پائی جاتی ہیں جنہوں نے سرخوش کو دوبارہ نظرِ ثانی پہ مجبور کیا۔ مثلاً اس نسخہ میں بھی آمانی کے بیان میں نظیری نیشاپوری کے شعر درج ہیں۔

عالم میں تھا۔ اور امرائے عہد کی زہرہ گداز بے اعتنائی کے طفیل اپنی روشنی طبع کا ماتم کرتے ہوئے تقریباً ہر شاعر عزلت گزین ہو چکا تھا۔ کلمات الشعرا کی ورق گردانی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ عالمگیر کا زمانہ ہندوستان میں شعر و سخن کی کساد بازاری کا زمانہ ہے لیکن اس زمانہ میں اچھے شاعروں کی کمی نہ تھی۔ کمی تھی تو محض قدر دانوں کی۔

ماخذ

کلمات الشعرا میں جن شاعروں کا ذکر ہوا ہے اُن میں سے اکثر و بیشتر سرخوش کے ہمعصر تھے۔ بہت سے ایسے تھے جن سے سرخوش کو ملاقات کا شرف حاصل تھا۔ اس لئے یہ تذکرہ زیادہ تر مصنف کے چشم دید حالات پر مبنی ہے۔ مزید برآں اس کو مرتب کرنے میں سرخوش نے میر معز موسوی خان کی بیاض موسوم بہ گلشن فطرت۔ بیاض محمد علی ماہر اور بیاض محمد زمان راسخ سے کافی مدد حاصل کی۔ اس میں جو اشعار درج ہیں وہ انہی تین اُستادانِ سُخن کے انتخاب کردہ ہیں۔

طرز تحریر

یہ تذکرہ بہت آسان و سادہ عبارت میں لکھا گیا ہے۔ سرخوش نے عام فہم لیکن صاف و شُستہ انداز میں اختصار کے ساتھ اپنا مطلب بیان کیا ہے۔ غیر ضروری عبارت آرائی اور لفاظی سے حتی الامکان پرہیز کیا گیا ہے۔

نسخہ جات

میرے تصرف میں کلمات الشعرا کے پانچ نسخے تھے۔ چار نسخے پروفیسر شیرانی کے مجموعہ میں ہیں اور ایک پنجاب یونیورسٹی کے مجموعہ میں۔ یہاں پر ان نسخوں کے متعلق چند الفاظ تحریر کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔

نسخہ (ا) مجموعہ شیرانی ۱۴۹۲ خوشخط نستعلیق کل ورق ۱۰۹۔ نقطے ندارد۔ جہاں دیئے بھی ہیں تو بے ترتیبی سے۔ کہیں کہیں املا کی غلطیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ کاتب کا نام اور نسخہ کی تاریخ درج نہیں۔ خاصا پرانا معلوم ہوتا ہے۔ مکمل ہے۔

نسخہ (ب) مجموعہ شیرانی ۱۴۹۳ نہایت خوشخط نستعلیق۔ شعرا کے نام سرخ سیاہی سے

لکھے ہیں۔ شروع میں کئی نام چھوٹے ہوتے ہیں۔ طرز تحریر نسخہ (ا) سے بالکل مختلف ہے کہیں کہیں ترتیب میں بھی فرق ہے۔ حالات وواقعات میں بھی کمی بیشی پائی جاتی ہے۔ کاتب کا نام وسن تحریر درج نہیں۔ زیادہ پرانا معلوم نہیں ہوتا۔

نسخہ (ج) مجموعہ پنجاب یونیورسٹی۔ نسخہ دہم شہر رمضان ۱۲۶۱ھ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کاتب نے اختصار سے کام لیتے ہوئے بہت سے حالات وواقعات کو نظر انداز کر دیا ہے۔

نسخہ (د) مجموعہ شیرانی ۱۹۹۹ء ناقص ہے۔ تاریخ درج نہیں۔ کافی پرانا معلوم ہوتا ہے کچھ صفحات کم ہیں۔ ترتیب غلط ہے۔ اس پر ایک مہر ثبت ہے جس پر "غلام حسین ۱۲۴۱ھ" لکھا ہے۔

نسخہ (ہ) مجموعہ شیرانی ۱۴۹۴ مکمل ہے۔ نسخہ (ا) سے بہت ملتا جلتا ہے۔ دستخط کی عبارت یہ ہے:-

"ہزاران شکر وسپاس بجناب رب الناس کہ بہین توفیق رفیقش نسخہ کلمات الشعرا تصنیف محمد افضل تخلص سرخوش بعون اللہ تعالی مالک الملک ذی الجلال و الاکرام بیدک الخیر و ہو علی کل شئ قدیر۔

بتاریخ پنجم ماہ رجب المرجب ۱۲۵۴ھ از دست خیریت خان صورت اتمام پذیرفتہ"۔

ان نسخوں کا آپس میں اس قدر اختلاف ہے کہ مجھے اس کے مرتب کرنے میں جو دقتیں پیش آئیں وہ میں ہی جانتا ہوں۔ اسی وجہ سے اس پر بہت سا وقت صرف ہو گیا۔ اس کے باوجود بہت سے مقامات ایسے رہ گئے جو صاف نہیں ہوئے۔ ایسے مقامات نقل کر کے اپنے دوست مولوی غلام احمد گلبھی کے پاس حیدرآباد میں بھیجے تاکہ وہ کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ سے ان کا مقابلہ کر کے درست کریں۔ لیکن معلوم ہوا کہ کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ نہایت بدخط شکستہ و ناقص ہے۔ جس کی عبارت پڑھی نہیں جاتی۔ تاہم انھوں نے کوشش کر کے ان عبارات کا مقابلہ کیا اور جو الفاظ پڑھے نہ گئے ان کی شکل اتار کر بھیجی۔ افسوس ہے اس سے چنداں فائدہ نہ ہوا۔ بہرحال میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش تصحیح پر صرف کی۔ اس میں مجھے کہاں تک کامیابی ہوئی یہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔

(دلاور)

فہرست کُتب

فہرست مجموعہ مخطوطات انڈیا آفس
فہرست مجموعہ مخطوطات عجائب خانہ لندن ریو
فہرست مجموعہ مخطوطات بانکی پور
فہرست مجموعہ مخطوطات اودھ۔ سپرینگر
جرنل رائل ایشیاٹک سوسائٹی جلد نہم
ماثر الکرام جلد دوم
نشترِ عشق
مجمع النفائس
تذکرہ طاہر نصرآبادی
تذکرۂ حسینی
مرات الخیال
مخزن الغرائب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخن جانست و دیگر گفتگو جانان[1] زمن بشنو　　اگر هر لحظه جان تازه[2] خواهی سخن بشنو

بعد حمد سخن آفرینی که حقیقت[3] انسانی را بشرافت امتیاز نطق اشرف مخلوقات ساخته و نعت نبی امّی که نوک[4] قلم از عار شق نکرده بشق القمر پرداخته. فقیر حقیر سر خوش واضح می گرداند که سخن قدیم است ولایزال زیرا که کلام از جمله صفات سنیّهٔ الٰهی است و چون ذات قدیم ولایزال است صفاتش نیز می باید که قدیم و لایزال باشد. غرض تا بهار نطق در جوش است هر زبان با لفاظ رنگا رنگ گلفروش. در جمیع افواه و السنه رتبهٔ کلام موزون از ناموزون و نظم از نثر زیاده و افزون است بیت

آب بود معنی روشن غنی　　خوشهٔ اگر بسته شود گوهر است

گواه صادق این دعوی مصرعهٔ برجسته. بسم اللہ الرحمن الرحیم. که دیباچه طراز و عنوان آرای قرآن است و بیت برجستهٔ بلند ابروان را جای بالای چشم های خوبرویان و خوش نگاهان. حکماء گویند که در بدن آدمی عجائب بسیار است. اما دو چیز بغایت غریب و نادر است که عقل و ادراک آن عاجز و قاصر است. اوّل جستن نبض که بی نطق خبر از اعتدال و اختلاف امزجه میدهد و اطبّاء از ان بسقم و صحّت ایشان مطّلع میگردند. دوم شعر یعنی کلام موزون که گرهی بر باد بیش نیست. بحیثیت فصاحت و بلاغت و لطافت و نزاکت ترکیب می باید که موجب یادگار و باعث زندگی تام در روزگار میگردد. سخن سنجان به نسبت آن از همه گرممتاز اند و بتلمیذ الرحمانی معزّز و سرفراز. چنانچه ملّا ظهوری فرماید.

بیت　　ز حیوان بنطق آدمی برتر است[5]　　پس آدم تر آنکو سخن ورتر است

نسبت شعرای کرام با انبیا علیهم السّلام اقرب واقع است زیرا که رجوع هر دو طائفهٔ عالیه همیشه بمبدءِ فیّاض و عالم غیب است چنانچه مولوی نظامی در مخزن اسرار فرماید

پیش و پس قلب صف کبریا　　پس شعرا آمد و پیش انبیا

---

[1] د: جانان من بشنو [2] د: تازه میخواهی [3] ج: خلقت [4] د: که از شق نوک قلم عار کرده [5] ج: صاف [6] د: بهتر

بیقین باید دانست که ذکر احوال و استماع اقوال این عالی فطرتان خالی از فائدهٔ کلی و منفعت تام نخواهد بوده. و پوشیده نماند[۱] که عزیزانی که پیشتر بتالیف و ترتیب تذکرهٔ شعرا پرداخته‌اند ابتدا از احوال واشعار حکیم رودکی کرده تا بسخنوران عهد خویش رسانده‌اند. اکثر تواریخ و تذکره تا زمان عرش آشیان اکبر پادشاه رقمی گشته. در هر تاریخ احوال ایشان مسطور است و در هر تذکره ذکر همین‌ها مرقوم بخاطر عاطر گذشت که از روی نوشتهٔ یکدیگر سواد برداشتن و نقل نویسی کردن لطفی ندارد ؎

مکرر گرچه سحر آمیز باشد طبیعت را ملال انگیز باشد

مناسب چنان می نماید که چون درین ایام رواج سخنان رنگین خیالان و معنی تازه یابان بسیار است و اشعار جواهر عیار ایشان بیاضی بر روی کار. اگر بترتیب احوال و تدوین اقوال ایشان سعی نموده آید پر بجاست[۲] لهذا شمهٔ از احوال و اقوال سخن سنجان عصر نورالدین جهانگیر پادشاه تا نازک خیالان عهد عالمگیر شاه که پایهٔ معنی یابی را بمعراج کمال رسانده‌اند. و فقیر سر خوش فیض صحبت اکثری[۳] دریافته و با بعضی نسبت هم عصری داشته. آنچه بگوش خورده کم و بیش موافق ترتیب حروف تهجی بقید قلم و ضبط[۴] رقم در آورده "کلمات الشعرا" موسوم گردانید و تاریخش نیز از نام بر آورده. هر که از نعمت الوان این خوان احسان فائده بردارد امید که این ریزه چین زله کرم را بفاتحهٔ خیر یاد آرد ؎

داخل[۵] اهل سخن نیست پیش دانا هر که نامش نبود در کلمات الشعرا

میر الهی

در عهد جهانگیر پادشاه از ولایت همدان بهندوستان آمده. شاعر نازک مزاج و خوش خیال بوده. دیوانی مشهور دارد. چون نام مبارک الهی تخلص کرده تعظیماً ابتدا از وی نموده شد. از وست ؎

روی در هم میکشد[۶] از روی ما آئینه هم چین پیشانیست گویا آینه[۷] در شان ما
و هر انتقام آن کشد اکنون نمی‌کند دشت آسوده چند روز به پشت پدر صرا
نیم چو کام از فلک حاصل نشدگان تنگ چشم خوشه سان در کیسه پنهان میکنند پرانه را
ز بس طراوت رویش نمیتوان دانست که شبنم است بگل یا گره به پیشانی

۱ ج: نماید ۲ ا: برجاست ۳ ا: بعض ۴ ا: تحریر ۵ د: "داخل اهل سخن نیست برای ذکاء. آنکه فیضی نبرد از کلمات الشعرا"
۶ د: میکشد ۷ ب: آیتی ۸ ب: ما

میرزا جلال اسیر

از نجبای ایران بود بهند نیامده - دیوانش مشهور است - اشعارش خالی از قلت آفرینی نیست - از وست

کدام روز که سرمشق انتظارم نیست — کدام شب که سر گریه در کنارم نیست
خاطرم زیر فلک از جوش دلتنگی گرفت — دامن این خیمه کوتاه را بالا زنید
گشتم غبار و از سر کویت نمی روم[1] — دیگر چه خاک بر سر طاقت کند کسی
شکستی که ز دل افتادگان خیزد خطر دارد — مبادا شیشه یارب ازین طاق بلند افتد

میان ناصر علی این دو بیتش را اکثر بر زبان داشت و محظوظ بود

نگند فیض ادب رنج خموشی ضایع — هر سوالی که نکردیم جوابی دارد
شش جهت مشت غباری شد و پرواز گرفت — برق جولان که در خرمن خاک افتاده است

فقیر بجای مشت غبار مشت شرار مناسب تر میداند - گر قبول افتد -

میرزا ابراهیم ادهم

سید عالی نسب صفوی نژاد است - در زمان شاهجهان بادشاه بهند آمده - دیوانه مشربی بی باک بود - جنون ساخته داشت - با همه بندگان بشوخی پیش می آمد طبعش بطرز ایهام میلی تمام داشت و از تمامی مثنوی زلالی سه بیت انتخاب کرده - الحق آن هر سه بیت انتخابیست - یکی در تعریف باغ و بهار گفته

نزاکت آنچنانش نخل[2] بستی — که بار رنگ شاخ گل شکستی

دویم در وصف اسپ باد رفتار گفته است

ز جستن جستن او سایه در دشت — چو زاغ آشیان گم کرده میگشت

سوم در تاریکی شب و چه خوب میگوید

کواکب می نمودی در زمانه — چو چشم گربه در تاریک خانه

گویند روزی در مجلسی وارد میشود - امرد پسری را در پهلوی عزیزی می بیند - رفته در طرف دوم آن عزیز

---

[1] ب: کویش
[2] ۸۵۲ : نقش،

نشیند و اظهار گرمجوشی میکنند و آشنائی بهم میرسانند و آهسته در گوشش میگوید که "چه نسبت که این مرا برای ماتنه کنی"[۵۱] او گفت "صاحب چه می فرمایند این خود پسر منست" می گفت "همچنین ابس غلط ردم بدیگری می باید گفت" یک بیت در تعریف فقر خوب گفته از وست ــ

ایکه آرام دلِ خود بجهان می خواهی   بعد درویشی اگر هیچ نباشی شاهی

ن اشعاره ــ

جامه گلگونی که از خونریزیم آزرده نیست   گر منش دامن بگیرم[۵۲] خونِ من خود مرده نیست

چمن جویای[۵۳] وصل کیست کز جو دخیابانش   سراسر میرود چاک گریبان تا بدامانش

برائی نثار قتل زسنز مند گیها   اگر جان نمیداشتم مرده بودم

ادهم صبح است وقت می نوشیدن   شوم است بجمور سحر خوابیدن

آن نشئه که در می صبوحی بینی   برخیز که در خواب نخواهی دیدن

امانی

خان زمان خلف مهابتخان خانخانان سپه سالار طبع رسا داشت دیوانی رنگین گذاشته[۵۴] از وست ــ

گر نیم مائلِ رخسار تو حیرانی چیست   ورندارم سرِ زلف تو پریشانی چیست

دردِ عشق صلاح از من رسوا[۵۵] مطلب   کافر عشق چه داند که مسلمانی چیست

بیا دکعبه چه سر میزنی خدا اینجاست   بطوف مرده کجا میروی صفا اینجاست[۵۶]

در باغ چسان توبه توان کرد امانی   هر شاخ[۵۷] وگلی ساقی پیمانه بچنگ است

ظفر خان احسن

خلف رکن السلطنت خواجه ابوالحسن[۵۸] صاحب طبع عالی بود دیوانی رنگین با مثنوی پر مضامین ترتیب اده اکثر بصاحب صوبگی کشمیر و کابل عشرت اندوزی داشت و قتیکه ناظم کابل بود میرزا محمد علی صائب

---

۵۱ ه: بها کنی - ب: "تعتیه" کنی - تنه شدن در اصطلاح بعضی بمعنی قبول کردن و راضی شدن است مانند تن در دادن (فرهنگ ندراج) ۵۲ ج: بگیرم ۵۳ ب: جویان ۵۴ ب و ه: "در طبابت نیز وقوف را کار میفرمود" ۵۵ د: شیدا ۵۶ بعض نسخه ها ل ب و ج: این دو بیت نیز دارد - ولے این هر دو بیت از ابن نظیری نیشاپوری است - رجوع شود بدیوان نظیری ــ

پای تا بسرش هر کجا که می نگرم   کرشمه دامن دل میکشد که جا اینجاست

بغیر دل همه نقش و نگار بیمعنی ست   همین ورق که سیه گشت مدعا اینجاست

۵۷ د: هر شاخ گلی ۵۸ ج: ابوالحسن قزوینی - ه: ابوالحسن تربتی،

تبریزی بشوق دریافت صحبتش از ایران آمده مدتها گذرانید۔ خان قدردان در احوال پروازیش سعی موفوره بجا آورده بانواع مراحم والطاف پیش می آمدند۔ تذکرۂ اشعار شعرای کامل کہ حاوی ربط آشنائی داشتند مثل صائب وکلیم وسلیم وقدسی وسالک یزدی وقزوینی ودانش ومیرصیدی وغیرہم کہ دران زمان کوس سخنوری مینواختند انتخاب ہرکدام بخط او نویسانیده برپشت ہر ورق صورت آن معنی سنج نیز ثبت کرده بود یک ورق کہ بر وشبیہ کلیم بوده فقیر دیده وصورتش را زیارت کرده ام۔ ازوست ؎

به تیغ بی نیازی ناتوانی قطع هستی[51] کن __ فلک تا افگند از پا ترا خود پیش دستی کن

وله __ بهر کجا که رستم[52] وصف دوستان گویم __ برائی یار فروشی دکان نمی باید[53]

وله __ از سبزه تیغ بر کمر گل بهار بست __ گر تو به خصر وقت شود جان نمی برد

زهر ستم کی کار با جام شراب افتد __ مرا از گفتگوی باده سرخوش می توان کردن

عنایت[54] خان آشنا

خلف ظفرخان جوان دلچسپ بود دستی در انشاپردازی نیز داشت ۔احوال سی ساله پادشاهی شاهجهان پادشاه غازی را از ملا حمید وغیره فصیح[55] تر نوشته۔ اما به اعتقاد فقیر از منطوقه "خیر الکلام ماقل ودل" این نیز بهره نداشت۔ ازوست ؎

درد و درمان را دهد گر عرض عشق ادبها __ زخم برداریم و بگذاریم مرهم را بجا

ناقصان هم بدرش چشم طمع دوخته اند __ کور پیوسته نظر جانب بالا دارد

بنشین بگوشه اگر آزرده ز خلق __ پای شکسته تو بجای نرفته است

در سبکساریست آسائش __ سایه خوابیده قطع راه کند[56]

نقل[57]۔ گویند در امروی صاحب جمال بوده۔ در ایامی که خط سبزه پرپزاد حسنش را در شیشه کرده۔ درویشی موزون طبع برائے دیدنش آمد۔ چون بار نیافت این بیت نوشته اندرون فرستاد ؎

ناز بیجا چه کنی چون برخست ریش آمد __ شرم کن شرم که روز سیه ات پیش آمد

---

[51] ب: هستی [52] ب: روم [53] لا: شاید [54] د: عنایت خان احمد [55] لا: وانعم تر [56] لا: فقیر نیز ازین قبیل بیتی دارد۔ سرخوش۔ بوصل دوست محالست گر رسیدن ما __ نرفته است بجائی ز خویش رفتن ما" [57] در نسخه "ب" این حکایت به آصف قمی منسوب است،

آصف قمی

دیوانی مختصر دارد. در زمان شاهجهان بادشاه بهندوستان آمد. هیچ[1] جا رشدی نیافت. غیر ازین مطلع ندارد ؎

شعله ایم اما ز دود دل سیه پوشیم ما — چون چراغ لاله می سوزیم و خاموشیم ما

این بیت او هم خالی از مزه نیست ؎

یک طرف صبح وجود و یک طرف شام عدم — درمیان نور و ظلمت جوهر آئینه[2] ام

بکمالات صوری و معنوی ممتاز مولوی محمد سعید اعجاز

مجموعهٔ مکارم اخلاق و کل سر سید الفس و آفاق است. بیشتر عمر شریف او در تحصیل علوم معقول و منقول و اکتساب فضائل میگذرد و بیشتر اوقات بشغل درس علم دینی و افادت و افاضت مصروف است. گاه گاه بحسب صفائی ذهن و جودت طبع بفکر شعر نیز می پردازد و داد خوشخیالی و نازک بندی میدهد. درین بیت ناصر علی تصرف بجا کرده که همه اعزه پسندیدند ؎

خیال بیکسی من[3] وفا بیادش داد — بجای شمع دل آورد بر مزارم سوخت

دل آوردن و سوختن اندک تردّدی داشت. مصرعه. بجای شمع دل یار بر مزارم سوخت. گفته درست کرد. و در وقت رفتن بلاهور مطلع عارفانه بکیفیت تمام گفته بود. بیت

کشیده ام زجنون ساغری که هوش نماند — دگر معامله با پیر می فروش نماند

فقیر در جوابش مطلعی بعرصهٔ ظهور جلوه داده ؎

سرخوش گداخت حیرت[4] حسن تو ام خروش نماند — چو برگ گل ز تبسم جز لب خموش نماند

من اشعاره ؎

خمار آلوده شوخی ازچمن برچیده دامان شد — شکست رنگ گل مهتاب را چاک گریبان شد
تقاضای تبسم گل میکند از انفعال او — نگاهی کز[5] حیا دزدید شوخی های مژگان شد
شب که بی روی تو گلشن غنچهٔ دل تنگ بود — شعلهٔ آواز بلبل آتشی در سنگ بود
برق جولانی که گرم صید ازین وادی گذشت — برتپیدن های نبض جادهٔ صحرا تنگ بود

---

[1] لا: هیچ جا رشدی نکرد [2] این شعر از نسخه ب و ج افتاده است [3] ب: ما [4] ج: حسرت [5] ب: گر

دل غمدیده را اسباب راحت[۱] میشود کلفت — فتد از مرهم کافور گل در چشم داغ من

شکستم رنگ دل آئینه وار از بی نشان جستم — در بر روی خود وا کردم و محو تماشایم

ملا محمد سعید اشرف

از خوش خیالان زمان است در عهد مبارک عالمگیر شاهی از ولایت بهندوستان آمده - نواب زیب النسا بیگم خلف بزرگ بادشاه دین پناه از روی قدردانی دستگیری احوالش نموده در ملازمت خویش نگاهداشته - معنی یاب خوش خیال است - اکثر تلاش بطرز ایهام میکند - عجب صاحب قدرت است که در خانه میر معز موسویخان دیده ام که نشسته با هم حرف میزند و سخنهای همدیگر می شنود و می خواند و قلم بمیدار دو مثنوی و غزل و رباعی تازه[۲] بروی کاغذ می نگارد گاهی سر بگریبان تفکر فرو نبرده - مثنوی قضا و قدر قریب هفتصد بیت بهمین دستور بحضور یاران گفته و نوشته - در وی تلاشها کرده و معنی های تازه یافته - در ماتم سوداگرزاده که بدریا مرده گفته ؎

نبودی چون دران دریا میسر — کف خاکی که افشانند بر سر

بیاری از سر هر دو یتیمی — فرستادی گهر گرد یتیمی

با میرزا صائب و میرزا طاهر وحید و غیرهم از سخنوران ثقهٔ ایران صحبتها داشته - درین مصرعهٔ میرزا صائب

ع عیبی بعیب خود نرسیدن نمی رسد

روبروی[۳] ویش دخل بجا کرده گفت یک بای دیگر میخواهد یعنی عیبی بعیب خود نرسیدن نمی رسد - میرزا صائب و دیگران از حاضران بغور و فکر بسیار بکنه دقت این خطا واقف گشتند - من اشعاره ؎

از تغافلهای پی در پی نگر یارش کنم — پا زنم چندان به بخت خود که بیدارش کنم

خاکساری سرفرازی میشود درویکشی — شور مستی چتر می سازد دم طاوس را

چو آن آبی که شوید طفل در روی مشق خود را — هزاران حرف در هر قطرهٔ اشکی نهان دارم

جلوهٔ نازت رسائی داد بیداد مرا — کوه تمکینت دو بالا کرد فریاد مرا

کی شود آزاد از زلف گره گیرش کسی — دانهٔ زنجیر در دام است صیاد مرا

۱ ب : الفت ۲ ب و ج : تازه مضمون ۳ در نسخهٔ "ب" این واقعه در ذکر میر معز موسویخان مرقوم است - و در نسخهٔ "د" در ذکر محمد سعید اعجاز نوشته شده است ۴ این بیت از نسخهٔ "ج" افتاده است

گرد خط آخر برای چهره ات اکسیر شد | این غبار از بهر ضلت خاکِ دامنگیر شد
از پریشان حالی آخر کارِ من صورت گرفت | بسکه مو آمد بکلکم خامهٔ تصویر شد
در نامهٔ زمانه بجز حرف جنگ نیست | گویا که از سیاهی لشکر نوشته اند

محمد ابراهیم انصاف

جوان طالب علم بود طبع سخنوری نیز درست داشت بخدمت میر معز موسوی خان شعر میگذرانید معنی تازه فکر میکرد در عین جوانی بقضای ربانی ودیعت زندگانی[1] سپرد - من اشعاره

سوی پستی است در سرمایهٔ رفعت نهان راهی | بود این کوه را هر تختهٔ سنگی بر سر چاهی
نسازد غم به بیتاب محبت شادمانی هم | گران باشد برین بیمار مردن زندگانی هم
حائل خورشید وحدت رنگ هستیهای ماست | چون زمین از پیش بردارند روز و شب یکیست

اگرچه این معنی از مولوی روم است که فرموده اند

چون زمین برخیزد از جو فلک | نی شب و نی سایه[2] باشد نی دلک

امّا چون بیت خوب بسته بود فقیر نیز این معنی را شوخ تر ازین بسته درست کرده

سرخوش، حائل خورشید وحدت شد غبار هستیم | چون بساط خاک برچینند روز و شب یکیست

محمد صادق[3] القا

در فن مورخی[4] که تعداد آن بالوف گشته[5] وقوف تمام دارد و هوای خیالات بلند در سر بیتی که قریب الفهم بود ایراد یافت

زبسکه حیرت دل شد نثار[6] پردهٔ چشم | نگه چو صورت دیباست تارِ پردهٔ چشم
بعد فکر[7] یازده سال از خط پشت لبش | حسن مطلع کرد پیدا مطلع ابرو نویس

میر محمد[8] احسن ایجاد

از نجبای سادات سامانه است - در خوشخیالی و نازک بندی یگانهٔ زمانه صاحب فکرهای بلند است و از علوم متداوله نیز بهره مند - غزلهای طرحی را بقدرت و سامان تمام میگوید و نثر را بطرز خاص خود

---

[1] حیات ۲۵ج؛ روز ۳۵؛ ذکر این شاعر در بعض نسخه ها مرقوم نیست ۲۵ج و۸ ؛ تاریخی ۵۵ج؛ کشف ۶۵ب؛ نیاز

[2] این بیت از اکثر نسخه ها افتاده است ۵۵ج؛ اتحاد،

می نگارد۔ [1]مردیست باخلاق حمیده متصف وظاهر و باطن آراسته۔ وصحبتهای بزرگان دریافته وهمه جا مقبول بوده واین چند بیت آئینه دار افکار اوست)

بسکه پر گردید گوشم از صدای عندلیب — بوی گل گر بشنوم دانم نوای عندلیب
گر سراغی گیری از عاشق فغان آئینه است — در غبار ناله باشد نقش پای عندلیب
شب ناله دوزخ شررم گرم اثر شد — خاکستر دل بال و پر افشاند سحر شد
طومار هوا یکقلم از شعلهٔ آهم — چون کاغذ آتش زده افشان شرر شد
جلوهٔ معنی ندیدم در صفای قیل و قال — سبز شد هر جا سخن آئینه در زنگ بود
شد غبار آلود کلفتها زلال زندگی — مشت خاکی از بدن تا بر سر ما ریختند
حال سنگینی هجران تو انشا کردم[2] — سطر در نسخه [illegible] چو زنجیر در آب

ملا[3] علی تورانی

فقیر مشرب صاحب همین یکدو[4] بیت بود۔ از وست

هر که شد خاک نشین برگ و بری پیدا کرد — سبز شد دانه چو با خاک سری پیدا کرد

از انجا که مقرر سخنوران خوشحال است

بیک بیت دعوی مسلم بود — اگر مصرعاش مصرعه هم بود

موافق این قول درین اوراق نام اکثری مرقوم گشت۔

میرزا عبد الرسول استغنا

شعر[5] بطرز قدیم بسیار گفته یکدو بیت از و بخاطر است

بکین[6] چون منی آن دوستی دشمن چه می آید — غریبم۔ خاکسارم۔ عاجزم از من چه می آید
میتوان آورد استغنا سفارش نامهٔ — چرخ کجرو را اگر دانیم از یاران کیست[7]

[1] این عبارت فقط دریک نسخه است (نسخه ا) [2] ب: کردیم [3] ا: آملی تورانی - ک: علی تورانی ایما [4] ج و ب: صاحب همین بیت بود و بس [5] نسخه ب: بخشی شکار شاهزاده محمد اکبر بود [6] ب: خون من بجای چون منی۔ نسخه (د) بجای هر دو بیت مذکوره بالا۔ فقط همین یک بیت ازوست — جگر خون می کند رنج عزیزان راحت ما را — فلک دولت بهر کس میدهد منت بما دارد [7] در بعض نسخه ها مثل ب و ک و ج بعد ذکر این شاعر حالات شیخ بهاء الدین بهائی و باسط درج است۔ لاکن ذکر ایشان در نسخه (ا) مرقوم نیست۔ در نسخه (ک) بجائی باسط۔ باقر داماد نوشته است۔ ذکر هر دو سخنوران در نسخه (ب) این طور است۔ (بقیه حاشیه صفحه ۱۰ پر)

بنیش کشمیری

تمام دیوانش را سراسر سیر کردم غیر ازین دو بیت تلاشی بنظر نیامده ازوست

هر پارهٔ دلم چمنی از نگاه اوست — آئینه چون شکسته شد آئینه خانه ست

در راه وصال تو زبس چشم براهم — چون جاده بود خاکنشین تا نگاهم

باقر تبریزی[۹۲]

بسیار خوش فکر بود این دو بیت او از میر معز شنیده ام ازوست

بی تو شب ماه تیره روزان — چون چشم سفید گشته تار است

همچو غنچه تا یکی در بند خود باشد کسی — خیمه زن چون لاله بیرون از سواد خویشتن

ابوالحسن بیگانه

بهند نیامده دیوانش پیش میر معز موسوی خان بنظر افتاده این چند بیت او از زبان میر معز شنیده

احوال شب از شمع سحرگاه چه پرسی — از سوختگان قصهٔ جانکاه چه پرسی

مهتاب ز ویرانهٔ من گرد بر آورد — ای سیل بسر منزل من راه چه پرسی

آئینه ز عکس تو در آغوش گداز است — آگه نه از حال دلم آه چه پرسی

بر شیشهٔ دل خورد ز بیرنگ تو سنگی — هر پارهٔ این شیشه صدا کرد برنگی

رفیع خان باذل

برادرزاده محمد طاهر وزیر خان عالمگیر شاهی صاحب طبع رسا ست و جوان قابل - کتاب معارج النبوت[۹۳] در زمین شاهنامهٔ فردوسی بنظم در آورده و در آنجا تلاشها کرده حملهٔ حیدری نام نهاده

(بقیه حاشیه صفحه ۹)

شیخ بهاء الدین بهائی تخلص

از فحول علما مذهب امامیه ست - تصانیف عالی دارد گاهی بفکر شعر نیز می پرداز د این قطعه ازوست

مرا زدی تعصب معاندی پرسید — پدر ز روی چه معنی نداشت روح الله

جواب دادم و گفتم که او مبشر بود — باحمد عربی جمع خلق را ز اله

مبشرا زنی آن کو بشارت آرد زود — روا بود که دو منزل یکی کند در راه

باسط

از مستعدان زمانه است در ولایت ایران تعلم علم اندوخته - جامع علوم عربیه بود بفکر شعر هم توجه داشت

به بی ستون نظری کردم و یقین دیدم — که کار تیشهٔ فرهاد نیست کار دل است

۹۱ باقر تبریزی ۹۲ این بیت از نسخهٔ ت افتاده است ۹۳ ج : معراج النبوة

قریب به چهل هزار بیت رسیده۔ من اشعاره ؎

عشق را با هر دلی نسبت بقدر جوهر است ـــ قطره برگل شبنم و در قعر دریا گوهر است
عارض گلرنگش از می شمع ایمن می شود ـــ از برای آتش گل آب دامن می شود
بسکه شرح غم ز دل مضطرب احوال دهم ـــ بکبوتر چو دهم نامه پر و بال دهم
هرگاه بر دستی چشم تو زهوشم ـــ لبریز شود چون خم می[52] سینه ز جوشم
چه نشاط باده بخشد بمن خراب بی تو ـــ به دل گرفته ماند قدح شراب بی تو[53]

ملا جامی لاهوری نامدارخانی بیخود تخلص

شاعر غرا صاحب دیوان ضخیم بود و قصاید و قطعه ها بسیار و بچسپ و رسا داشت[54]۔ در تاریخ یابی کارهای دست بسته میکرد۔ چنانچه تاریخ تولد میرزا اسمٰعیل خلف ارشد نواب عمدة الملک[55] امیرالامرا اسدخان که الحال ذوالفقارخان بهادر نصرت جنگ[56] خطاب دارد از وست ع

"ز برج اسد رو نمود آفتاب"

تاریخ تولد شرف یارخان پسر کلان کامگارخان "شرف یار کامگار" یافته۔ وقتیکه در خانهٔ نامدارخان پسر اول باسم حمزه مرزا تولد شد تا شش روز جشن ملوکانه کرد نا هر روز قطعهٔ تاریخی گذرانیده داد تلاش داده۔ چند مصرعه در مادهٔ تاریخ نگاشته می آید۔ از وست۔

'نونهال نامدار جعفری آورد گل'
'زر کامل عیار جعفری زیب جهان آمد'
'آمد دُر نامدار و شهوار'

۵۱ب: او ۵۲ج: میخانه ۵۳ نسخه ب اشعار ذیل هم دارد :-

تو جهان رسیدی از من که بخواب هم نیائی ـــ بکدام امید واری بروم بخواب بی تو
دل داشتیم دادیم۔ جان بود عرض کردیم ـــ چیزی که یار خواهد صبر است ما نداریم
از فدای خویش خطی کاملی بر داشتم ـــ کز میان جان جانان حاملی بر داشتم
صد جگر خون از کجا هر روز صرف غم کنم ـــ منکه از ملک عدم با خود دلی بر داشتم
تخم اشکی ریختم چیدم گلی رسوائی ـــ دانه افشانده بودم حاصلی بر داشتم

۵۴ب: هم صحبتم بود ۵۵ب: عمدة الملک ۵۶ب: سپه سالار

"بگفت آن گوهر والانجابت از دو سو دارد"

چنین تاریخ هرگز کس نگفته ‌‌‌ کس از هندو عرب یکغنچه نشگفت
بمن گفتند تاریخی او کن ‌‌‌ که سازد سال هند و با عرب جفت
دم صبحی بفکر این معمّا ‌‌‌ بمژگان دیده راه فیض میرفت
که این یک چشمهٔ طفل تو امان دار ‌‌‌ ز بطن غیب در مهد دل خفت
پی تاریخ هندو و عرب دل ‌‌‌ ز هجرت یکهزار و شصت و انگفت

برای تولد پسر امیری تاریخی گذرانیده. ترشحی از سحاب کلامش ندیده. برعکس گفته بتقریبی گذرانیده که مادّهٔ تاریخ این است ع

"........"[1]

قصهٔ حسن[2] و دل را نظم کرده و در وی داد سخن دری داده. که این دو بیت در تعریف ساقیان مجلس از آن مثنوی اوست

یکی را ساده رخ آئینه آسا ‌‌‌ یکی را جوهر از آئینه پیدا
گلستان یکی بی سنبلستان ‌‌‌ یکی را بوستان گرد[3] گلستان

بنام نامدار خان گفته حسن نامدار خانی نام نهاده و تاریخ تصنیف آن هم ازین نام بر آورده. از مشفقان فقیر بود. وقتیکه برای خود سر خوش تخلص پیدا کرد. اول پیش او رفته ظاهر ساخت او بسیار خوش کرده فاتحهٔ خیر خوانده مقرر ساخت. سجع خاتم او ع

"جامی از جام حمد بیخود شد"

بعد از وفات او فقیر از همین سجع تاریخی بی کم و کاست بر آورده

رفت جامی بیخود از عالم ‌‌‌ در ریاض جنان مخلّد[4] شد
هاتفم[5] گفت مصرعهٔ تاریخ ‌‌‌ جامی از جام حمد بیخود شد

همین قسم فقیر تاریخ فوت[6] فضایل خان شیخ سلیمان از نام بر آورده و بادای خوش در رباعی بسته

---

[1] مادّه تاریخ فحش بود لهذا حذف شد [2] ج: حسن ابدال را [3] ا، د، لا: گرده [4] مجلّد [5] ب و لا: سجع او بعد فوت شد تاریخ [6] ب: تاریخ قضای شیخ سلیمان

شد شیخ سلیمان بسوی دار بقا　　وارست ز قید هستی بی سر و پا
هم شیخ سلیمان شده تاریخ وفات　　پیمانهٔ عمر بود نامش گویا

گویند وقتیکه پیش نواب جعفر خان نوکر شده - پایه در مجلس نشستن نداشت - قطعهٔ بدین مضمون درج گذرانیده که دو[۱] بیت از آن قطعه است ؎

همین طاعت حق نماز است و دی　　گهی بنده ایستد گه از پا نشیند

اجازت نشستن و مصاحبت حاصل کرد -

روزی[۲] در خانهٔ لهراسپ بیگ بخشی نامدار خان مهمان بود - و یکچه پر از شراب در پهلو داشت - هر لحظه جامی بدست خود پر کرده میخورد و همچو بلبل مست شعر خوانیها میکرد - چون یاران بنماز برخاستند رفت و با جماعت نماز بگذارد گفتم اخوند صاحب این چه طور نماز است - گفت با یا نماز بکیفیت[۳] همین است - بعد از آن بمیرزا لهراسپ بیگ گفت شما شعرهای این جوان شنیده اید - گفت تا حال این جوان را موزون هم نمی دانستم بعد از آن بفقیر تکلیف کردند مطلعی تازه گفته بودم بر خواندم ؎

کجاست دیدهٔ جویای ره کجاست ترا　　وگرنه هر مژه انگشت رهنماست ترا

اخوند لب بتحسین و آفرین کشود و گفت هزار غزل ما بیک بیت شما نمی رسد - روزی نامدار خان با باقی کلاونت که منظور نظر عاطفت ایشان بدرجه کمال بود از حمام برآمده در جامه خانه برای رخت پوشیدن نشستند چون فارغ شدند گفتند لائق پنجهزاری منصب است - ملا هیچو حاضر بود بعرض رسانید که اگر نواب بادشاه باشند - از جملهٔ اشعار آبدار اخوند بالفعل دو رباعی بخاطر بود ایراد یافت - رباعی

هر کس که دل از مدار دنیا برداشت　　عبرت ز شمار کار دنیا برداشت
گویند زمین بر سر گاو است بلی　　گاو است کسی که بار دنیا برداشت

سگ سنی و خر شیعه اگر مشهور است　　در خصمی شان بیک دگر مشهور است
دانا نکند[۴] تعصب از هیچ طرف　　دندان سگ و گوشت خر مشهور است

---

۵۱ در نسخه (ا) همین یک بیت است که نوشته شد - در نسخه (د) بیت اول این قطعه هم درج است و آن اینست -

بود طاعت فرض هیچو نمازم　　بقدر باگهی بنده از جا نشیند

۵۲ ازین جا تا آخر بیان این شاعر از بعض نسخه ها افتاده است ۵۳ (ا) بکیف ۵۴ د: نکشد

بحر۵۰ بی ساحل میرزا عبدالقادر بیدل

اُستاد فن است بسیارگو و خوب[۵۱] گو است امروز در دار الخلافه کوس رستمی مینواز د و بداد معنی یابی و نازک بندی میرسد دیوانها و مثنویات متعدد دارد و نثرهای رنگین نیز می نگارد درین عهد شاعر غرا چون او نیست[۵۳] وجود شریف او غنیمت است[۵۲] بسیار خوش خلق و آرمیده. بیتی در تعریف کوه ازوست ؎

مزن بر سنگ او زنهار دستی — که مینا در بغل خوابیده مستی

این چند شعر از زادهای طبع اوست. از زبان میر محمد زمان شنیده ام ؎

بر روی ما چو صبح نه رنگی شکسته است — گردی ز دامن طپش دل نشسته است

ما لاف همت از مدد عجز میزنیم — پرواز ما چو رنگ به بال شکسته است

عرصهٔ آفاق جای جلوهٔ یکتا نالهٔ نیست — نی گره از تنگی این بیشه پیدا می کنند

بمحفلی که دل آئینه رضا طلبی ست[۵۴] — نفس درازی اظهار پای بی ادبی ست

ذوق آغوش دوئی در وصل نتوان یافتن — بی خبر مجنون ما محمل شد و لیلی نشد[۵۶]

شب که دل از یاس[۵۶] مطلب باده در جام کرد — یک جهان حسرت بطوفان داد و آهش نام کرد

عشرت ما چون نگاه از بس تنک سرمایه ست — سایهٔ مژگان نوا نا صبح ما را شام کرد

حیرت آهنگم که می فهمد زبان راز من — گوش بر آئینه نه تا بشنوی آواز من

رباعی

زاهد آنسوی فطرتت مردانند — در معبد شوق نیستی فردانند

یکره خبر از کاغذ آتش زده گیر — تا سوختگان چه سبحه میگردانند

---

۵۱ ج: سرآمد سخنوران کامل ۵۲ ب: خوش ۵۳ ب: در فقر و توکل بادشاه وقت خود است. هفت هزاری امرائی ما دارد خاطرش می آید و مثنویهای متعدد باسم محیط اعظم و طلسم حیرت و چار عنصر و طور معرفت وغیره دارد. در همه جا نکته سنجیها کرده.
۵۴ ج: تصنیفات شریفش یازده (لا: پانزده) آثار در آمده. فقیر شاهنامه فردوسی و مثنوی مولوی روم را سنجیده با وجودیکه بتقطیع کلان پر قلم بود هفت و نیم آثار بوزن در آمد. پنج هزار بیت در دیوانش ردیف میم است ۵۵ ا: ضیا
۵۶ ا: لیلی شد و محمل نشد ۵۷ لا: یاس ۵۸ ب: بچشم بسته خیال حضور حق بستن
اشارتیست که این جا نگاه بینا نیست

رباعی
هر تیره دروئی که حسد شامل اوست — بر تهمت پاکان نظر باطل اوست
رو پنبه بسقف خانه آویزو به بین — دودی که ز شمع سر کشد مائل اوست[۵۱]

برین رباعی خود بسیار محظوظ اند۔

رباعی
هر چند طلب به صد فنونست اینجا — دریوزهٔ دیدار جنونست اینجا
از هیبت چشم وقره غافل نشوی — دستی دگر از کاسه برون است اینجا

ایضاً
آهنگ جلالی که بمش زیر شود — چو وا نگری جمال تاثیر شود
آن بادهٔ شعله گون که دارد خورشید — در ساغر ماه چون رسد شیر شود[۵۲]

فقیر سرخوش باشارهٔ میان ناصر علی چند بیت ایشان را از راه شوخیها پیش مصرع رسانیده مطلع ساخته اگرچه ایشان شنیده محظوظ نشدند از روئی غیرتی که تلامذهٔ رحمانی را بیباشد پیدا نشد. اما یاران منصف پسندیدند۔ چنانچه ایشان فرموده اند

بیدل
به فرصت نگهی آخر است تحصیلم — برات رنگم و برگل نوشته اند مرا
سرخوش
ز بی ثباتی عشرت سرشته اند مرا — برات رنگم و برگل نوشته اند مرا
بیدل
عوارض کثرت هست آفت وحدت ما را[۵۳] — خلل در شخص یکتا نیست گر قامت دوتا گردد
سرخوش
دوئی کی ذات وحدت را بکثرت همنوا گردد — خلل در شخص یکتا نیست گر قامت دوتا گردد
بیدل
شخص پیری نفی هستی میکند هشیار باش — صورت قامت دو تا آئینه ترکیب لاست
سرخوش
جلوه گاه نقش پیری تختهٔ مشق فناست — صورت قامت دوتا آئینه ترکیب لاست

---

۵۱ ب: زندگی را از قد خم عبرت آگاه میکنم — وقف رعنائی بساطی ناشستم ته میکنم
صورت پرستی از غلق برد امتیاز معنی — هر چند کعبه سنگ است تسکین برهمن کو
کم ظرفیم از همت خویش است دگرنه — دریاست می ریخته از جام جهانم
درزمین غزل حافظ شیراز که فرموده غزلی بتغییر قافیه کرده بود دران غزل بیتی بحسن ادا فرموده فقیر نیز بشوق آن مطلع گفته
بیدل • درهای فردوس وا بود امروز — از بی دماغی گفتیم فردا
سرخوش جام می عشق دادند ناگاه — از خویش رفتیم الله الله.
۵۲ براهت مرده ام امانزیارت خانه سنگم — تو می آئی همین آسوده آتش در هزار من
۵۳ ه: خواص ۵۲ د: مشکک،

بیدل — گل جام خود عبث بشکستن نمی دهد — صافِ طرب بشیشهٔ رنگِ پریده است

سرخوش — دستِ نشاط دامنِ از خود رمیده است — صافِ طرب بشیشهٔ رنگِ پریده است

بیدل — بی تکلف مرگ هم آسان نمی آید بکف — از تماشای دو عالم چشم باید دوختن

سرخوش — نیست از شمع اجل آسان نگاه افروختن — از تماشای دو عالم چشم باید دوختن

حکایتی در مثنوی محیط اعظم میرزا بیدل بیازده بیت تمام کرده بود. فقیر سرخوش در دو بیت رباعی بسته[۵۱]۔

رباعی سرخوش — واعظ گفتا که نیست مقبول دعا — زان دست که آلوده بجام صهبا
رندی گفتا که تا بود جام بدست — دیگر بدعا کسی چه خواهد ز خدا

از زبان میرزا محمد علی ماهر شنیده ام که زلالی با صاحب سخنی دیگر این حکایت را می گفت. که شب زمستان بود و یاران در صحرا فرود آمده بودند ناگاه آتش سرد گشت. یکی از میان جمع برخاست که چوب پیدا سازد گذرش بجانب گورستان می افتد. تابوتی در آنجا می یابد بسر برداشته می آرد. یکی در راه پرسید که از عزیزان که مرده است میگوید آتش. بس این همه را زلالی در دو بیت بسته و همیشه در میان سخنوران فخر میکرد که من چنین کارهای دست بسته میکرده ام[۵۲] و آن این است ؎

شبی رندی در ایّام زمستان — بسر تابوت می برد ی شتابان
یکی پرسید از و کای یار دلکش — که مرده از عزیزان گفت آتش

۵۱ب: حکایت بیدل — نصیحت گری وعظ آماده داشت — نفس گرمی حرمت باده داشت
که بر الفتِ می بیفشانده دست — خمارِ می فضل نتوان شکست
به بزم طرب دست ساغر مکین — ندارد دعای اجابت قرین
نخستین کف از جام می ساده کن — دگر خویش را رحمت آماده کن
بجوشید رندی که ای بیخبر — ز حرفی که گفتی نبردی اثر
بمستان ز تمهید انکار می — عیان گشت تعظیم اسرار می
که تا جام می بر کف همت است — دلش هرچه خواهش کند خجلت است
دو عالم بچنگ و دعا خواستن — بساطی است در کوری آراستن
در فقر لن خواه شاهی طلب — زمینائی می آنچه خواهی طلب
دمی کآرزو شد ز می کامیاب — دعای دگر گو مشو کامیاب
دلی جای رحم است اگر آگهی است — بدستی که از جام و مینا تهی است

۵۲ب: کسی هست در عالم که چنین طبع آزمائی کند. یاران موزون طبع همه سر فرو انداختند،

فقیر تمام خلاصهٔ مطالب کتاب منطق الطیر شیخ فرید الدین عطار در رباعی بسته و سوای آن چندان مطالب صوفیهٔ عالیه و حکایات غریبه در رباعی ها بسته در رساله روائح که در تتبع لوائح مولوی جامی نوشته بتفصیل مرقوم است. چند رباعی خود نیز بجهت استشهاد قول خود چون دو گواه صادق در اینجا می آرد۔

رباعی
سی مرغ ز شوق بال و پر بگشودند — در جستن سیمرغ هوا پیمودند
کردند شمار خویش چون آخر کار — دیدند که سیمرغ همه اینها بودند

"
دزدی شب تار کو بکوی گردید — از هیچ دری بمقصد دل نرسید
در خانهٔ خویش رفت و کالا دزدید — چون روز نظر کرد متاع خود دید

ویک رباعی در منقبت گفته ام و این را باعث نجات خود میدانم۔ رباعی
در فضل و کمال مصطفی بی همتاست — اسلام قوی ز یاری شیر خداست
عثمان ایشان نه تا هیچ شانند — هر چو دو الف که یازده زان پیداست

رباعی بیدل
آن چار خلیفهٔ رسول معبود — کز ابجد وضع شان عشر شد موجود
بی نقطه شک بذات یکتا پیش — چون جمع کنند یازده خواهد بود

فقیر رباعی دیگر بهمین مضمون و دو دیگر در منقبت چار یار باصفا فرستاد۔ رباعی
وهمی باشد بذات پاک احمد — تفریق دوازده امام امجد
کین جلوهٔ موجهای دریای صمد — چون سیزده است آشکارا ز احد

رباعی
اصحاب کبار را اگر از همه مشمار — یکتن یکجان بدان تعصب بگذار
دل را در سر هوائی هر چار بود — دال است سر دل عیان قدری چار

---

۱۵ و: ودر آخرکار ۵۲ و: آنها ۵۵ ب: رباعیات سرخوش
شاهی پی یاد مرگ هر شام و سحر — میکرد در آگهی بتابوت نظر
چون کرد بشیخ پدر هستی در ریش — برداشت ز پیش چشم تابوت دگر

از شیخ برخت بسیگم عالیجاه — درخواست دعا بعدد از آن شاه
گفتا چه کشاید از دعا پیر دهن — زین حال طبیب را بکن زود آگاه

تیری برسید بر تن مرغ هوا — گفتا که شدت بسوی من راهنما
گفتا ز تو چیزیست بمن پیوسته — جنسی ست که آن سوی تو شد بال کشا

[illegible]

رباعی
از چار خلیفهٔ رسول مختار — قائم شده چار رکن دین ابرار
والی که بود آخر احمد وال است — بر اثبات خلافت این هر چار

چندربهان برهمن[۵۱]

طبعی درست داشت شعر بطور قدما شسته و صاف میگفت و سلیقهٔ انشاپردازی نیز داشت در هندوان غنیمت بود[۵۲]. روزی در پیشگاه خلافت و جهانداری او را حکم شعرخوانی شد این بیت تازه گفته بود برخواند

مرا دلیست بکفر آشنا که چندین بار — بکعبه بردم و بازش برهمن آوردم

شاهجهان برآشفت فرمود که این بدبخت کافر مرتد است بایدش کشت. افضل خان بعرض رسانید که این بیت سعدی مناسب حال اوست که فرموده

خر عیسی اگر بمکه رود — چون بیاید هنوز خر باشد

بادشاه تبسم کرد بطرف دیگر مشغول گشت. این را از دیوان خاص بدر کردند. این بیت بنام او مشهور است اما بتحقیق پیوسته که از هندوی دیگر است

ببین کرامت بتخانهٔ مرا ای شیخ — که چون خراب شود خانهٔ خدا گردد

روزی میرزا محمد علی ماهر ازوی پرسید که این شعر از شماست گفت شاید که گفته باشم بخاطر نیست

---

۵۱ ب: رباعی فقیر سرخوش که معنی آن تعلق بحکایتی دارد تا اینان خبر نشوند هیچ وجه دخل نباشد. رباعی اینست

زنقد عزیزان همه زین محفل غم — چون گل ندهم جام می از کف یکدم
خواهم که سبو سبو کشم بادهٔ ناب — نان پیش که در سبو آیم من هم

قصه چنین است. گویند که بدروازهٔ شهر بقالی دکان داشت هر جنازه که از آن دروازه گذشتی او یک سنگریزه در سبوی انداختی تا بعد ماهی و یا سالی شمار کند و بداند که اینقدر مرده از این شهر درین مدت برآمده. قضارا بعد از چندگاه او هم درگذشت شخصی آنجا رسیده پرسید که بقالی اینجا برای شمار مرده سنگریزه در سبوی انداخت چه شد. عزیزی گفت او هم در سبو آمده. در رباعی دیگر عجب حالی بسته ام و در توحید درست کرده ام. رباعی

باشی به سر حباب گرامی همدم — وحدت نخورد ز جوش کثرت بر هم
در هندسه نه ایچون مضاعف سازی — هر چند که بشمری نه آید به رقم

[illegible] ... شده و هندسه مشهور است. بالتصور که هشت و یک نه است. بهمین دستور هر قدر کسی که بشمار در صورت میگیرد. و دیگر رباعیات نادر و غریب هر یک در محل خود قلمی خواهد شد. ۵۱ ذکر این شاعر از نسخه ب افتاده است
۵۲ ب: دلائی ... داده ۵۳ د: جواب نادرش گذشت

اینجا هم حریفی بکار برده - چون بیت برجسته از وی یاد نبود بهمین قدر ذکر او اکتفا نموده شد - اشعار راست براست نوشتن فقیر را خوش نمی آید[۵۱]

بهونت[۵۲] رای بیغم بیراگی

مردیست از علائق دنیوی برجسته و از قیدها و منی و تویی[۵۳] رسته طبعی دارد پیش فقیر مشق سخن میکند و اصلاح میگیرد و کارش روز بروز در ترقیست این چند بیت از فکر اوست ؎

در فضای عشق جانان بوالهوس را کار نیست — هر سری شایستهٔ سنگ سزای دار نیست
دل چو شد بیکار دست از کار باید داشتن — کار در بیکاری دل بود دیگر کار نیست
با چو صبح از جیب دل خورشید می آید برون — وه چه جام است این که زو جمشید می آید برون
مرا ابرو کمانی میکشد در بر ولی ترسم — که این در بر کشیدنها چو ناوک در رم انداز د
مده از دست دامان یقین چل ار میسر نیست — که این دلاله هم در خوبی از معشوق کمتر نیست

قصه از کتب هندی در زمین شاهنامه بنظم در آورده و مطالب تصوف را خوب توضیح نموده -

ملا علی رضا تجلی

در زمان سعادت عنوان شاهجهان از شیراز بهندوستان آمده شاعر خوش خیال بود در قصاید و غزلیات و مثنویها معنیهای تازه تلاش کرده و فکرهای بلند دارد و این اشعار از زادهای طبع اوست ؎

فغانم بینو شبها دلخراش[۵۴] شد مرغ و ماهی را — بچشمم صبح چون داغیست کاندر و سیاهی را
هجر جانسوز چه یکروزه چه صد ساله[۵۵] یکیست — نقطه و دایرهٔ شعلهٔ جوّاله یکیست
در قطره قطره خونم پیکان آبدار است — چون استخوان که پنهان در دانه انار است
بکوری بگذرد بی مهر رویش عید نوروزم — بود بی نور صبحم چون بیاض چشم قربانی

---

۵۱ الف: فقیر بیتی در نعت و منقبت گفته و مشهور گشته ؎ محمد یکی با علی ولی است — چو یک کس کنامش محمد علی است
میرزا بیدل گفت که این بیت بنام میرحشمتی شنیده ام گفتم حشمتی صاحب این تلاش را نیست - شاید توارد شده باشد من خود بگفته دست از این برداشتم - هر دو داخل ثواب شدیم - یک بیت برهمن اندک مزه داشت نگارش یافت ؎
چه اختلاط بار یابد عقل شیدا را — بطور خود بگذارید لحظه ما را
۵۲ نامش بهونت رای فقط در نسخهٔ (ا) نوشته است - در دیگر نسخه ها محض بیغم بیراگی مرقوم است - اما ذکرش از نسخهٔ ب افتاده
۵۳ د: مائی و تویی ۵۴ د: می خراشد ۵۵ د: یکساله -

بسکه وارد عضو عضوم سوی خواهش سوی دوست — پای خواب آلوده ام در خواب بیند کوی دوست

بی تو از چشم ترم شورش جیحون پیداست — چون رگ لعل مرا هر مژه در خون پیداست

بسکه وحشت غبارم با در ویش نقش لبست — گرده تصویر او شد هر کجا گردم نشست

بی تو بر من ماهتاب امشب شب دیگر شده است — نور شمعم چون طلای کشته خاکستر شده است

محبت شمع فانوس است کی پوشیده می ماند — غم او عاقبت در پرده رسوا میکند ما را

چکد بدامنم از دیده لخت دل با اشک — برنگ شعله که با روغن از چراغ چکد

مرا هم مشرب تجاله ا روز و شب دوران — پیوکبیرگون جام جان لبریز خوناب است

محمد تقی

از تازه گویانست اما بر حقیقت حالش کماهی اطلاع نیست. یک بیت او از زبان میرمعز فطرت اینجا ایراد می یابد

مست نازی و سر خانه خرابی داری — از سر کوچه ما میگذری خوش باشد

عبداللطیف خان تنها

دیوان صوبه پنجاب خواهرزاده میرزا جلال اسیر فکر شعر بلند و طبع انشا پردازی رسا داشت.

این چار بیت از زاده های طبع اوست

یاد هم کنج غمکده تنها نشاند و رفت — گفتم کرمن غبار تو دامن فشاند و رفت

بی داغ عشق خون رود از چشم دل مرا — آید بگریه طفل چون خاموش شد چراغ

بلند از چو چشم او چو مژگان گشت فریادش[ل] — ز خاموشی چو حال سرمه را آهسته پیدا هم

خشکی زاهد شود از گریه رسوا بیشتر — میشود از بارش دی چوش سرما بیشتر

بتی دارم که بر بالای همچو سرو گلفامش — قبا چسپان بود از بسکه شیر بست اندامش

بجو ساغر چو موج باده کی گردد زبان من — برنگ شیشه از می تر بود اسپر تبخاله جان من[ل]

[ل] در نسخه ج: تخلص این شاعر تنها نوشته است [ل] د: چرخ [ل] این مصرع است ب و ک: بیت ذیل نیز دارد —

جز بگشتن اشتو زنا ابل جهان صاف کیم
صیقل آینه گر وصف بجگ هست تنها

میر تشبیهی[١]

همین یک بیت رسمی ازو بگوش خورده[٢]

مست آنچنان خوش است که گوید بروز حشر — من کیستم شما چه کسانید این چه جاست

دو بیت[٣] فقیر نیز باو گفته

مست آنچنان خوش است که هنگام صبح حشر — چون سر کشد ز خاک بگوید پیاله کو
کسی به حشر ز اندوه پاک برخیزد — که با پیاله چو نرگس ز خاک برخیزد

حافظ محمد جلال تلاش[٤]

سرگرم کار است و فکرش خالی از تلاش نیست پیش فقیر مشق سخن میکند ازوست

بسکه در خون جگر غوطه زد اندیشه ام — چون رگ یاقوت خوابیدست پای ریشه ام
خانه زادان وفا را ناله می باشد مدام — شیون ایجاد است چینی ماتم فغفور را
بدر عیدم بر شاه و گدا گم میکند خود را — تو رفتی بر نمی آید ز من از خویشتن رفتم

میر مفاخر حسین ثاقب[٥]

عموی میر محمد زمان راسخ از سادات نجیب است طبع معنی یاب و ذهن سلیم دارد و خوش فکر و صاحب تلاش است[٦]. در سرهند سکونت داشت و همانجا در گذشت ازوست

نیست پیدا سعی ما از عشق دامنگیر ما — گم بود آواز پا در شیون زنجیر ما
غبار پرده نشیند بسیما آفتابش را — که شوخیهای رنگ از رخ براندازد نقابش را
ز هر در راهنما افتادگیها می شود — هر کجا پای بلغزد جاده[٧] پیدا می شود
ز بسکه طاعت آلوده با گناه کنم — بسجده همچو نگین نامه را سیاه کنم
قطع امید دهد قوت بازوی طلب — بر پر ریخته پرواز توان کرد اینجا
ز دستگیری غربت بپاست جلوه من — چو موج ریگ روان گرد راه خویشتنم

---

١ ج: ملک تجار. ٢ ب: دیگر از احوالش اطلاع نیافته ام. ٣ این ابیات سرخوش فقط در نسخه (د) است. ٤ ا: حافظ محمد جلال تلاش. ٥ ج: میر محمد مفاخر جام — د: میر مفاخر حسین ثاقب. ٦ ب: فقیر را بکرات باوی اتفاق افتاده. دیگر از احوالش اطلاع ندارم که کجا رفت و چه شد. ٧ ا: راه.

روزگار عمر همت کرد در چشم سیاه — پر غبار از دامن افشانده شد کاشانه ام

اشک چشم سرمه آلودم درین سرگشتگی — شام غربت میبرم با خویش هر جا میروم

بذوق[۱] نالهٔ امروز میتوان جان داد — که عندلیب سرودی بیاد مستان داد

میرود از دست امشب بادهٔ لعلی مرا — آنکه در دیده نشین خندهٔ زیر لبست

جهانگیر بادشاه

باوجود مستی و بی پروائی و شغل جهانبانی و فرمانروائی ـ گاه گاه بحسب اتفاق و تکلیف وقت زبان الهام بیان را بگفتن رباعی و بیتی و مصرعی گلفشان میکرد و طبع عالی دشوار پسند خورده گیر و دقت آفرین داشت گویند روزی شاعری قصیده در مدح این بادشاه عالیجاه گفته آورد و شروع در خواندن کرد همین که پیش مصرع مطلع برخواند ع

ای تاج دولت بر سرت از ابتدا تا انتها

فرمود که از عروض و وزن و تقطیع شعر خبرداری ـ گفت ندارم ـ بزبان مبارک راند اگر عروضی میبودی گردنت میزدم ـ شاعر متحیر[۲] درماند که آیا چه خطا واقع شده ـ بیشتر خواند فرمود که این مصرع را وقتیکه تقطیع کنند چنین بوزن در می آید ـ

ای تاج دو مستفعلن ـ لت بر سرت مستفعلن از ابتدا مستفعلن ـ تا انتها مستفعلن

بدیهی است ـ شاعر را باید که از همه قبائح شعر با خبر باشد ـ خانخانان غزل ملا جامی را طرح کرده بود که این مصرع از انست ع

بهر یک گل منت صد خار می باید کشید

بندگان حضرت عالی در باغی نشسته بودند هوای ابر و وقت باده نوشی بود بدیهه این مطلع فرمودند[۳]

جام می[۴] را بر رخ گلزار می باید کشید — ابر بسیار است می بسیار می باید کشید

این دو رباعی از زادهای طبع مبارک است ـ

ای آنکه غم زمانه پامالت خورده — اندوه دل وسوسه نالت خورده

مانندهٔ قطره های باران بزمین — جا گرم نکرده که خاکت خورده

۱ این دو بیت در بعض نسخه ها نیست ۲ ب: در گرداب حیرت افتاد ۳ ب: اندوی الطاف بیشتر طلبیده فرمودند ۴ ن: جام مل

هرکس بضمیر خود صفا خواهد داد　　آئینهٔ خویش را جلا خواهد داد

هر جا که شکستهٔ بود دستش گیر　　بشنو که همین کاسه صدا خواهد داد

وقتی ماه نو عید را دیده این مصرع بر زبان مبارک راند ع

هلال عید بدُور افق هویدا شد

مخدرهٔ معلی نورجهان بیگم که او نیز طبع موزون و فکرهای بلند و رسا داشت۔ بدیهه مصرع آخرش رساند

ع　　کلید میکده گم گشته بود پیدا شد

بادشاه تحسینها کرد الحق مصرع خوبی رساند۔ روزی بادشاه پیراهن با تکمه های لعل پوشیده بود

بیگم این بیت برخواند ؎

ترا نه تکمهٔ لعل است بر لباس حریر　　شده ست قطرهٔ خون منت گریبان گیر

مستحسن و پسندیده افتاد۔ غرض که عهد جهانگیری عجب عهدی بود۔ عیش و عشرت در عالم بدرجه کمال بود

هرکسی خاطر جمع داشته و فراغ بالی طبع عالی بادشاه عالم پناه و همه اثر کرده مرفه و آسوده حال

بسر میبردند۔ روزی در شکارگاه آهوی بسیار سیر کرده۔ درین اثنا یوز خاصه آهوی سیاه را

افگند بر زبان مبارک رفت ع

چیتهٔ بادشاه زد کاله

یعنی یوز بادشاه سیاه آهوی را افگنده۔ ابوطالب کلیم حاضر بود۔ مصرع دیگر بدیهه رساند ع

گشت صحرا ز خون او لاله

پنج هزار روپیه از تهیلهٔ خاص همانجا انعام شد۔ سبحان الله چه همت و چه بخششها حق تعالی داده در زمانه

انداخته که هرچند زمین را با آسمان دوختم روی دلی یعنی توجهی هم از کسی ندیدم تا بصله چه رسد ؎

بران گروه بباید گریست کز پس ما　　حکایت کرم روزگار ما گویند

یکی از صاحب همتان زمان ما همت خان بود۔ فقیر مدتی خدمت او کرده۔ ساقی نامه و تعریف شمخانه

در مدح او گفته۔ دران مثنویها داد معنی یابی داده تلاشها کرده۔ این دو بیت از شمخانه است ؎

۵۱: براوج فلک ۵۲ب: پلنگ ۵۳: زخون پر از لاله ۵۴: بهله، پوستی باشد که باندام پنجه پوست دوزند و میر شکاران بر دست کشند و باز و شاهین و چرغ را بدست گیرند (هفت قلزم) ۵۵ب: بخشش الممالک۔

سر انگشتش بجود از یک اشارت　　دهد سرمایهٔ دریا بغارت
به دُرکی همتش دستی رساند　　که آبی بسته را ناپاک داند

یکروز مهربان شده فرمود که چوبداری رفته خانهٔ میرزا سرخوش دیده بیاید. رو بمن کرده گفت یک دست خلعت و یک راس اسپ برای شما علیحده کرده ام چون محضّر بیست بخانهٔ شما می فرستم. دیگر روز تغافل زد. چند روز فقیر از خانه برنیامد که مبادا عطیهٔ ایشان بیارند و هر او رخانه نیابند انتظارها کشید آخر معلوم شد که قول آن ترک بکار برده که شاعری در مدحش قصیده گفته آورده سر مجلس برخواند. ترک شنیده محظوظ شده گفت فردا بیا چند من غله[2] بتو میدهم. شاعر خوشحال شده دم صبح باربردار و جوال و ریسمان برده خانه اش برد. ترک از خواب بیدار غ برخاسته بیرون آمد. شاعر گفت بموجب فرمودهٔ (شما) باربردار وغیره لوازم برای بردن غله آورده ام امیدوار عنایتم. گفت عجب مرد ابلهی بوده. تو دیروز حرفی گفتی مرا خوش آمد من نیز حرفی گفتم ترا خوش آمد. باربردار و جوال و ریسمان چه دخل دارد. فقیر نیز یک رباعی رسوائی عالمش ساخت.

ای پنجهٔ تو ز دامن همت دور　　بر دولت بی فیض تو باغرت مغرور
بی همتی و نام تو همت خانست　　برعکس نهند نام زنگی کافور

عاقل خان ناظم صوبهٔ شاهجهان آباد بطالع ما از سپاهی روزگار بود. روزی که هزاری اضافه بی تلاش و تردد برای این آمد. قصیده برسم تهنیت و مبارکباد گذرانیدم. مطالعه نموده نفس برنیاورد گویا جان بحق تسلیم کرد. فقیر تاریخی گفت ؎

خان عاقل خطاب جاهل دل　　که چون او نیست غافل و نادان
بگذرانم قصیده در مدحش　　بستد و خواند چند بیت از آن
نقش دیوار شد بفکر صله　　ماند حیران چو صورت بیجان
شد یقینم که سر گذشت و بمرد　　ورنه میشد زبانش گرم بیان
سال تاریخ فوت او جستم　　گفت هاتف بمرد عاقل خان

تاریخی برای اضافهٔ آن بی خیر و برکت نیز گفتم. قطعهٔ تاریخ

۱؎ این عبارت تا آخر در بعض نسخه ها نیست ۲؎ ب: غله گندم بتو صله این میدهم.

چون هزاری اضافه عاقل خان | یافت ناکرده کوشش مطلق
دل بصد حیف گفت تاریخش | آه آمد اضافهٔ ناحق

دیگر از کریمان عصر ما، خواجه بختاور خان بود. سرائی نزدیک به دهلی[۱] آباد کرده، بختاور نگر نام نهاده و جمیع شعرای پای تخت را تکلیف تاریخ آن نموده. تاریخ هیچکدام پسند نیفتاد. فقیر خاطرخواه تاریخی گفت. از بادشاه تا امرای عظام هر که شنید خوش کرد و همان تاریخ بر کتابهٔ آن سرائی کندیدند ؎

در همایون عهد عالمگیر شاه | زیب تاج و تخت و فخر دین و داد
بهر تعمیر سرائی دلکشا | خان بختاور کف همت کشاد
رونقش از گلشن[۲] مسجد فزود | آبروی دیگر از تالاب داد
چون شد این معموره دلکش بنا | عقل بختاور نگر نامش نهاد
خواست طبع سرخوش از بام سخن | سال اتمامش ز فیض بامداد
شاد و خرم رو بر آمد راهرو | گفت بختاور نگر آباد باد

روزی از راه خوش طبعی گفتم که آنچه بدین سرای خرچ شده ربع آنرا خود هم آئینه سزاوارم که بیابم. گفت البته مطلب از ساختن رباط و سرای نام است که در عالم بماند. زر ما خرچ کردیم و در نام شما نیز شریک. پس نصف زر از شما باید گرفت[۳]. روزی رباعی باین صنعت و خوبی گذرانیدم گفت از اتفاقات است. رباعی

ای نام خوشت نقش ضمیر سرخوش | مدح تو همیشه دلپذیر سرخوش
دست از حالش مدار گر همه[۴] دست | بختاور خان دستگیر سرخوش

روزیکه این رباعی گذرانیدم التفات ظاهری بسیار کرد.

ای باطن تو ز راز شاهی[۵] آگاه | بختاوری از نام تو روشن چون ماه
تو پیر و شاه و شاه بود پیرو حق | شاه سایهٔ کردگار و تو سایهٔ شاه[۶]

باوجود این همه بی فیضی ها فقیر بعد فوت او تاریخی هم گفت ؎

۱ب: بدهی ۲ب: از گلشن و مسجد ۳ب: سرفرو افگندم و گفتم راست می فرمایند ۴ب: چون ۵ب: راه
۶ب: فرمودند بیک واسطه ما را هم سایهٔ خدا گفته.

دریغ از جهان بخت ورخان گذشت　　نماند آب در گلستان سخن

خرد خواست تاریخ فوتش ز دل　　بگفتا[۱] که کو قدردان سخن

این قصه بآن می ماند که شاعری در مدح دولتمندی قصیده گفته گذرانید ترشحی از سحاب کرمش ندید بعد از چندین مثنوی بنام او گفته آورد هیچ التفات نکرد باز قطعه مشتمل بر عرض احوال خود آورد چیزی او را نه بخشید۔ باز آمده بر در خانه اش نشست۔ آن دولتمند دون همت دید۔ گفت عجب حریصی بوده قصیده گفتی چیزی ندادم۔ مثنوی گفتی محروم برگشتی۔ قطعه آوردی هیچ نبردی۔ حالا چه امید بر در خانه من نشسته۔ گفت نشسته ام که بمیری و مرثیه ات نیز بگویم۔

در این دار الخلافه میر ابوعلی امجد خان بخشی واقعه نگار صوبه۔ صاحب احسان و فیض رسان است۔ فقیر وقتیکه بوعلی بود قطعه گذرانید۔ قطعه

بوعلی آن سید عالی نسب　　بالعلی هست ولی بن ولی

شیر بود بچه شیر ژیان　　بوی علی یافتم از بوعلی[۳]

مهربانی[۲] زبانی بسیار فرموده۔ چون بخطاب پدر که امجد خانی سرفراز شد۔ روز محله خود این رباعی برسم تهنیت و مبارکباد گذرانیدم۔ رباعی

نازم که شده اختر دولت تابان　　صبح اقبال و جاه گشته خندان

چیزی که بجا شده همین شد بجهان　　کامجد خان شد نتیجه امجد خان

بمطالعه در آورده خوش وقت شد۔ فقیر را نزدیک تر نشاند۔ از جمله دو اسپ فقیر یکی را برطرف نمودند هر چند الحاح کردم که دو ساله طلب در سرکار است عوض این اسپ میسر نخواهد شد که این محله خود بحال باشد۔ اسپ دوم چاق و جوان است۔ ع

بدان را به نیکان ببخشد کریم

مفید نیفتاد۔ فقیر نیز یک رباعی هجو در کار دولت ایشان گفت۔ رباعی

امجد خانی که نیستش بخشش یاد　　از دولت او کس نرسیده بمراد

گویند بمادح بار زری بخشد　　این بی همت مرا جز آزار نداد

---

۱ بگو قدردان سخن ۲ این عبارت فقط در نسخه (ا) است ۳ و ۴ همچنین در همه نسخه ها۔

یک امیر در عهد ما نواب بخشی الممالک روح الله خان مرحوم بود که هجو کنندهٔ خود را نهال کرده. گویند عبدالله بیگ نام منصبداری قطعه در هجوش از راه واسوختگی نظر بر رتبه و اعتبار سکندر خدمتگار انداخته مشهور ساخت مصرع آخرش اینست[۵] ع

رفته رفته این قطعه به نواب رسید مطالعه نموده فرمود که او را حاضر سازند. چون بخدمت آمد آن قطعه را بدستش داد و بگفت این شما فرموده دید. رنگش بپرید عرض کرد که نواب سلامت این گه را من خورده ام. تبسم کرد و گفت پریشان حال هم بسیار خواهی بود. گفت نواب سلامت پریشانی و درماندگی من خانه خراب را باین کم طالعی و بی سعادتی رهبر گشته. فرمود که مراتب او برنگارند همراه برده بنظر انور گذرانیده اضافهٔ دوچند و خدمت واقعه نگاری جای برایش گرفته و بخانه آمده یک اسب و خلعت خاصه و هزار روپیه از طرف خود انعام داده رخصتش فرمود. دران ایام که خدمت خانسامانی سرکار عالم مدار داشت فقیر در مدحش قصیده بزمین قصیدهٔ شاه طاهر دکنی ع

تنگ چشمان شکوفه چون سپاه اوزبک

در اهل سخن آن قصیده مشهور است. گفت. یک بیت فقیر اینست ؎

ترک شوخی نکند زان سبب استاد ازل   بچه اطفال کشیداست فلک را بفلک

معرفت میرزا کاظم منشی و میر غیاث الدین منصور فکرت فرستاد. این هر دو بزرگ باحسن وجوه گذرانیدند. و نقلی نیز درمیان آوردند که چون ملا وحشی جواب این قصیده را گفت فرزندان و مریدان ملا شاه بر آشفتند پیش یک صاحب سخن رفته شکوه کردند که ببینید بی ادبی ملا وحشی را که قصیدهٔ شاه بابا را جواب گفته. آن عزیز گفت که بی ادبی دیگر آنکه به از شاه بابا گفته. نواب خوش وقت شد برای فقیر خدمتی که دلخواه بود تجویز فرمود. حاکم معزول پیغام داد که اگر بحال شوم دو هزار روپیه نذر میگذرانم. فرمود که حالا بسر خودش دادم. بیست و هفت سال است که بسبب آن خدمت در دار الخلافه بآسودگی تمام بسر برده هزاران بهم رسانده و خورده. خدایش غریق رحمت کناد.

دیگر از زبدهٔ امیران حافظ نور محمد میر سامان سرکار نواب گوهر آرائی بیگم. مرد جواد زمانه ماست چون فیلی از حضور باو انعام شد فقیر این رباعی گذرانیده. رباعی

---

[۵] فحش است لهذا حذف شد.

چون کرد شهنشاه عنایت ز حضور فیلی که از چشم بد دوران دور

شد جلوه نما نور محمد بردی چون نور تجلی خدا بر سر طور

خواند و بر سر گذاشت و برخاست فقیر سر فرو افگنده برخاستم چنانچه کلاونتی با امید تمام پیش امیری رفت و سلامی کرد آن امیر نیز دست بر سر گذاشت ـ کلاونت برگشته و گفت برابر شدیم حالا چه گویم وجه توقع ماند ؎

نی شمع محفلی نی گل دچمنی بنگر بچه روزگار افگنده مرا

در تیره خاک هند کریمی ندیده ایم از طوطیان کریم کریمی شنیده ایم

دیگر از آشنای رازهای قدیم فقیر شیخ سعدالله نومسلم که به پیش دستی دیوان خالصه شریفه سرافرازی دارد و پدر و عمش که خواجه رام رای مردمی تخلص همسایه بودند باهم دوستی داشتیم ـ چون این ناخلف بدولت رسید و برای بعضی خویشان و آشنایان خود خدمتها فرستاده ـ فقیر را نیز هوس شد برای بعضی مطالب ضروری دو کلمه بوی فرستادم ـ کتابت وا نکرد ـ تا بجواب چه رسد ـ هر چند گذرانند ه ابرام نمود ـ گفت فرصت ندارم فقیر نیز قطعه و رباعی باین مضمون گفت ـ قطعه

شخصی که روی[1] او نه نماید خدا بکس سعدالله است بر غلط ام و ز نام او

چون کور کش بدست فتد صیدی از قضا ناگه فتاد وحشی دولت بدام او

از سادگی نوشتمش احوال خویش[2] را این باده را ز سهو فگندم بجام او

دم بر نیابدش[3] بجواب کتابتم گویا که سرمه بخت سوادش بکام او

رباعی

ای سعدالله بانحوست منسوب حاصل نشد از تو ام جواب مکتوب

انشاء الله در همین نزدیکی بینیم چون چغز هوج تر اهم مغضوب

اگر چه هجو گفتن شعار نیست و زبان را بمذمت این ناکسان آلودن عار میدانند ـ و مقرر شعر است که قابل هجو را قابل هجو نیز می دانند ـ و دولتمندان این زمانه نه قابل مدح اند و نه قابل هجو اما بهر حال هجو شان لازم است ؎

جز هجا کلک سزاوار نیست مار که زهر ش نبود مار نیست

۱؎ د: صورتش ۲؎ د: خویشتن ۳؎ د: نیابدش۔

گاویست زمین گرفته برشاخ ✽ بر پوزش[۱] عقربی نمایان

پیچید بسرش چو باد نخوت ✽ نیشی زندش باهر یزدان

آن گاو به پیش اهل دانش ✽ صاحب دولت بود بدوران

این هم زغرور حشمت وجاه ✽ برتابد چونکه سرز فرمان

بر پوزش نیز هست لازم ✽ نیش هجوی زنکته سنجان

استغفرالله سخن درکجا بود وبکجا کشیده ام- باز برسر مدعا-

آصف خان جعفر[۲]

از امرای[۳] جهانگیر شاهی بود سلیقهٔ سخنوری نیز درست داشت- از مثنوی خسرو شیرین صاحب دیوان است- دو سه بیت از و بسیار مشهور است ؎

زشوقش[۴] آنچه آنجا دید فرهاد ✽ مرا اینجا قلم از دست افتاد

در استدعای فرهاد وقت جان کندنش گفت ؎

بتو دارم سپهرا حاجت نو ✽ که عمر جاودان بخشی به خسرو

کنون جز این غمم دامن نگیرد ✽ که جز من در غم او کس نمیرد

از دیوانش نیز شعری شنیده شد ؎

هرکس که شبی نشست باتو ✽ بسیار بروز ما نشیند

مرزا عبدالرحیم جیشی[۵]

شاگرد ملا اخیالی است- محمد علی ماهر و این هر دو پیش ملای مذکور مشق سخن میگذرانیدند- از وست ؎

کسی که دل تو زگیرد کجا نگهدارد ✽ من و دل از تو گرفتن خدا نگهدارد

---

۱ پوز بمعنی بینی چارپایان ۲ تخلص این شاعر در بعض نسخه ها مختلف است- چنانچه در ج: جاتی است و در ب و ۵: جعفر است- اما جعفر صحیح است- رجوع شود به مجمع النفائس- خان آرزو ۳ ب: از امرای اکبر شاهی بود در اوائل عهد جهانگیر شاهی ودیعت حیات سپرد ۴ ج: زشوق آنچه آنجا دید فرهاد- همچنین در مجمع النفائس ۵ تخلص این شاعر و هم تخلص استادش در همه نسخه ها مختلف است- چنانچه ج: جنت- ا: جشتی- ب: حبشی- اما جیشی که از نسخهٔ د: گرفته شد صحیح است- رجوع شد به مجمع النفائس- همچنین تخلص استادش در نسخهٔ ب: حالی و در د: حیاتی در ج: جامی و در ۵: جلالی است- فقط در نسخهٔ ا: خیالی است و این صحیح است مطابق مجمع النفائس-

آقا نجف قلی[1] جرأت

طبع رسا داشت از وست ؎

انجم افروز شب از نالهٔ جانکاه نست   آسمان[2] کاغذ آتش زدهٔ آه منست

میرزا محمد ایوب جودت

سرآمد صاحب کمالان و سر حلقهٔ سخنوران است. مضامینش همه بلند و معنیهاش عالی. حافظهاش بمرتبه تمام و مدرکه اش بدرجه کمال. در قصاید و غزل و رباعی داد تلاش میدهد من اشعاره ؎

دلی دارم که دارد خار خار از یاد گیسویش   برنگ خار ماهی شانه میروید ز پهلویش
نه تنها زلف او وا دارد گره در خاطر عاشق   که برگردیده است از من چو مژگان هر سر مویش[3]
چه امکان وا رود از لعل تمنا گره مطلب ها   شرار آتش یاقوت باشد حرف آن لب ها
چه غم از دوست بر دناله وارد داغ هجرانم   چو طاوس آفت از صرصر نباشد در چراغانم
راز خلق افشانه سازد هر که ترسد از خدا   بند بند از هم جدا شد قرعهٔ رمال را
ز رفعت بیشتر باشد صلابت خاکساران[4] را   ز بالا هر که می بیند سوی پستی هراس آید
کیست کز جادهٔ چاک جگر آگاه بود   ورنه تا دوست رسیدن چه قدر راه بود
هنر را آنقدر الفت بجسم ناتوانم شد   که جوهر وار چون دندان ماهی استخوانم شد
مردان این بیابان رفتند لنگ لنگان   بنگر که پای چوبین منصور از دار است
بزرگان را بود اسباب شهرت مایهٔ نقصان   بچشم ماه نو در شیشهٔ افلاک مو باشد
علاج سوز پنهانم ز افلاطون نمی آید   که هضمم از طبیبان ماند چون یاقوت بادارم
دلی بی کینه دارم که جز الفت نمی داند   بود یک سورهٔ اخلاص قرآنی که من دارم

حکیم حاذق

از امرای معتبر پادشاهی بود و دیوانی ضخیم ترتیب داده اشعارش بطرز قدما راست براست هست و این بیت او خالی از دردی نیست. و در سخنوران مشهور است ؎

دلم هیچ تسلی نمی شود حاذق   بهار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم

واین دوبیت نیز تلاشی کرده مشهور است و از لطافت خالی نه ؎

بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا　　بت پرستی کی کند گر برهمن بیند مرا [۱]
در سخن پنهان شدم مانند بو در برگ گل　　میل دیدن هر که دارد در سخن بیند مرا

وله
نمود فاش بد انسان که گوشها نشنید　　سکوت من[۲] سخن نارسیده بر لب را

حسین مشهدی

خوش فکر بود این دو بیت او از میر معز شنیده شد ؎

یاقوت با لب تو دم از رنگ میزند　　این خون گرفته بین که چه بر سنگ میزند
از تو تا دوست یک نفس راه است　　تو حجابی و بحر الله است

میر حشمتی [۳]

در اکبر آباد یکشب با وی اتفاق صحبت افتاده بود - باشیدا صحبت داشته دیوانی فخیم بطرز قدیم دارد و یک بیت او اندک مزه دارد ؎

موی سر کردم سفید و هیچ کارم سر نشد　　دست و پای میزنم اکنون که آب از سر گذشت

روزی نقل کرد که شیدا تلاش بستن الفاظ غیر متعارف بسیار داشت روزی بمن گفت مبر تو در شعر جای شکسته بند آورده - گفتم گردن شما بشکند شکسته بند بیارم [۴]

محمد بیگ حقیقی

در گجرات بسر میبرد طبعی درست داشت از وست ؎

در حقیقت دگری نیست خدائیم همه　　لیک از گردش یک نقطه جدائیم همه

۱؎ ج وﻻ: روزی پیش ملا شیدا این مطلع خود را میخواند ؎ بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا - بت پرستی کی کند گر برهمن بیند مرا
شیدا گفت صاحب این شعر در امردی گفته باشند حکیم بر آشفت و او را در حوض غوطه داد و بیت دوم نیز خالی از ادائی نیست ؎

در سخن پنهان شدم مانند بو در برگ گل　　میل دیدن هر که دارد در سخن بیند مرا

۲؎ ب: این ۳؎ ا: میر حشمت - ب وﻻ: میر حشمی ۴؎ در اوائل مشق بسن یازده سالگی مطلع گفته بودم ؎

بر چشم او خطی نه ز ابرو کشیده اند　　مدی بود که بر سر آهو کشیده اثار
بالای چشم ابروی مشکین آن غزال　　مدی بود که بر سر آهو کشیده اند

یاران از دیوان فیضی مصراع آخر بر آوردند و فقیر از این بیت خاقانی بفکر این قسم معنی افتاده بود که گفته است ؎

آتا قه بفرق شه کامیاب　　چو مد الف بر سر آفتاب

یاران در جواب این مطلع فکرها کردند. محمد فاروق باری مطلع رسانید ؎

قطره نگریست که از بحر جدائیم همه — بحر بر قطره بخندید که مائیم همه

گویند روزی مست بخانه آمد که در آنجا گذرپایان بود[۵۱] شیشهٔ سبز پر از شراب سرخ در دست داشت نظر بر آن کرده گفت ع

چه رنگ است این چه رنگ است این چه رنگ است

از گوشهٔ خانه که آنجا هیچکس نبود آواز بر آمد ع

بمینای زمرد گون می لعل

چنانچه همه حاضران مجلس بشنیدند.

شیخ محمود حیران[۵۲]

می خواست که بتقلید ناصر علی راه رود. راه اصلی خود هم گم کرده. حیران است ؎

آهو شنیده ایم و ندیدیم جز رمی — نقش جهان بگردش چشم که بسته اند

امشب[۵۳] که بزم بی رخ تو دل طپیده است — نور چراغ گردهٔ رنگ پریده است

ره میبرد بگوش نگه چون صدای چاک — چشم جهان ز شوق تو جیب[۵۴] دریده است

بنیرنگی دل صد داغ من گردیده پامالش — که نقش صد چمن طاوس نقش پا بد بنالش

بخلوتخانهٔ دل رفت و پیدا کرد عالم را — درین آئینه خود بنشست و بیرون ماند تمثالش

محمد ابراهیم خلیل

محمد ابراهیم[۵۵] اصالت خان خلف سید مظفر وزیر اعظم والی حیدرآباد خلیل تخلص میکرد و طبعی درست داشت و با فقیر یار بود ؎

قطرهٔ خورشید را حکم چکیدن دهم — تشنه لب عشق را ذوق چشیدن دهم

عشق بیش از تیغ تیزی کرده است — بی قیامت رستخیزی کرده است

---

۵۱ ب: اغوانی ۵۲ ذکر این شاعر از نسخه ب: افتاده است. ولیکن این همه اشعار در ذکر محمد بیگ حقیقی مرقوم است ۵۳ الف: امشب که بزم بی تو رخ دل طپیده است ۵۴ الف: ک ۵۵ در نسخه ب: ذکر این صاحب سخن بدین طور آمده است محمد ابراهیم خلیل تخلص که اصالت خان خطاب داشت والحال نجیب خان شده است خلف سید مظفر وزیر اعظم والی حیدرآباد است. خان مهربان قابل. دوست صاحب همت. عالی نسب و عیاش طبع و خوش صحبت و خوش خلق و خوش رو است و خوش ذهن. با فقیر مؤلف مدتی همسایه هم صحبت بود. گاه گاه فکر شعر هم میکرد.

روزی نجابت خان برادر کلانش با ایشان این بیت در خط نوشت

دو نعمت است که بالاترین نعمتهاست شراب خوردن و در پای یار غلطیدن

فقیر را طلبید رفتم - دیدم که مست شراب است و بر روی سبزه ترمی غلطید همراه او باده گفت که جواب این بیت بود با یار گفت که به برادر عزیز نگارم - فقیر بدیهه نظر بحالش کرده گفت

خوش است جام می ناب با تو نوشیدن چو گل شگفتن و بر روی سبزه غلطیدن
بغافلان طرب برق چشمکی زد و گفت برون نرفته[1] ز خود نا خوش است خندیدن
یک از فواید عزلت[2] خود این بسی است است که پا شکسته نیاید[3] پیاده گردیدن[4]

میرزا خلیل

جوان قابل و خوش خلق و منشی بطبیعت رسا بود چندی در ملازمت نواب قدسی القاب زیب النسا بیگم خلف[5] شاه عالمگیر شرف اندوزی داشت - زیب المنشآت را که تالیف آن بیگم والا صفات است ترتیب میداد[6] - منه

حاجت بگفتگوی ندارد بیان ما سوزد چو شمع بر سر حرفی زبان ما
سامان نوبهار ریا این تازگی کجاست رنگ شکسته ریخته وارو خزان ما
برای خاطر مجنون بهشت زندان است هوا یکیست اگر خانه گر بیابان است
غم وطن نبود در دل مسافر عشق بچشم او چو رسد سرمه صفاهان است
بپیرانه سر نخوری گفتم دگر تو دانی در ماهتاب منشین با خرقه کتانی

شبی فقیر در خواب می بیند که مردی بزرگ عصا در دست گرفته استاده است میرزا خلیل مذکور فقیر را ملازمت ایشان میکناند و میگوید که حضرت سلامت سرخوش است شاعر - من از میرزا پرسیدم که این کدام بزرگی است میگوید که حضرت مرتضی علی ولی الله کرم الله وجهه - من دوباره سر در قدم مبارکش میگذارم دست بر پشت من زده سر مرا برداشته فرمودند که سرخوش هیچو تو شاعر در عهد تو کسی

---

[1] و : برون نجسته ز خود [2] ب : غفلت [3] ه : بباید [4] ب : بسیار محظوظ شده هر سه بیت میرزا در جواب نوشت دیر صحبت‌ها بسیار عیش‌ها کردیم - خدا سلامت دارد [5] ب : صبیه کلان [6] ب : بعد از آن منصب از پادشاهی شده پیشدست میر بخشی شده چندی خدمت واقع نگاری جایی داشت - حالا ودیعت حیات سپرده - با فقیر بسیار گرمجوشی‌ها میکرد [7] ب : در

نخواهد بود.[۱]

محمد حسین خالص

در عهد عالمگیر شاه از ولایت بهند آمده بطرف دکن اکثر گذرانیده. قصاید و مثنوی و دیوانی مختصر دارد. اشعارش پخته است اما بطرز قدیم. این بیت را قوالان در ترانها بسته اند و میخوانند. اما میدانستم که از شعرای قدیم است در دیوانش بر آمده ؎

غبار راه گشتم سرمه گشتم توتیا گشتم — بچندین رنگ گشتم تا بچشمش آشنا گشتم
بهر صورت که گردیدم نبردم راه در کویش — نوای بلبل و بوی گل و باد صبا گشتم

رقیبا من نمی گویم گل و باغ و بهار از من — بهار از تو گل از تو هر دو عالم از تو یار از من
مرا ای باغبان از داغ دل برگ و نوا باشد — چمن از تو گل از تو بلبل از تو لاله زار از من[۲]

نواب عبد الرحیم خانخانان

خلف بیرم خان از امرای عمده و خوانین عظام اکبر شاهی و جهانگیر شاهی بوده در شجاعت و ملک گیری یگانه و در سخاوت و بخشش حاتم زمانه. در فهم و فراست ضرب المثل و در دقیقه یابی و ادا فهمی بی بدل در داد سخن دادن ادا ها نموده که چشم کسی ندیده در جود و کرم کار ها دست بسته کرده که گوش احدی نشنیده. چنانچه تفصیل احسان و بخشش آنجناب در کتاب "مآثر رحیمی" که میر عبد الباقی تالیف نموده مشروحا ایراد یافته. شیخ فیضی بخشی الممالک اکبر بادشاه در مدحش چنین درفشانی کرده ؎

خانخانان عهد کانعامش — طبع را رخصت شگفتن داد
داشت چون اعتماد بر شعرا — صله پیش از مدیح گفتن داد

ملا تقی الدین شوستری غیوری تخلص این رباعی در مدحش گفته.

غیوری — خانخانان سر ملائک را تاج — آوازه اش از نسیم و گل گیرد باج

---

[۱] باب ولا: و فقیر مدتی در تردد بود که قول شاه ولایت چنین است حال آنکه همچو من در عصر من اکثر اعزه هستند. میرزا محمد بیگ[م] گکهر که از اهل الله بود. گفت که تو هم شاعری و هم عارف صاحب دو صفت کمالی ؎

قرنها باید که تا یک کودکی از راه عقل — عارف کامل بود یا شاعر شیرین سخن

میرزا بیدل گفت شاعری عبارت از معنی تازه یا بیست همچو تو صاحب تلاش در عهد تو نیست.

[۲] ج: قطرهٔ ابر چو خالص بزمین آمد گفت — خاک بر فرق کسی کز وطن آید بیرون

هر که بتخت معدلت بنشیند   موسی است بطور مصطفی در معراج

صاحب سخنانی که دران عصر بودند همه بمدح و ثنای آن سپه سالار بخت جوان رطب اللسان بودند۔ باد فروشان در اشعار بزبان هندی مبالغه ها از حد گذرانیده بصلات و انعامات لائقه مفتخر و مباهی گشته اند۔ خود نیز گاه گاه طبع آزمائی میکرد و برباعی و بیتی و دوهره زبان را گل افشان می نمود۔ معنیٔ کلام الملوک ملوک الکلام" از عبارات آتش واضح و لائح است۔ یک رباعی و یک بیت ایشان بالفعل بخاطر بود قلمی گردید۔

رباعی   در قصهٔ عشق هر دنا گویا به   اندیشهٔ عشق و خون دل یکجا به
تا قدر وصال دوست ظاهر گردد   همچو شب قدر وصل ناپیدا به

وله   نیم فضول که جویم وصال همچو توئی   بس است همچو منی را خیال همچو توئی

فقیر سرخوش درجواب این بیت گفته ؎

کجاست درک حقیقت مجال همچو توئی   بود ز خویش گذشتن کمال همچو توئی

چون ذکر احوال کریمان محرک سلسلهٔ شوق جود و عطاست۔ و باعث سرنگونی ممسکان حیله گر بی حیا نقلی چند از سخاوت و احسان آن کان کرم بقید رقم در می آید۔

نقل۔ برهمنی بی برگ و نوا بدست یکی از مقربان معروض داشت که من و تو هر دو لیقیم از حال من اینقدر غافل چرائی۔ نواب سپه سالار شنیده او را طلبیده بر پهلوئی خود نشانده و تفقد احوالش نمود وقت رخصت نقد و جنس آنقدر بخشید که از ورطهٔ افلاس بر آمد۔ مقربان التماس نمودند که این هندو چگونه نسبت همزلفی بنواب دارد۔ فرمود که سمپد[۱] و بپتا هر دو خواهر اند۔ سمپد که عبارت از تونگری باشد در عقد من است و بپتا که معنیش مفلسی باشد در حبالهٔ اوست۔

نقل۔ گویند ملا نوعی که یکی از مداحان این خدیو کشورکشا بود۔ قصاید و ساقی نامه در مدح آن سپه سالار گفته۔ مکرر صلات و انعام لائقه یافته۔ یکدفعه بجائزهٔ ده هزار روپیه نقد و خلعت خاصه و یک زنجیر فیل و اسپ عراقی سربلند گشته۔ چنانچه ملا ستمی گوید ؎

ز نعمت نو بنوعی رسید آن پایه   که یافت میر معزی ز دولت سنجر

---

[۱] سمپد او بپتا هر دو الفاظ زبان هندی است۔

زگلبن املش صبا چمن گل امید　　شگفت تا که بمدح تو شد زبان آور

عرفی و نظیری وغیرہما ہر که مدحت این ستوده زمانه گفته صله و جائزه بکام آرزو یافته۔

نقل۔ گویند جہانگیر بادشاه بادفروشی را بسبب تقصیری فرمود که زیر پای فیل اندازند۔ بادفروش فریاد برآورد که بادشاه سلامت من بادفروشم ضعیف و حقیر چه لائق پای فیلم مرا در پای بلبلی و کنجشکی و صعوه باید انداخت۔ زیر پای فیل خانخانان را باید انداخت۔ بادشاه تبسم نموده از سر قتلش درگذشت۔ نواب سپه سالار شنیده چند ہزار روپیه انعام بآن بادفروش فرستاد۔

نقل دیگر گویند بادفروشی شعری بزبان ہندی گفته آورد مضمونش آنکه جفت سرخاب که روز واصل و شب از ہم جدا می باشند نر با ماده میگوید که وقت آن رسید که شب که در میان من و تو پرده مفارقت می اندازد از عالم برطرف شود ما را وصال دائمی میسر آید۔ ماده گفت چگونه گفت نواب خانخانان جواد دست به بخشش و بذل کشاده خزائن تمام عالم را بخشیده دست بکوه سمیر می اندازد و زرش را نیز بغارت میدهد۔ شب که آفتاب در پس آن پنہان شود نمی تواند شد۔ در عالم ہمیشه روز خواهد بود و ما باہم یکجا خواہیم بود۔ مقرر اہل ہند است که سمیر کوہی است از طلا و محیط است بکره زمین و بحساب آنها ہر روز آفتاب در پس آن غروب می شود و ہم از افق آن سر بر می زند۔ نواب گنج بخش فرمود که چند ساله عرض کرد سی و پنج ساله ام۔ فرمود عمر آدمی چند است گفت نہایت صد سال۔ فرمود که سی و پنج سال وضع کرده شصت و پنج ساله طلب این بحساب پنج روپیه یومیه شمار کرده بدہند که تا باقی عمر محتاج کس نماند۔

نقل۔ گویند طعام می خورد و خدمتگاری که بر سرش ایستاده مگس رانی می کرد بگریه در آمد۔ پرسید چرا گریه میکنی عرض کرد که از انقلاب زمانه۔ فرمود که تو چه کسی و پسر کیستی۔ گفت فلان بن فلان خان۔ نواب بسبیل امتحان پرسید که اگر دولتمندزاده بگو که در مرغ کدام چیز لذیذتر است گفت پوست مرغ۔ نواب رحیم دل فرمود که دستہایش بشویند برابر خود بسفره نشانده و در صدد احوال پروازیش شد۔ و در اندک فرصت بپایه دولت رسانید۔ بعد از چند گاه خدمتگاری دیگر از راه تقلید بگریست۔ نواب قدردان استفسار احوالش نموده ہمان طرز تقریر نمود۔ فرمود اگر صادقی بگو که در گاو کدام چیز لذیذتر است۔ مقلد احمق گفت پوست گاو۔ نواب خنده کرده واو را نیز از

فضل وکرم محروم نگذاشت -

نقل - روزی که بحکم جهانگیر شاه مهابت خان بتقریبی نواب را در قید داشت - سرهای دو پسر رشید ایشانرا بریده در خوانی گذاشته و خوان پوش انداخته پیش نواب فرستاد - نواب بتلاوت قرآن مجید مشغول بود - خوان آورده پیش نظرش گذاشتند پرسید که چه چیز است آرنده عرض کرد که نواب مهابت خان تربزها برای شما فرستاده چون سرخوانها وا کردند سرهای پسران خود را دید - تبسم کرد و گفت مهابت خان برای ما تربزهای شهیدی فرستاده -

نقل - گویند روزی با راجه مان سنگه نرد بازی میکرد و باهم شرط بستند هر که بازی ببازد یکبار آواز گربه کند - قضارا نواب بازی باخت از جا برخاست و عزم رفتن محل کرد - راجه دامن گرفت که شرط بجا آرید - گفت می آیم - درین لفظ ادای آواز گربه کرد -

نقل - گویند مصوری شبیه زنی غسل کرده نشسته و کنیزی بر کف پای او سنگ پا میزند کشیده در سر سواری گذرانید - یکنظر دیده بر بالش پالکی گذاشته برای مجرای بادشاه رفت - وقت برگشتن مصور خود را نمودار ساخت - فرمود که پنجهزار روپیه بدهند - صورتگر عرض کرد که تصویر من پنجهزار روپیه زیاده نمی ارزد - اما صنعتی که درین کرده ام اگر نواب واقف شده داد من بدهند میگیرم - فرمود صنعت کار تو همین است که در وقت سنگپا زدن خارشی در کف پا می شود اثر بشاشت از ان در رنگ رخسارهای این تصویر نمایان کرده - مصور گرد پالکی آن دقیقه یاب گردید -

حکایت - درویشی ملکی صفات در پرگنه از جاگیر نواب مدد معاش داشت - عامل آنجا سند مجدد ازو درخواست نمود - درویش بخدمت نواب آمده عرض حال کرد - بمنشی امر شد که پروانه در باب معافی محصول این درویش بنگارد - مجلس سرود گرم بود - درویش را وجد و حال دست داد برقص آمد و بفرحت تمام چرخها میزد - هرگاه از پیش نواب میگذشت - در عین حال میگفت که پروانه نوشتند - نواب میفرمودی نگارند - باز چرخها می زد و هرگاه پیش نواب گذشت در عین حال میگفت پروانه نگاشتند - مهر کردند - نواب بتاکید تمام نویسانده و مهر نموده بدستش داد - بر سر گذاشته رقص ها کرد - چون مجلس تمام شد درویش مرخص گشت - مصاحبان خنده در آمدند که عجب صوفی طامانی بود - صوفی در وقت حال باید که بی خبر و بیهوش بود - نواب گفت

کامل الحال بود چون خطرهٔ پروانه دران وقت در خاطرش بند میشد برای رفع آن میگفت که زود پروانه حاصل شود که وجد بفراغ دل بکنم۔

مرزا اخلاقی[۵۱]

خوش سخن بود همین بیت از و یادست افتاده

رسید بر سر بالین بوقت نزع یار　　چراغ زندگیم شام مرگ روشن شد

قاسم خان خازن[۵۲]

یک[۵۳] بیت نیز ازو بگوش خورده خالی از ادائی نیست

نگاهم را بدام افتاد عکس شعله پردازی　　خمش ای همنفس یکدم که در صید پریزادم

میرزا رضی دانش

در عهد شاهجهان بادشاه بهند آمده گوی بلاغت از اقران ربوده۔ بسیار خوش اندیشه و صاحب تلاش و معنی یاب بوده۔ شاهزاده[۵۴] بلند اقبال ولیعهد بادشاه عالم پناه این بیتش را گوش کرده طرح نموده

تاک را سیراب کن ای ابر نیسان در بهار　　قطره[۵۵] تامی تواند شد چرا گوهر شود

هر کس موافق طبع خود در جواب آن تلاش کرده۔ شاهزاده نیز بیتی رسانده

سلطنت سهل است خود را آشنائی فقر کن　　قطره تا دریا تواند شد چرا گوهر شود

من اشعار دانش

رفتی و از اشک بلبل بر چمن طوفان گذشت　　روز برگل چون چراغان شب باران گذشت

خدا از دست دشمن کار محتاجان برون آرد　　خم می محتسب بشکست عید باده خواران شد

شکست شیشه و می ریخته است دل تنگم　　ببال برگ خزان دیده می پرد رنگم

وران وادی که من میگردم آبادی نمی باشد　　سیاهی میکند از دور گاهی چشم آهوئی

---

۵۱ ج: میرداعی　۵۲ ج: قاسم خان دیوان　۵۳ نسخه ب: در ذکر این شاعر عبارت ذیل نیز دارد:—
"یک دو مرتبه او را در خانه دیدم بسیار بر خود مغرور بود۔ ابتذال شعر هر کس بر می آرد۔ کمالش این بود که معنی نابسته نمانده فقیر چند شعر خود برخواند۔ گفتم ابتذال برآرد۔ در ماند تحسینها کرده۔ شاعر پخته بود"
۵۴ ج: داراشکوه　۵۵ د: قطره تامی میتواند شد چرا گوهر شود۔

ہمچو دزدی کہ بباغ اگذر آب رود ___ از رگ تاک بمیخانہ رہی پیدا کن

باغ را از رخنۂ دیوار می بینم مباد ___ باغبان تا در کشاید موسم گل بگذرد

بر سرم آمد ولی بسیار زود از من گذشت ___ دولتِ تیزی کہ می گویند شمشیر تو بود

تو چون سیل از برِ مستان گذشتی ___ چو صحرا سینۂ چاکی بما ماند

نشان آب حیاتم چہ می دہی ای خضر ___ کجاست سرمۂ از دیدہ ہا نہان گشتن

فرصتی خواہم کہ یکشب با تو بزم آرا شوم ___ میکنم تا شمع روشن صبح روشن می شود

کسی در عاشقی ہم پیشہ را چون من نمی خواہد ___ خورم گر آب شیرینی بیادم کوہکن آید

چون سر زلفش بدستم افتد از خود می روم ___ ہمچو طفلان اول شب خواب میگیرد مرا

روز وصل تو گم کنم خود را ___ نو بدولت رسیدہ را مانم[۱]

میرزا رفیع دستور

در اول عہد جہانگیری در گذشتہ در سخنوری و نکتہ سنجی دستور العمل بودہ۔ دو رباعی از و بخاطر ہست

ای درد تو ام قرین قرین را چہ کنم ___ دین پردۂ روی تست دین را چہ کنم

ز اندیشۂ غیر تو تہی سازم دل ___ فکر تو حجاب تست این را چہ کنم

از مہر شہود عکس آن بدر منیر ___ کز وی شدہ نور دلبری عالمگیر

عالم ہمہ آیینہ و انسان در وی ___ جامی است ز آئینہ کہ شد عکس پذیر

ملا دانا

بعنوان منشیگری در سرکار[۲] امرای عظام بسر میبرد۔ صاحب تلاش و معنی یاب بودہ۔ این چند بیت از زادہای طبع اوست ؎

در عشق اہلبیت بتقلید گفتگو ___ این راہ را چو سایہ بپای کسان مپو

بر بند سنگ بر شکم از فاقہ چون گہر ___ بفروش خویش را و نگہدار آبرو

اضطراب اندر سخن عیب است دانا چون ہلال ___ مصرعۂ برجستہ باید کو پس از ماہی رسد

---

[۱] ب: لب تشنۂ تیغیم بگو قاتل مارا ___ کو آب کہ شیرینی جان زد دل ما را

[۲] ب: در سرکار امیر خان منسلک بود۔

محمد امین ذوقی[۱]

صاحب مذاقِ چاشنیِ سخن بوده ـ یک بیت از و بیاد است ~

گناهم را عذابی باید از دوزخ فزون ترسم ‌ ‌ ‌ ‌ که سوزاندم بداغ هجر فردای قیامت هم

عاقل خان رازی[۲]

در[۳] عنفوان جوانی مشق شعر کرده کتاب مرقع در زمین مثنوی مولوی بتقلید عارفان گفته بیشتر مطالب نسخهٔ امواج خوبی بنظم آورده ـ چند تصنیف بی مزه دیگر هم دارد این دو بیت از وست ~

عشق که آسان نمود آه چه دشوار بود ‌ ‌ ‌ ‌ هجر که دشوار بود یار چه آسان گرفت

تنها نشسته ایم و طلبگار چون خودیم ‌ ‌ ‌ ‌ مکتوب اشتیاق بعنقا نوشته ایم

میرزا حسن بیگ رفیع

پیش نذر محمد خان والی توران بخدمت منشی گری علاقه داشت ـ چون بهند آمد بادشاه قدردان شاهجهان او را بمنصب پانصدی سرفراز ساخت و در عهد عالمگیر شاه بخدمت دیوان بیوتات کشمیر شرف اندوز گردید آخر در دار الخلافه باجل طبعی درگذشت[۴] ـ چون بادشاه او را خدمت جائی میفرمود ـ بنودی تغیر نموده بحضور می طلبید این بیت گفته گذرانید ~

یک زمان فاصله نیست سفرهای مرا ‌ ‌ ‌ ‌ رفتن و آمدن من به نفس می ماند

برین بیت خود اکثر فخر میکرد ـ شهرت تمام دارد ~

عمر گر خوش گذرد زندگی خضر کم است ‌ ‌ ‌ ‌ ور بناخوش گذرد نیم نفس بسیار است

میر معز موسوی خان دخل کرد که بناخوش درست نیست یا ناخوش می باید گفت یا بناخوشی ـ میرزا شنیده "بتلخی گذرد" درست کرده ـ اما شعر از مزه افتاد ـ دیگر اشعار تلاشی بسیار دارد مثنوی در تعریف شاهجهان آباد گفته چنانچه در تعریف تخت مرصع کار گوید ~

---

۱ ج: دریا ۲ و: رازی ج: رجا ۳ نسخهٔ ب: اینجا عبارت ذیل دارد :—

"نواب عاقل خان رازی صاحب صوبه دار الخلافه شاهجهان آباد ـ امیر با تدبیر ـ عادل ـ انصاف گستر ـ رعیت پرور نیک نیت حق شناس صوفی مشرب است ـ خلق خدا در سایه احسان و الطاف او آسوده و مرفه الحال ـ در عالم جوانی مشق شعر بسیار کرده ـ کتاب مرقع در زمین مثنوی مولوی روم عارفانه فرموده ـ گل و بلبل ـ شمع و پروانه ـ قصه پدماوت و مه مالت را بنظم آورده نام نهاده ـ در آنجا داد سخنوری داده خدایش دیرگاه داراد"

۴ ب: یکچند با فقیر همچو کی بود شبها باهم صحبت میداشتیم ـ در چالاکی طبع فقیر حیران میشد مرد بی بدل بود خدایش بیامرزد ـ

اگر پاسبانش شود مست خواب — برویش فشاند ز یاقوت آب

درصفت عمارات عالی بنیاد پادشاهی خوب گفته ؎

خدا[1] رفعتش را بجایی رساند — که آتش ز بهرامی سنگ ماند

درتعریف انار باغ حیات بخش گفته ؎

انار دلکش آن تازه بستان — بود بی دانه همچو نار پستان

نواب علیة[2] العالیه بیگم صاحب این بیت را بسیار خوش کرده پانصد روپیه صله دادند. این رباعی درتنزل احوال خود گفته بعرض عالمگیر شاه رساند که بیت آخرش این است ؎

گفتم[3] قدمی پیش روم پس رفتم — در بخت نظیر پای معکوسم من

این چند شعر از زادهای طبع اوست ؎

چو رشته از گهرم گر لباس پوشانی — برآورم سر خود را همان به عریانی

چو غنچه سکه بود درمیان خرمن گل — نشسته ام بدل جمع در پریشانی

خوشم که غیر نگنجد میانهٔ من و تو — چو خاتم و نگین بست خانهٔ من و تو

از وطن یاری نیامد با من شیدا برون — آمدم مانند دست از آستین تنها برون

خویش را آشنای حرف مکن — نقطهٔ امتحان کاتب باش

ای جرس این همه فریاد ز دل تنگی چیست — شکرها کن که دلت جای طپیدن دارد

چها[4] کنم دل او گر شود بفرمانم — جنون بسر زده را دسترس بسنگ مباد

بی لب لعل تو می خوردیم دل را ز شراب — محتسب بین که ما را باده خود کرد[5] احتساب

سید پاک گوهر میر محمد علی رائج

از سادات سیالکوت مرد بیست قلندر وضع. آزاد مشرب. مشق سخن را پخته کرده. صاحب فکر و معنی بلند است از وست ؎

جز هوای تو بود این همه ما و من ما — خالی از تن چو حباب آمده پیراهن ما

---

۱ د: قضا ۲ لا: علیة العالیه ۳ ب: خواهم ۴ د: چها کنم که دل او شود بفرمانم ۵ ب: باده خود گیرد حساب.

هر که [1] دنیا و دین هر دو به مطلب باشد — در نظر جلوهٔ قرآن مذهب باشد

ای حریفان را برا هست رفته از سر هوش ها — ز انتظارت دیدهٔ قربانیان آغوشها

ز چین ابروی او جوهر شمشیر میریزد — ز ند مژگان چو بر هم یک نیستان تیر میریزد

که جز بر صفحهٔ وحدت توان دید نقش او — ز رنگ خود مصور رنگ این تصویر میریزد

هست ز سعی وصل یار ورنه مطلب آسان بود — نمی شد گر برون از آستین دست تو دامان بود

بجنگ ما و من روزیکه از وحدت کمر بستم — ز خود بیرون شد نهاد رکفم شمشیر عریان بود

سید والا نسب محمد زمان راسخ

از خوش خیالان زمان و بلند فطرتان جهانست طبعی عالی و فکر رسا دارد - و در نازک بندی و معنی یابی داد سخنوری میدهد - صفائی ذهن و حدت طبع او بمرتبه کمال است - فقیر سرخوش مطلعی گفته بود - میر معز وغیره صاحب سخنان همه خوش کرده و پسندیده بودند هیچکس جای انگشت نداشت

سرخوش — باندک تلخی اندوه عشر تها نمی ارزد — بتشویش خلال این نعمت دنیا نمی ارزد

میر شنیده گفت لفظ تلخی بیجاست - همان ساعت فکر کرده لفظ کاوش بجای آن رسانیده [2] فقیر باین قدر اصلاح او را استاد خود میدانند [3] - و در شهر سرهند بولعجب حیات سپرد تاریخ رحلت آن عزیز الوجود فقیر چنین یافته

محمد زمان راسخ خوش خیال — دریغا بجان آفرین جان سپرد

چو تاریخ فوتش دل از عقل خواست — خرد گفت با دل که راسخ بمرد

دیگر مادهٔ تاریخ این مصرعه است ع

راسخ دم بود محمد زمان

این شعرها از زادهای طبع اوست - ادائی دارد

بادی از شام غم ناله خموشان کردیم — مشتی از سرمه گرفتیم و پریشان کردیم

جامه صبر به بالائی جنون تنگ آمد — هر چه از دست بر آمد بگریبان کردیم

[1] این بیت در بعضی نسخه ها نیست [2] الف: الحق جائی این لفظ در قالب شعر و میدهد [3] ب: در اکبرآباد مدتی باهم صحبت داشته ایم [4] مشق ها کرده ایم -

زگلگشتِ چمن بیرون چو آن سرو خرامان شد — کشادِ بالِ قمری باغ را چاک گریبان شد
خرابی های عاشق بر فروزد رنگ [۱۵] خسارش — پرِ پیدنهای رنگم آتشش را بادِ دامان شد

از ظهورِ عشق عالم یک تجلی بیش نیست — ریخت رنگی در پریدن طرح این کاشانه بست

بود از ورد وحشت نشئه در خون طپیدنها — شود دامن ته پا صید را گردِ رمیدنها
جهان دیگرم پرواز را باید گزین عالم — چو چشم خفته بگذشتم ببال آرمیدنها

اثر بنالهٔ عاشق ز اضطراب خود است — چو برق جوهر تیغم ز پیچ و تاب خود است
سرم خوش است ز جام شراب تشنه لبی — جبین بادیه را صندل از سراب خود است

یاد چشم سرمه آلودش ز خویشم می برد — میکند گردِ رم آهو ز خود پنهان مرا
جلوه گاه آه گرمم گر شود میخانها — خشک گردد می چو خونِ نافه در پیمانها
خرمنم در انتظار برق هستی سوز اوست — میپرد همچون شرر از شوق چشم دانها

گشت خون از ورد عشق آخر دل غم پیشه ام — از می خویش است چون یاقوت رنگین شیشه ام
[۱۶] هر قدم در پی ستون خون دل گم کرده ام — با شکست شیشه می جوشد صدای تیشه ام

میر روحی

بر حقیقت او کماهی آگاهی نیست یک شعر او بمن رسیده و خوش آمده ؎

بکیش سخت دلان هم فسردگی ننگ است — گواه این سخن است آتشی که در سنگ است

آقا رضوی [۱۷]

یکتا بیت او از بیاض شاه ماهر انتخاب شده است ؎

بر ندارد عشق هرگز دست از دامان حسن — گر بسوزی سرو را قمری سمندر می شود

محمد رضی [۱۸] کشمیری

یک بیت او نبز خوش گاه اهل سخن گشته ـ خوش اندیشه بوده است ؎

محبت را بس از قطع محبت لذتی باشد — که شاخ نخل پیوندی بر اول ثمر گیرد

---

۱۵ ب: حسن رخسارش ۱۶ ج: هر قدم در پی ستون غم دل گم کرده ام ۱۷ ب: رضی ۱۸ ب: محمد ضیا کشمیری ج: محمد ضیا کشمیری ـ

ملا رضوان

از ولایت آمده در لاهور توطن گرفته بود[۱] - صاحب دو بیت بیش نبود - دران دو بیت نیز ابتذال برآورده بیچاره را پیمانه ساختند ؎

مگر ساقی کمر در خدمت میخانه می بندد | که چون نرگس بهر انگشت خود پیمانه می بندد[۲]

معنی این رباعی را تازه یافته بود یاران پسند نمودند مطلع بخاطر نیست ؎

چون پریشانی مشو زمردن غافل | صبح شب مهتاب نهان می باشد[۳]

حاجی محمد جان قدسی یک بیت در جواب بیت اولش رسانده ؎

بیک جام خمارم نبرد کاش چو نرگس | بودی بهر انگشت مرا ساغر دیگر

زکی همدانی

از احوال او کماهی اطلاع نه - این سه بیت از وست ؎

ز نکهتی ز گلی نی پیامی از خاری | درین چمن بچه دل خوش کند گرفتاری
غرض الم بود از زخم ورنه فرقی نیست | میان چاک دلی و شگاف دیواری
اگر حریف بلای هلاک خویش مخواه | چرا که آرزوی مرگ عافیت طلبی ست

زمانا[۴]

در معنی یابی یگانهٔ زمانه بود - این چند بیت اوست ؎

درد سر کیفیت پیمانهٔ فرزانگی ست | نشئهٔ آسودگی در بادهٔ دیوانگی ست
نی تغافل از تو نی تهمت ز روی دل بجو | گر چنین هست آشنایی صرفه در بیگانگی ست
قوت بال طلب تا هست کوتاهی مکن | از حرم تا دیر یک پرواز مرغ خانگی ست
آنچه بی روی تو منظور نظر داشته ایم[۵] | آستین هست که بر دیدهٔ تر داشته ایم
اشکها در ره طلب تخت روان ساخت مرا | زحمت گام ازین بادیه برداشته ایم

۱ب: سرکار شاهجهان آباد فی آمده با گرمجوشیها بسر کرد ۲ب: این بیت که در سخنوری فخر بسر کرد و از دیوان محمد جان قدسی ابتذال آن دیار شد ۳ب: فقیر این معنی را چنین درست کرد - سخن خویش ؎

قند یاقوت ز آب رنگ پیش لعل می نوشش | بود صبح شب ماهتاب گوهر دندان خموشش

۴ب: ذکر این شاعر در نسخه ب نیست - ۵: زمان ۵ج: داشته ام -

محمد قلی سلیم

در زمان شاهجهان پادشاه از ولایت بهند آمده داد خوش خیالی و معنی یابی داده - در ملازمت نواب اسلام خان وزیر اعظم میگذرانید[1] - و شعرهای برجسته دارد - از وست ؎

چشم تو ز بیماری خود بر سر ناز است — مژگان تو همچون شب بیمار دراز است
گدای کوی خرابا تم و غمم این است — که باده آتش سوزان کاسه چوبین است
دل چو شد گرم ز بی جلوه سبب شوق کند — ماهی موم با آتش چو رسد آب شود
در تلاش سوختن چو کاغذ آتش زده — داغهای سینه ام با هم بجنگ افتاده است
توان از دانهای سبحه دانست — که دلها را بدلها هست راهی
نوبهار است و چمن در پی سامان گل است — ابر بر روی هوا دود چراغان[2] گل است
بسته کمر کینم از قبضه کمان او — در کشتن من تیغش افتاده بیک پهلو
بیماری چشمش را تعویذ چو بنویسند — از پرده چشم آرند خوبان ورق آهو
بعیش آباد هندوستان غم پیری نمی باشد — که مو نتواند از شرم کمر شد سفید اینجا
کمتر نیم از قیصر و فغفور که من هم — در هند سیه بختی خود شاه سلیم

سالک یزدی[3] و سالک قزوینی

هر دو همعصر بودند - و در عهد شاهجهان پادشاه در هندوستان آمده کوس سخنوری نواختند[4] - در تلاش سخن و کوشش معنی یابی هر دو کامل و استاد فن - اما غیرت آنقدر نداشتند که یک تخلص را دو کس چرا اختیار کرده اند - این چند بیت از سالک یزدی[5] است ؎

شکست شیشه خاطر ز ساغرم پیداست — چو لاله داغ دل از کاسه سرم پیداست
جواب نامه من غیر ناامیدی نیست — ز دست سودن بال کبوترم پیداست
از بس پریشت کرده ام آشفته نالها — چون زلف دلبران شده شاخ غزالها

۱ـ نواب هرگاه ذوق شعر خوانی پیدا می کرد میفرمود که دیوان سلیم که مضامین هر شعر در دست بیاید - یعنی بحر مواج بود - معنی از هر که می یافت می بست - سوای این از خود هم شعرهای برجسته دارد ۲ـ ۵۲ ب : حریفان ۵۳ ب ؛ هروی ۶۲ ب :
در اواخر عهد شاهجهان وداع حیات سپردند ۵ـ ۵۵ ب : هروی -

دردور رُخت[۵۱] زلف بصد قیمت جانست — دیوانهٔ زبس پرشده زنجیر گرانست

عجب مدار که طوطی شود شریک هما — شکر ز درد تو در شیر استخوان دارم

ز دست یکسر ناخن مدد نمیخواهم — برنگ غنچه بدل شوق جامه در دارم

از ما به اسیران قفس باد بشارت — کز بیضه بیک[۵۲] منزلی دام رسیدیم

صحبت ما عاقبت با دوست درخواهد گرفت — ما سراپا خار خشکیم او سراپا آتش است

من اشعار بلاغت شعار سالک قزوینی

کبک از حیرت رفتار قیامت زا پیش — بسکه ایستاده[۵۳] بره ریخته خون در پا پیش

بیرون نرود مرد ز قید هنر خویش — طاوس اسیر است به گلدام پر خویش

چین بر جبین ز جنبش هر خس نمی زنند — دریا دلان چو آب گهر آرمیده اند

ساير[۵۴] مشهدی

شاعر خوش خیال بوده و بهند نیامده. این چند بیت او از بیاض میر معز موسوی برداشته شد[۵۵]

پرتو عمر چراغیست که در بزم وجود — به نسیم مژه برهم زدنی خاموشست

میخانها ز گردش چشمی خراب شد — خم گرد باد بادیهٔ اضطراب شد

چون گرفتاری من دید محبت فرمود — که دگر دام نسازند قفس نفروشند

قافلان بیگ سپاهی

خوش فکر بوده و همراه ایلچی هند بایران رفته با صائب وغیره شعرای آنجا صحبت داشته یک بیتش صائب بالمشافه تحسین کرده بهند آورده پیش محمد علی ماهر نقل کرد و ایشان پیش فقیر.

صائب — مجنون برنگ بادیه غمهای دل شمرد — یا در زمانه که غم دل حساب داشت

---

۵۱ ب: خطت ۵۲ ب: به یک منزل در دام رسیدیم ۵۳ ب: استاده ۵۴ ب: "ساير مشهدی وقافلان بیگ سپاهی" نیز معصران یکدگر بودند. فقیر بر حقیقت ایشان نیز مطلع نیست. اما اینقدر میداند که هر دو خوش فکر و تازه خیال اند. ساير در هندوستان نیامده و قافلان بیگ سپاهی همراه ایلچی هندوستان بایران رفته با شعرای آنجا صحبت داشته خصوص با صائب مکرر هم صحبت بود یک بیت صائب بالمشافه تعریف بسیار کرده بهند آورده پیش محمد علی ماهر نقل کرد شار الیه پیش فقیر نقل کرد. آن بیت اینست ~ مجنون برنگ بادیه غمهای دل شمرد — نا در زمانه که غم دل حساب داشت — صائب باین هم در اما او را همین خوش آمد ۵۵ د: چیده شد.

اشعار میرزا صائب ازین هم بلندتر است مگر آن عزیز را همین خوش آمده - منه

رسید یار من از گرد راه میخواهم   کمر کشاید و خنجر بمن حواله کند

شد سفید از گریه چشم بسته شد راه نظر   رشته کی از پنبه نمناک می آید برون

از آن میان که تو داری گذشتن آسان نیست   ز دجله گر گذری آب تا کمر باشد

حکیم سیدا[1]

صاحب این شعر است خوش فکر معلوم میشود ؎

در انتظارت ای ثمر دل شگوفه وار   چشم سفید گشت و تو در دیده بوده

حاجی محمد اسلم سالم[2]

از نوکران عمده اعظم شاه عالیجاه است بسیار خوش فکر و معنی یاب است - این بیت او آئینهٔ خیال بلند اوست ؎

نه بند د[3] بر قفا دو بار دست جور ظالم را   همان پیش است پیکان از هوا چون تیر برگردد

فقیر سرخوش نیز بشوق این معنی قصد کرده - بلکه تیری بر تیرش زده ؎

با بزرگان بی ادب تیری مزن سوی فلک   وقت برگشتن بود پیکانش آخر سوی تو

محمد صالح ستار[4]

بطرف بنگاله بوده - بسیار خوش ادا است - از وست ؎

کباب میکند درمی پرستی همت مینا   که گر یک ساغرش کمتر دهی زنار می بندد

میرزا سنجر

در زمان شاهجهان سرآمد سخنوران بود - این چند بیت از وست صاحب تلاش بود ؎

چشم بر راه سند میخواران که کی باران شود   ابر میخواهند مستان خانه گو ویران شود

از آب زر سنجر شیرویه نقش بود   کین را نسب بتیشه فرهاد میرسا[5]

داغم به نمک خشک شد و زخم بالماس   آگه کن ازین تجربه مرهم طلبان را

۱؎ ج: حکیم سعید - د: سعید - ب: سعید ۲؎ ج: حاجی محمد اسلم سلیم ۳؎ ب: در قفا ۴؎ ب: محمد نثار ۵؎ سامان ۶؎ در نسخه ب همین یک بیت نوشته است - جز بهر سه شعر در ذکر ستار درج کرده است -

تیره بنشینی گرت خالیست از روغن چراغ کلبهٔ فقر و قناعت را بود روزن چراغ

سیّاح

صاحب همین بیت است دیگر از وی شعر خوب بگوش نخورده ؎

دلی با[1] عقده در جمعیت سامان نمی باشد صدف را تا بود گوهر لب خندان نمی باشد

میر سید علی سیار

سیار[2] تخلص داشت در ولایت با میر معز هم طرح بوده مشق او را نیز کم از مشق میر نتوان گفت[3] این چند بیت از زاده های طبع اوست ؎

از باده برفروخته حسن فرنگ را خطش بشیشه کرده پری زاد رنگ را

در بحر وجودش دو جهان نقش بر آبست با هستی او هستی ما موج سرابست

معماری اقلیم دل ما نتوان کرد چندان که در و دیده کنی کار خرابست

نموده می شفقی چهرهٔ فرنگ ترا بنا[4] بالش گل تکیه داد رنگ ترا

فتد گر جانب گلستان[5] گذر آن شوخ سرکش را کند گلگون پی پا رنگهای رنگ لاله ابرش را

بقدر خویش در هر نشئه هر کس عالمی دارد سپهری چون حباب می نباشد رند مکیش را

خوش آن ساعت که بینم در کنار خویش جایش را چو گل وا کرده باشم غنچهٔ بند قبایش را

نیم غافل کنار گر جلوه بر خاکم پس از مردن جواب از دل طپیدن می دهم آواز پایش را

فرنگی زادهٔ در اصفهان دل برده از دستم که هند از تیره بختی های من باشد حنایش را

چنانم دیده لبریز از خیال آن بدن باشد که هر موبر تن سیمین او مژگان من باشد

ز بس لبها روند از خود ز شوق گفتگوی او صدای پا بگوش آید چو جانان در سخن باشد

نگارین کی شود سید کف دریا دلان هرگز حنای پنجهٔ مرجان ز خون خویشتن باشد

بصحرای که نازا[6] جلوه گر داند عنانش را جواهر سرمه سازند آهوان ریگ روانش را

مرا افگند وحشتهای عشق او بصحرای که از مژگان شیران[7] سبزه باشد آهوانش را

۱ج: بی عقده ۲ب: خلف میر رضی بیوتات کشمیر برادر خورد میر احمد خان داماد شاهنواز خان سیار تخلص میکرد و به هند نیامده ۳ب: خط هم بطرز ولایت بسیار شیرین می نویسد. اشعار او را میر معز به هند آورده ۴ب: بتار ۵ب: صحرا ۶ج: یار ۷ج: شیرین —

چسان آرم در آغوش آن بت گیسو مسلسل را — که نتواند بخود همخوابه دید از ناز مخمل را
جنون را فتراک گیرایی بدست انداز اوست — شوخ چشمان را رگ گردن کمند ناز اوست
هرکجا گرد و شکار افگن قیامت میشود — شور محشر گوش بر آواز طبل باز[۵۱] اوست
این چه رنگست که از عکس گل رخسارت[۵۲] — جوهر آیینه ابر شفق آلود شود

سید[۵۳] علی خان

خوش نویس جواهر رقم خان خطاب داشت[۵۴] گاهی فکر سخن میکرد چون تخلص نداشت نامش را بجای تخلص اعتبار نموده شد - از وست ؎

نفسم سوخته فریاد خموشی دارم — ناله در گرد سرمه فروشی دارم
بیا بلبل با هنگی که میدانی بکش هوی — که از خود رفتنی در پیش دارم تا سر کوی
من آن مرغم که آهنگ نوی[۵۵] در سر قفس دارم — صفیری میکشم تا نعره داری از قفس دارم

میر جلال الدین سیادت[۵۶]

در لاهور توطن داشته صاحب فکر معانی و تلاش بلند بود اما چون من طالع شهرت و قبولیت نداشت[۵۷] ؎

مجو رفعت اگر چون مو نخواهی سر خود را — مکن مقراض عمر خویشتن بال و پر خود را
تماشای جهان اهل عدم را در نظر باشد — توان از خانهٔ تاریک دیدن حال بیرون را
بالذت حیات ز غفلت نیافتیم — چون نشهٔ شراب که در خواب بگذرد
نمی خواهم که دنیا را نظر بر حال من افتد — که چون طاوس از زینت گره بر بال من افتد
خبر ز زنده دلی نیست اهل مدرسه را — که دل بسان مگس در کتاب می میرد
چو آفتاب لب بام آخر وصل است — رسید بر سر ناخن حنای عشرت ما
مگر ستارهٔ بخت شرار کاغذ بود — که تا نسوخت مرا از سرم نگردد گذر

---

۵۱ ب: ناز ۵۲ ب: رخسارش ۵۳ و: سید عنایت خان ۵۴ ب: خدمت داروغگی کتابخانهٔ سرکار والا داشت ۵۵ و: توی ۵۶ و: جمال الدین سیادت - ب: سعادت خلف میر جمال الدین محدث بوده ۵۷ ب: وقتیکه برای مطلع شاهجهان آباد آمده بود - یک دو صحبت فقیر را باوی اتفاق ملاقات افتاده - مرد عزیزی بوده - قریب یک جزو در بیاض من اشعار بخط خود نوشته - در شعرهای تازه یافتن و خوب بستن کوتاهی نکرده -

جدا از قید آرامی ندارد جان محزونم — بچشم حلقهٔ زنجیر باشد خواب مجنونم[51]

ملا سیرابی[52]

در عهد جهانگیر شاه بهند آمد مرد خوش طبع و خوش فکر بود و گوشه روزی در مجلس نواب قلیچ خان حاضر شد - نواب فرمود که ملا سیرابی ما هم فکر میکنیم شعرهای ما را شنیده - عرض کرد نشنیده ام عنایت فرمایند مستفید خواهم شد - فرمود که سفینهٔ من بیارید - بیاض آوردند - بدست گرفته چند غزل بی سر و پا و چند بیت بی معنی و نامربوط برخواند - سیرابی چند جا دخل کرده اظهار استادی خود نمود - نواب برآشفت و زبان بفحش و دشنام کشود - شاعر سر فرو کرده می شنید بعد از آن برخاست و عرض کرد که نواب سلامت - این نثر نواب به از نظم نواب است - از اشعار او بالفعل دو شعر بنظر در آمده - از وست ؎

در چشم[53] ترم رنگ جهان برق و سراب است — تا دیده بهم بر زنم این خانه خراب است

مژگان من از گریه بسیار فرو ریخت — آخر فتد آن نخل که نزدیک به آب است

حکیم سرمد

مجذوب وضع سر و پا برهنه بود بمذاق تصوف آشنائی تمام داشت و گاه گاه فکر رباعی[54] میکرد - دارا شکوه خلف[55] بادشاه از راه موحدی او را دوست میداشت پیش بادشاه تعریف او کرد[56] - خلیفهٔ الٰهی عنایت خان آشنا را برای تفتیش و تحقیق کشف و کرامات او فرستاد - خان معزالیه آمده او را دید و باز بخدمت شاه رفت و اظهار احوال او به این بیت نمود ؎

بر سرمد برهنه کرامات تهمت است — کشفی که ظاهر است از و[57] کشف عورت است

در اوائل جلوس عالمگیر شاه بسبب الحاد و عریانی بفتوای علمای زمان بقتل رسید - از سرمد است -

رباعی

سرمد چه طلسم را که در وا کردم — در شام دریچهٔ سحر وا کردم

هر چند که خواب را ز سر وا کردم — دیدم همه خواب تا نظر وا کردم

---

۵۱ نسخهٔ ب این بیت نیز دارد - مست ساغر بکف انجمن تصویرم — که خود پیشتر از باده کشیدن رقصم ۵۲ ب: سرابی ۵۳ لا: در چشم جهان رنگ جهان برق سراب است ۵۴ ک: شعر نمیکرد - رباعیات او مشهور است بیشتر رباعی میگفت ۵۵ ب: پسر کلان شاهجهان ۵۶ ب: پیش بادشاه تعریف کرده طلب حضور نمود روزی که داخل اردوی معلی شد - حضرت خلیفهٔ الٰهی عنایت خان آشنا را برای تفتیش . . . . ۵۷ ب: درو ت: بیرو -

سرمدکہ زجام عشق مستش کردند — بالا بردند و باز پستش کردند

میخواست خداپرستی و ہشیاری — مستش کردند و بت پرستش کردند

ہرکس کہ سر حقیقتش باور شد — او پہن تر از سپہر پہناور شد

ملا گوید کہ بر فلک شد احمد — سرمد گوید کہ فلک با احمد در شد

سرخوش

خادم درویشان بلکہ خاکپای ایشان محمد افضل سرخوش از خانہ زادان شاہ عالمگیر است یکچند در عالم جوانی در پی دولت دنیا و تلاش منصب و جاہ سرگردانی بسیار کشید آخر[۱] بتوفیق اللہ در شاہجہان آباد گوشۂ عزلت اختیار نمودہ خدمت درویشان را سرمایۂ سعادت دانست ؎

نیست در عالم بہشتی خوشتر از خلوت مرا — دوزخی نبود بتر از گرمی صحبت مرا

دولت بیدار عرفان داد حق نعم البدل — گر دگر گردون دون محروم از دولت مرا

بکرم الٰہی اکثر عزیزان کامل را کہ درین عصر بودند دریافت و با جمیع خوش خیالان کہ درین زمان کوس سخنوری مینواختند صحبتہا داشت و استفادہا نمود اما اعتماد ہیچ کمالی بر خود ندارد۔ مگر گاہی بخاطر میگذرد کہ با صاحب کمالان آمیزش داشتہ ام ہر آئینہ بی نصیب نخواہم بود۔ جمال ہمنشینان اثری کردہ باشد۔ چنانچہ مرزا صائب فرماید ؎

اگرچہ نیک نیم خاکپای نیکانم — عجب کہ تشنہ بمانم سفال ریحانم

گفتہ اند کہ شناخت عارف و شاعر و خوانندۂ اصول موسیقی با خبر و غیرہم بسیار دشوار است مگر تحقیق سود کہ با کدام کامل صحبت داشتہ و با کدام ہنرور اختلاط ورزیدہ۔ قیاس حال او از ان عزیز کنند چنانچہ مولوی معنوی فرماید ؎

گر تو نشناسی کسی را از ظلام — بنگر او را کوش سازیدہ[۲] امام

چند شعر از زادہای طبع ناقص خود می نگارد کہ باری باین وسیلہ در شمار عزیزان و قطار بندگان ایشان در آید۔ این چند بیت خوش کردہ عزیزان صاحب کمال است ؎

---

۱ ب: آخر چون دید کہ سعی بجای نرسید۔ بوسیلہ خدمتی بعلوفۂ قلیل قناعت نمودہ در شاہجہان آباد پای در دامن عزلت کشید۔ خدمت درویشانرا سرمایۂ سعادت دانستہ از فیض صحبت ایشان بہرۂ تمام حاصل کرد ۲ ب: سازندہ۔

سرخوش

هوشیاری را حجاب یار میدانیم ما	بیخودی را بزم بی اغیار میدانیم ما
تیزمی سازد بقتل عاشقان شمشیر را	این قدر هم ظلم از و بسیار میدانیم ما
چنین گر میگدازد ضعف جسم ناتوانم را	حبابی میتواند آسمان گشتن جهانم را
تبخاله نیست در شب هجران ز تب مرا	کز فرقت تو خیمه زده جان بلب مرا
کجا فقیر بدل جا دهد توانگر را	زمین فرو نبرد هیچ قطره گوهر را
پیچوده ایم بسکه زه گلعذارها	از فرق پا چو شانه گذشتست خارها
مبند دل بزر و مال در جهان سرخوش	بهر دو دست صدف سان مچسپ گوهر را
آئینه دار حسن بود ذره ذره ام	گشتم سپند آتش خود چون شرارها
کنم ز باده گوارا بدل غم او را	توان بآب فرو برد تلخ دارو را
چه گفتگوی که چشمش نمی کند با من	از و بپرس که داند زبان آهو را
نفس را غالب چو بینی از لباس تن بر آ	راهزن چون تیغ بردارد ز پیراهن بر آ
نظری بگل شبنم زده افتاد مرا	آمد از زخم نمک سوده جگر یاد مرا
ز چشم شوخ کردی تیره روز لاله و گل را	بخاک سرمه گشتی شعلهٔ آواز بلبل را
نیست ذوق گفتگو طبع مآل اندیش را	میکنم چون خامه خود پامال حرف خویش را
نیستم آزاد از قید خطش هر جا روم	چون قلم پایم ز خود پیدا کند زنجیرها
عمر چون تصویر صرف راز پوشی شد مرا	هر دو لب چسپیدهٔ مشق خموشی شد مرا
شکوه پادشهانست کشتگان ترا	جنازه تخت روانست کشتگان ترا
کوزهٔ دولاب شد هر دانه اش	بسکه گریه سبحهٔ تقوی ما
منعما ترا حرص زر باقیست تا روز حساب	تشنه آخر تشنه خیزد گر شود در آب خواب
رشته داری از تعلق ساز نقص عزلت است	لقمه تار رگ گوهر شکست قیمت است
برق جولانی که بی پرواه ازین وادی گذشت	چشم آهو همچو ابر تیره از باران پر است
رام گشته وحشی مطلب بنا کامی مرا	بخت من چون چشم آهو در سیاهی خوشست
نیست شاهی جدا از فقر که طبل	گر بهم او پوست کنده کشکول است

تا مرا یکپای ثابت در طریق یار گشت پای دیگر گرد آن از شوق چون پرکار گشت

بیهوده دل زهد[۵۸] کشان وسوسه ناک است از یک قدح باده حساب همه پاک است

از خوشه انگور عیان شد که درین باغ شیرازهٔ جمعیت دلها رگ تاک است

شریک صاف دلان ابد خامشان و رنج شکست آینه زخمی بروی تمثال است

غنچهٔ تبسم بره نازنینم بشکند برگ گل در زیر پایش کم ز لخت شیشه نیست

بود واعظ ز علم باطن اعمی که بینائیش چو عینک در کتاب است

ای حشر بخاک من بیتاب چه شور است بردار قیامت همین لحظه مرا خواب چه شور است

از ورق گردانی دوران کسی وارسته نیست در همه دیوان او یک مصرع برجسته نیست

از دامن وصال جدا نیست دست عشق پای چراغ حسن تو بخت سیاه ماست

شیرینی سخن برعایت مقام است کی حق این نبات ز حق نمک کم است

ز احسان بند خنده دیوار دشمنی زخمی دهان پر گله را لقمه مرهم است

بر اوج جاه غرور دلی رسا گردد به پشت بام دو بالا صدای پا گردد

کفر و دین متفق بوحدت اوست سخن هر دو لب یکی باشد

ساز بزم عشرت ما بی رخصت از کار ماند نغمه از بس نارسائی چون گره در تار ماند

تا نظر چیدن صیاد هم فتاد از زیر دامم[۵۹] دانه از حیرت چو مغز پسته در منقار ماند

ساز هم در جنگ بیدل ساز جنگی میشود نی چو گیرد وصل با پیکان خدنگی میشود

ناگهان گیر است این دست از جان شسته دل چو پر از داغ حرمان شد پلنگی میشود

رونق بیداد او از اضطراب ما بود جوهر شمشیر نازش پیچ و تاب ما بود

برق پیش وحشت ما پای خواب آلوده است عرصهٔ کونین یک گام از شتاب ما بود

تنزل پیشه کی از تیره روزیها حزین باشد که بالا شام اگر شد صبح در زیر زمین باشد

زمین و آسمان در میکشی فرمانبرت گردد سرت چو گردد از مستی جهان گرد سرت گردد

محال است این که بعد از مرگ هم دست از تو بردارم که گر من خاک گردم گرد دامان تو خواهم شد

---

۵۸ ب: باده کشان، ۵۹ ب: بام

تن[۱۵] نده اختلاط چسپان را — جامۀ تنگ زود چاک شود

چنان بی روی او آمادۀ شیون بود گلشن — که گر ناخن زنی بر ساغر گل در صدا آید.

رزق را روزی رسان مقدار هر پیمانه داد — خوشه را چندین شکم داد و بهر یک دانه داد.

از زر و مال جهان عریان تنان وارسته اند — غنچه سان اندر گره خود را چو گوهر بسته اند

نالۀ ما صورتی بگرفت بلبل ساختند — لخت های دل بیک جا جمع شد گل ساختند

خط او شد سبزی کز بخت ما بر داشتند — دود دل آمد بروی کار کاکل ساختند

آنچه کم از طاقت ما شد بتمکینش فزود — صبر ما بردند و در چشمش تغافل ساختند

هر دم واز جستجوی او نیاسایم هنوز — میدود چون ریشه زیر خاک اعضایم هنوز

بسکه از نامحرمان پوشیده دارم راز خویش — همچو خط سر تا بپایم سرمۀ آواز خویش

نه بندد در دلم صورت تمنای خط و خالش — ز شوخی نقش بر آبست در آئینه تمثالش

چسان برخوانم آن مه نامۀ مشتاق دیدارش — که خط را همچو ظلمت محو سازد نور رخسارش

بر دهن دست گذارد ز ادب گل بچمن — که بگوش تو کند عرض پریشانی خویش

رنگ صد بسمل طپیدن ریختی در جان برق — در گرفت از شعلۀ شمع رخت دامان برق

سینه سوزان محبت را بچشم کم مبین — هر شراری دارد اینجا در بغل سامان برق

ظلمت زدائی هستی من شد ضیای دل — گشتم نهان برنگ گهر در صفای دل

بسکه بگدازد ز شرم حسن آن رخسار گل — عطر ماند بر کفش چون بچیند در گلزار گل

زیب خوبان دگر از زیور و لعل و دُر است — بر لبت بس رنگ پان و گوشۀ دستار گل

کی شود از ناز با ما خاکساران چار چشم — آنکه می پوشد ز گرد سبزه در گلزار چشم

دین و دنیا خورد در هم تا که ما پیدا شدیم — از میان این دو کف همچو صدا پیدا شدیم

افغان من خبر دهد از حال خسته ام — بر تیر آه نامۀ اعمال بسته ام

عشوه هر دم چشمکی میزد ز شوخی سوی من — من هم از پرواز رنگ خود اشارت داشتم

---

[۱۵] در بهار عجم این شعر چنین آمده است -

تن مده اختلاط چسپان را — جامۀ تنگ زود پاره شود

جنبش لب در حدیث عشق بی‌لطف بود　　از طلبهای دل با او حکایت داشتم
مداحتی کز نشئهٔ سرخوش بعزلت یافتم　　داشتم تصدیع گر با خضر صحبت داشتم

تا ز حرف جستجویش دم زدم　　چون دو لب کونین را برهم زدم

سکوت داد نشاط دگر درین چمنم　　سخن بخنده بدل شد چو غنچه در دهنم

ز بس سعی دگر هر گام در راه فنا دارم　　چو برق از گرمی رفتار آتش زیر پا دارم

ز بس شرم تو ریزد رنگ خاموشی بکام من　　چو شمع گر زبان جنبد عرق گردد کلام من

ز آبادی فزاید شور سودا در دماغ من　　سواد شهر مشک سوده افشاند بداغ من
چه پروا عاشق وارسته را از آفت دوران　　که باشد آستین چون غنچه دامن بر چراغ من
فزاید کاوش غم حسن شور انگیز سودا را　　که ناخن جلوهٔ ابرو کند بر چشم داغ من

هموار ز کس نه بیند آزار　　نتوان کف دست را گزیدن

مردم از حسرت ز پیغامی دلم را شاد کن　　ای که میگفتی فراموشت نسازم یاد کن
سرمهٔ چشمت گلوی عاشقان از ناله بست　　هر قدر میخواهی اکنون جور کن بیداد کن
هرزه نالیهایت ای دل سخت دردسر فزود　　دور شو بی صبر از پهلوی ما فریاد کن

بصحرای مرا افگند حسن بی‌نشان او　　که از خود رفتن مجنون بود ریگ روان او

گرانست از بس اکنون نشئهٔ پیری دماغ او　　نبارد رنگ صهبا بشکند چون گل ایاغ او
مزاجش تاب شور نعرهٔ مستان کجا دارد　　که برهم می‌شود از قلقل مینا دماغ او
چه پرسی ظالم از حال بخون آغشته تیغت　　که بر روی نمک خوابیده همچون لاله داغ او

شد آب بسکه پیش رخت از حیا نگاه　　ریزد برنگ اشک ز مژگان ما نگاه
لبریز تا انگشت ز بس پای تا سرم　　چون نی بود بدیدهٔ ز آهم صدا نگاه

شکار افگن درین صحرا گذر تا کرد گلروی　　چو داغ لاله در خون خفته هر سو چشم آهوی

ز گرداب گهر بتوور های اهل دنیا را　　بسا کشتی درین یک قطرهٔ آبست دریائی

کشیدم در چمن آه از غم آن گل بافسوسی　　درون بیضه بلبل سوخت چون شمعی بفانوسی
شراب از شرم لعلش بسکه هر دم رنگ گرداند　　نماید شیشهٔ صهباست پر در جلوه طاوسی

رباعی

خواهی که قدم براه حق بگذاری — باید که بکف دامن پیری آری
بی آئینه پنبه در نگیرد هرگز — یک عمر اگر در آفتابش داری

از باده مرا فزون شود عقل و شعور — ساغر خضر ره نشاط است و سرور
می روشنی طبع بود سرخوش را — روغن همه در چراغ گردد نور

در اهل جهان بود قناعت کمتر — مادرزاد است حرص و طمع بشر
بنگر که خورد طفل ز یک پستان شیر — در دست بگیرد سر پستان دگر

هر کس که بود ز سیم و زر زیب و فرش — باشد پس مرگ ناگزیر از سفرش
بنگر که چو شود جامه زرباف کهن — سوزند در آتش از پی سیم و زرش

شانی تکلو

صاحب سخن و استاد فن بود. شعرهای برجسته دارد. مثنوی در مدح شاه عباس فرمانروای ایران بسیار بتلاش گفته. شاه بیت او پسندیده او را بزر کشید ؎

اگر دشمن کشد ساغر و گر دوست — بطاق ابروی مستانهٔ اوست

صد دور بهر ساعت در شهر تو می گردم — من گرد سر شهری از بهر تو میگردم
عشقم چنان گداخت که موران تربتم — عضوی نیافتند که ناخن فرو کنند
دیروز توبه کردم و امشب به پای خم — آن طاقتم نماند که می در سبو کنند

ملا شیدا

در اواخر عهد جهانگیری و اوائل جلوس شاهجهان بعرصهٔ هند آمده هنگامهٔ سخنوری را گرم داشته شاعر غزل‌سرا گو قافیه پیماست[۱] - در عهد خود یگانهٔ زمانه بود - روزی در مجلس سخنوران ذکر این

---

۱ ب: باعتقاد خود معنی های تازه می یافت اما یاران ابتذال از هر یک شعر او بیرون می آوردند چنانچه شیخ فیروز سعد الله خانی را باوی در دار الخیر اجمیر اتفاق صحبت افتاد - هر بیت که او میخواند ابتذال آن میخواند - عاجز شد و گفت آخر هم من چیزی دارم شیخ گفت ظاهراً شما باشد -

شیدا: ای بروی تو کرده آئینه را چشم نیاز — شانه را دست دعا در شام زلف تو دراز

این بیت هم حرف زدنی پیش نیست - رساله درین ماده ترتیب داده هرچه شیدا نوشته مع ابتذال آن در آنجا نوشته - میر معصوم موسوی یک مطلع اش را روزی بسیار تحسین میکرد - فقیر گفت مطلع خوب است لیکن پیش مصرع خوب نرسیده - آخر بایه فقیر آنجا معنی را مطلع دیگر ساخت و هردو مصرع خوب رساند -

مطلع او درمیان آماده - همه خوش کردند ؎

بسکه انباشته اشکم رخ کاهی از خون　　مژه ام بسته بهم چون پر ماهی از خون

فقیر گفت پیش مصرعه خوب نرسیده است - بدیهه مطلعی ساختم ؎

بسکه میریزد سرشک از دیده گریان ما　　بسته از خون چو پر ماهی بهم مژگان ما

وقتیکه این مطلع قصیده را گفت و درمیان آورد ؎

شیدا　چیست دانی بادهٔ گلگون مصفا جوهری　　حسن را پروردگاری عشق را پیغمبری

یاران خوش کردند و در تراشها ایستند - چون بسمع مبارک[۱] بادشاه دین پناه رسید - بسیار تلخ شده زبان بتکفیر او کشود که تعریف این اُمّ الخبائث که حرمت آن بنصّ قرآن ثابت است چنین گفته - بایدکه از ملک ما بدر آید - چون حکم باخراج او صادر شد - بوسیله یکی از مقربان این قطعه گذرانید و بادشاه رحیم دل را بر حال خود مهربان ساخت ؎

شیدا　جهان پناها شاها بلند قدر جاه و جلال　　بنا فرید خدا چون ترا عدیل و نظیر

بوصف می زده سر از من این دو مصرع خوش　　که گشته ورد زبان همه صغیر و کبیر

اگرچه لفظش عام است معنیش خاص است　　بخاص و عام بود شهره همچو بدر منیر

چنین که معنیش اسرار مولوی جامی　　که هست گفته او دور از در تقصیر

بوصف می ز صراحی دوباره قلقل می　　به از چهار قُلش گفت و فارغ از تکفیر

مرا به کفر چه نسبت بود که به زنهی　　سخن چنین کند و هیچ نابدش بضمیر

مرا چو شاه برآند کجا توانم رفت　　بگاه راندن از کف کجا رود شمشیر

این بیت ملا جامی برای استشهاد ملا این جا نوشته شد ؎

از صراحی دوباره قلقل می　　نزد جامی به از چهار قل است

بر قصیدهٔ خان زمان محمد جان قدسی ملک الشعرا که گفته ؎

عالم از نالهٔ من بی تو چنان تنگ فضا است　　که سپند از سر آتش نتواند برخاست

مناظره کرده که همه صاحب سخنان پسندیدند -

---

[۱] ب : شاهجهان -

مشهور است[۵۱] که شاعر ظریف طبع بی باک شوخ دهن هجو گو حاضر جواب بوده هجو استاد زمان طالب آملی که از امرای پادشاهی بوده چنین گفته ؎

شب و روز مخدوم ما طالبا　　پی جیفهٔ دنیوی در تگ است
مگر قول پیغمبر آمد بجای　　که دنیاست مردار و طالب سگ است

بیت دیگر در هجو جناب ممسکی و بخیلی حکیم حاذق چنین گفته ؎

بیت[۵۲]

. . . .

هجو میرزا امرالله پسر خانخانان که او را مظلّی میگفتند بسیار بلطافت گفته ؎

بیت[۵۳]

. . . .

۵۴

گویند وقتیکه رایات عالیات بسیر کشمیر تشریف برد. در آنجا شالی کهنهٔ چندساله ذخیره در سرکار جمع شده بود حکم شد[۵۵] که چهارم حصهٔ شاگرد پیشه تنخواه نمایند. برات شیدا نیز بند شد. پیش اسلامخان دیوان اعلی رفته اظهار ابرام نمود. یساولان بی حرمتش کرده از پیش نظر راندند. چنانچه دستارش از سر افتاد. بانگ برداشت که نواب سلامت عرضی دارم برای خدا بشنو. چون قدری نزدیک بردند گفت عرفی که من در دیوان شما یافته ام شما نیز بدیوان من خواهید یافت. نواب تبسم شد

---

۵۱ ب: چه تصرفات و گفتگوها و مناظرها نکرده ۵۲ فحش است لهذا حذف شد ۵۳ این هم فحش است ۵۴ ج: روزی در مجمع شعرا نشسته بود. ظهوری شاعر نابینا در آنجا حاضر گشت یک بیت تازه گفته بود در مجلس بی محابا برخواند ؎

خواه با ظهری و خواه بیگانه نشین　　من که این شرم ترا بر تو نگهبان کردم

ملا شیدا گفت مثل هندی مشهور است که زن نابینا را خدا نگهبان است ۵۵ ب: حکم شد که چهارم حصه طلب نقدی شاگرد پیشه وضع نموده شالی ذخیره تنخواه نمایند. در آن ایام شیدا پنج روپیه یومیه داشت برات این هم بند شد پیش نواب اسلام خان که شدید عظیم بود عرض کرد که من شاعرم و پادشاه این قلیل وجه بصیغه تصدق فرق مبارک بمن میدهند شالی گرفتن بمن چه مناسبت دارد. نواب فرمود حکم عام است که شاگرد پیشه چهارم حصه شالی تنخواه نمایند. برای تو من ضابطه دیگر نتوانم کرد. اگر میخواهی بگیر و الا لا. شیدا سماجت و ابرام زیاده از حد نمود. نواب فرمود که دور کنید. بمجرد حکم یساولان و میر توزکان تحقیقش کردند چنانچه دستارش از گردنش بر زمین افتاد. گرفته بیرون کتهره افگندند. شیدا بانگ برداشت نواب سلامت عرضی دارم برای خدا بشنو. نواب فرمود که بیارید. نزدیک آمده گفت نواب سلامت عرفی که من در دیوان شما یافته ام. شما هم در دیوان من خواهید یافت. نواب خندید. برات او مستخط معافی کردند.

براتش در دست گرفته دستخط معافی نوشت. اگرچه اشعارش مشهور است این چند بیت خوشگاه میر معز قلمی گردد.

مرا نیاز ترا ناز هر دو می زیبد ـــ چنانکه زیر و بم ساز هر دو می زیبد
چون غنچه دل ز دوست جدا شد گره مرا ـــ مژگان بهم چو بند قبا شد گره مرا
پنجهٔ اهل سخا در جانب دست گدا ـــ وقت رفتن غنچه و هنگام برگشتن گل است
مرد غم را ز طرب تازه دماغی نبود ـــ خانهٔ آتش زده محتاج چراغی نبود
ساده لوحی که بیک غمزه دلم شیدا کرد ـــ آنقدر مشق ستم کرد که خط پیدا کرد
تو از تمکین من از حیرت نه ایمای نه تقریری ـــ بدان ماند که هم بزم است تصویری به تصویری
اگر گیسو برافشانی هوا در مشک تر پیچی ـــ وگر رخساره بنمای شب ما در سحر پیچی
فسون گرد اندر آن خاکی که از وی بوی یار آید[1] ـــ شناسم بوی زلفت را اگر در مشک تر پیچی
خورم ز دست غمت[2] خون ناب را تنها ـــ چنانکه میکش مفلس شراب را تنها
گهی بروی تو و گه بسوی گل نگرم ـــ کند مقابله کس چون کتاب را تنها
چو عندلیب بخواند کتاب خندهٔ گل ـــ تبسم تو بود انتخاب خندهٔ گل
جفا نگر که بدیوان عشق می طلبند ـــ ز آب دیدهٔ بلبل حساب خندهٔ گل
حریر شعلهٔ ما را در آب می بافند ـــ کتان ما بشب ماهتاب می بافند
بعشق خواب طلب میکنی برو غافل ـــ بکارخانهٔ مخمل که خواب می بافند.
یک ابر بر نیامده با چشم تر که ما ـــ یک لاله سر نکرده بداغ جگر که ما
گل خنده این قدر نکند روز و شب که تو ـــ بلبل ننالد این همه شام و سحر که ما
عشق با حسن است در هر جا بصورت که هست ـــ حلقه گردد طوق قمری گر شود در چوب سرو
شهید[3] حسرت آغوشت ای نازک بدن گشتم ـــ بجای موی سر در ماتم بند قبا بکشا

شادمان

از سلاطین زاده های قوم گکهر است. ملک ایشان مابین پنجاب و حسن ابدال واقع است.

۱۔ ب: یار ۲۔ ب: غمش ۳۔ ب: شهید حیرت عشق توای نازک بدن گشتم.

منصب ترک نموده در وطن گوشه انزوا اختیار کرده ـ طبعی درست داشت ـ دیوانی بطرز قدما ترتیب داده ـ امّا آنچه در صاحب سخنان ازوی شهرتی دارد این بیت است ؎

شاخ شکسته گل ندهد لیک لف یار ... هر جا شکست خورد گل آفتاب داد

روزی شیخ عبدالعزیز داروغه عرض مکرر که عزت تخلص داشت پیش فقیر نقل کرد بادشاه عالمگیر امروز از من پرسید که شادمان سوای این بیت شعر دیگر هم خوب دارد ـ بنده عرض کرد یک بیت دیگر او نیست هم برجسته و هم تلاشی است ـ از وست ؎

جز من کسی دگر ز سلاطین روزگار ... سدّی بروی بحر ز گوهر نبسته است

فقیر گفت بادشاه عالمگیر شعر فهم نیست بطالع شما جهانگیر شاه نبود و الّا امید بود که کار بجا میکشید در حضور بادشاه این چه طور شعر بود که خواندند بیت فخریه اوست ـ از شعور شما بعید است ـ تأمل کرد و گفت ـ فلانی راست میگوی خطای عظیم بود حق تعالی بخیر عفو کرد ـ

شوقی

از وی این بیت شوق افز است ـ غیر ازین بگوش نخورده ؎

اسیر[1] عشق و گرفتار قید تقدیرم ... چو شیر از دو طرف میکشد زنجیرم

میر[2] هادی شهر

درین عصر در ایران هنگامه سخنوری را گرم دارد ـ شعر عارفانه میگوید ؎

بیاد لوگلی چو غنچه شب تنگ نشستم ... سحر چو جیب صبح هم چاک شد و راهمان دیدم

فقیر سرخوش نیز ازین قبیل بیتی رسانده ؎

دست در دامن معشوق زدم دوش بخواب ... دامن خود بکفم بود چو بیدار شدم

شرف[3] الدین حسین

ازین عزیز نیز یک بیت از زبان میان ناصر علی شنیده شد ؎

حسرت نظر نکرده چشم سیاه کیست ... شور جنون صدای شکست کلاه کیست

---

[1] در نسخهٔ ج این شعر در ذکر شادمان نوشته است ـ [2] ب: میر محمد هادی شهر بتخلص در ولایت هنگامهٔ سخنوری را گرم دارد ـ [3] ج: محمد شرف الدین ـ

شریف تبریزی

یک رباعی او از سفینهٔ محمد علی ماهر نوشته شد. رباعی

پوشیدن چشم من بابلهان ماند — بر پای نشستنم بر فتن ماند
پابند هیچ مانده ام بر سر راه — چون حرف که بر زبان الکن ماند

شعیب

از[۵۱] دو بیت بنظر در آمده. خوش فکر و صاحب خیال و تلاش است[۵۲]

لبت ز خنده نمک بر جراحت جان ریخت — نمک ز تنگی جا از لب نمکدان ریخت
زمانه دفتر اوصاف حسن یوسف را — ز شرم حسن تو برده بچاه کنعان ریخت

شوکت بخاری

بسیار[۵۳] نازک خیال و صاحب تلاش و معنی یاب بوده است. گویند از خاک توران مثل او بر نخاسته اشعارش در ایران و سخنوران شهرت تمام دارد

همچو گندم به عدم[۵۴] زاد سفر می بندم — نان نه کرده خود را بکمر می بندم
از بهر قطع کردن نخل حیات تو — چون ارّه دو سر نفس اندر کشاکش است
خطی که بیاقوت تو نظاره پسند است — گردیست که از آمدن خنده بلند است
شهادت نامه ما قاصد دیگر نمی خواهد — بر د مکتوب ما را چون دم تیغ تو بر گردد
خانه ما کم از عنقا کره نیست — چشم عنقا چراغ خلوت ماست
دور از چشم تو نگشاید دل از بستان مرا — می نماید ترکش پر تیر نرگس دان مرا

---

۵۱ ب: نمیدانم که کجاست و کیست ۵۲ ب: از تازه گویان می نماید ۵۳ ب: صاحب تلاش بود در درست گفتن عاجز چنانکه این دو بیت معلوم خواهد شد

شوکت: خطی که بیاقوت تو نظاره پسند است — گردیست که از آمدن خنده بلند است
سرخوش: غبار خط که عیان از لب نگار شده — که گرد آمدن خنده آشکار شده
شوکت: دیدیم فنا با خاک یکسان بود از پستی — پی واصل شدن چون شمع در دیدم سر خود را
سرخوش: پست تر باشد ز رنگ فنا از خاک هم — تا نمندی سر برنگ شمع آنجا راه نیست

۵۴ ا: ز عدم.

از غبارم گردباد سر مخیزد بعد مرگ — بسکه دارد گردش چشم تو سرگردان مرا
عیار رنگ عاشق گرد از بخت سیاه کامل — طلای زعفران را جبهٔ هندو محک باشد
در شهر فنا با خاک یکسان بود از پستی — پی داخل شدن چون شمع در دیدم قد خود را ۵
سواد هند را میخانهٔ اندیشه میدانم — حنای پای سبز انرا می ته شیشه میدانم
در از بیگانگی شوخی بروی آشنا بندد — که از وحشت بشام دیدهٔ آهو حنا بندد
نیست از حسرت دیدار تو چشم خالی — نم اشکم چو هوا گشت نگه میگردد
آمادهٔ فنا لکند زندگی قبول — وست رد بست رعشهٔ پیری حیات را
فزون شد از سواد خط فروغ حسن جانان را — صفاین مور میل سرمه شد چشم سلیمان را
غریق بحر وحدت جلوهٔ کثرت نمی بیند — بزیر آب نتوان دید موج روی دریا را
قامت خم باشد انگشت اشارت سوی خاک — خویش را پیران نشان از منزل خود میدهند
می نماید گردش گردون ضعیفان را قوی — مور مار حلقه میگردد بروی آسیا
یک داغ می نماید از دل هزار داغ — آئینه خانه است چراغان بیک چراغ
رشتهٔ نظارهٔ خودبین کم از زنار نیست — چشم پوشیدن ز خود خود را مسلمان ساختن
زینهار از جادهٔ افتادگی بیرون مرو — کین رهِ خوابیده دارد سر بزانوی بهشت
نمکسار خنده دارد پستهٔ لعل سخن گویش — ز شیرینی بود حلوای سوهان چین ابروئیش
دیوانه کرد بسکه هوایت بهار را — باشد کف از شگوفه بلب شاخسار را
مباد اول ز بیم شام هجرانش غمین باشد — بروز وصل میخواهم که عالم بیزمین باشد
چون دو ناخن هر دو عالم را بهم آورده اند — عاشقان از پای خود تا خار را بیرون کنند
بود موج تبسم جنبش گهوارهٔ نازش — خبر از گریه ام آن طفل بی پروا کجا دارد
نمانده است نشانی بغیر نام ز من — مرا کسی که به بزم تو برد نامم برد

مرزا محمد علی صائب تبریزی

در ملک اصفهان کوس رستمی می نواخت - در تمام عالم آوازهٔ اشعار جواهر عیار خویش انداخته

---

۵ پ: سرخود را۔

از زمانی که زبان سخن آشنا شده چنین معنی یاب خوش خیال بلندفکر بر روی عرصه نیامده۔ در حین حیات دیوانش مشهور و اشعارش عالمگیر بود۔ خنکار روم وغیره بادشاهان در نامه های خود از والی ایران درخواست دیوان او میکردند۔ شاه برسم تحفگی وهدایا میفرستاد۔ و در عهد صاحب قران ثانی شاهجهان بادشاه بهند آمده چندی با ظفرخان در کابل بوده همراه او تا دکن سیر کرده باز باصفهان رفت۔ با نواب جعفرخان نیز دوستی داشت۔ از ولایت این بیت بنواب نوشت ؎

دور دستانرا باحسان یاد کردن همت است   ورنه هر نخلی بپای خود ثمر می افگند

نواب پنجهزار روپیه صله این بیت بوی فرستاد۔ و قدرت سخن آفرینی وجدت طبع بحدی داشت که روزی راقم که یکی از شاگردان او بود۔ مصرعی مهمل طرز[۱] گفته آورد ع

از شیشهٔ بی می میِ بی شیشه طلب کن

صائب بدیهه پیش مصرع رساند ؎

حق را ز دلِ خالی ز اندیشه طلب کن

وقتی با یاران در راهی میگذشت سگی نشسته دید۔ حالت سگ اینست که در وقت ایستادن سرنگون و هنگام نشستن سربلند می باشد۔ مصرع بر زبان آورد ع

سگِ نشسته ز ایستاده سرفرازتر است

بعد از آن بی تامل پیش مصرع رساند ع

شود ز گوشه نشینی فزون رعونت نفس

در پیش مصرع مطلع بابا فغانی تصرفی کرده که مستحسن جمیع سخن سنجان گردید ؎

فغانی   ببوی صبحدم نالان بگلگشت چمن رفتم   نهادم روی بر روی گل و از خویشتن رفتم

صائب   ببوی صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم   نهادم روی بر روی گل و از خویشتن رفتم

همچنین کار نمایانها در سخن بسیار کرده استادان است۔ منه

---

[۱] ب: بر سبیل امتحان گفته گمانش این که پیش مصرعه این رسیدن از جمله محالات است۔ الحق غیر از طبع صائب کرا مجال که چنین پیش مصرعه رساند و این را بیت معنی دار کند۔

نماند ناله دل ورد پیشهٔ ما را
بسنگ سرمه شکستند شیشهٔ ما را

ورق گرداند پرواز نشاط از دفتر عالم
بچشم انتظار افتاد دوران پریدنها :

بر روی غافلان جهان خندهٔ سپهر
از روی نیل کوچه بفرعون دادن است

داغ فرزندی کند فرزند دیگر را عزیز
تنگ تر گیرد ز مجنون در بغل صحرا مرا

چون قلم شد تنگ بر من از سیه روزی جهان
نیست جز یک پشت ناخن دستگاه خنده ام

روی گردان نشود صافدل از دشمن خویش
آخر آیینه به بالین نفس می آید

بحر جهت را تصور کرده بودم بیکتار
از غبار خط بدور عارضت حیران شدم

طاعت کند سرشک ندامت گناه را
بارش سفید میکند ابر سیاه را

زینت خود ساخت دولت هرچه از در کرد فقر
مشعل شاه از کهن دلق گدایان روشن است

زمین کان نمک گردیده است از شور سودایم
بجای گرد مجنون خیزد از دامان صحرایم

بآیین تمام از خم شراب صاف می آید
عجب تمثیل پیدادی ز کوه قاف می آید

نیست هر آیینه را تاب رخ گلرنگ او
هم مگر آیینه سازند از دل چون سنگ او

تو و جویی عاشق زهی اندیشهٔ باطل
غبار خط مگر آرد بیاد خاکساران را

پیشانی عفو تر ابر چین نسازد جرم ما
آیینه کی بهم خورد از زشتی تمثالها

بچشم کم منگر جسم خاکساران را
که این غبار بدامان یار نزدیک است

نه خط است این نمایان گشته از طرف بناگوشش
کرشمه گیرد پیچی سایه افگن از زر گوشش

تماشای جمال خود چنان برداشت از هوشش
که بیرون آورند از خانهٔ آیینه بردوشش

ز شست صاف از دل بگذرد گرم آنچنان تیرش
که از بوی کباب افتد بفکر زخم نخچیرش

هر که را دیدم سری دارد بپای یار خویش
از برای تیر آه من کمانی بیشود

طلبگار خدا را منزل از راه دور تر باشد
بدریا چون رسد سیلاب آغاز سفر باشد

بیک کرشمه که در کار آسمان کردی
هنوز می پرد از شوق چشم کوکبها

برکف دست اگر موی برون می آید
میرسد دست بموی کمر یار مرا

پاک طینت را کمالی نیست دانشور شدن
هیچ حاجت نیست خاک کربلا را زر شدن

این دو بیت بنام مرزا صائب شنیده بودم - حال معلوم شد که از دیگریست ؎

داغ فرزندی کند فرزند دیگر را عزیز - الخ

دوم این بیت که ؎

زینت خود ساخت دولت هر چه را نذکرد فقر - الخ

مرزا صائب اشعار دلپسند عالمگیر بسیار دارد تا کجا نوشته آید - روزی در مجلس میر معز موسوی‌خان نشسته بودم - سوداگری از ولایت آمده ظاهر ساخت که مرزا صائب وفات یافت میر و دیگر اعزه که در آنجا حاضر بودند افسوس ها خوردند - فقیر گفت "صائب وفات یافت" تاریخ رحلتش بی کم وکاست می شود - میر حساب کرده درست بر آمد - فرمود که مگر پیشتر فکر کرده بودی - گفتم دو سال پیش ازین تاریخ حکیم صاحب را "صاحب وفات یافت" یافته بودم در "یا" و "حا" تفاوت دو سال دیده فی الفور گفتم - بهر دو تاریخ تحسینها کردند - گویند مرقدش در باغچه پر از ریاحین بر کنار رود واقعه است - صاحب سخنی در آنجا رسیده - این بیت نوشت ؎

ای صبا آهسته پا بر برگهای غنچه[1] نه　　پاسبانان گلها صائبا خوابیده است

میر صیدی[2]

نازک خیال و بلند فکر بوده - در زمان شاهجهان پادشاه بهند آمده غلغله این مطلع در مجمع سخنوران پای تخت انداخت[3] ؎

برقع برخ افگنده برد ناز بباغش　　تا نکهت گل بیخته آید بدماغش

دیوان رنگین و اشعار پر مضامین دارد - استاد فن و کامل سخن بود - گویند روزی بر لب جوی طرح ضیافت انداخته با یاران صاحب سخن نشسته تماشای ماهیان میکرد - این مطلع برجسته از طبع رسایش سر برزد ؎

---

[1] ب: گل بنه [2] د: میر صلاتی [3] ب: از هر طرف تحسینها شنید بر سر و شازده جا گرفت - روزی بیگم بر عماری فیل سوار شده برای سیر باغ صاحب آباد میگذشت - از بالای بام به بانگ بلند برخواند - مطلع

برقع برخ افگنده برد ناز به باغش　　تا نکهت گل بیخته آید به دماغش

بیگم شنیده خوش شد - پانصد روپیه صله عنایت فرمود -

ازین خودکام یاران ننگ الفت می‌برد مارا   کہ بہر صید ماہی خشک می‌خواہند دریا را

قضارا ماہی از آب برجست و در دامن او افتاد۔ آن را صلہ این شعر من جانب اللہ انگاشت۔ بشگون نیک برداشت و روز دیگر ضیافت این عطیۂ عظمی ترتیب داد۔ فقیر نیز مطلعی و حسن مطلعی در جوابش رسانده ؎

سرخوش   ازین بی‌رحم صیادان رہائی کی شود ما را   کہ آتش می‌زنند از بہر یک نخچیر صحرا را

بگلزاری کہ بیند ناز عرض لشکر حسنش   تماشا کن شکست تیغ فوج رنگ گلہا را

این نیز مقبول سخنوران گردید۔ خان والاشان مکرم خان خلف نواب شیخ میر سپہ سالار شاہ عالمگیر بیک دست خلعت این منتظر فضل الہی را نیز سرفراز نمود۔ حسن مطلعش را نیز جواب گفتم ؎

صیدی   براہ انتظارش گر گداز و تن چہ خواہد شد   ز چشم ضعف چشمی و پای چو نرگس بس بود ما را

سرخوش   ز اسباب طرب چیزی دگر میکش نمی‌خواہد   ہمین مستی و جامی چو نرگس بس بود ما را

من اشعار میر صیدی ؎

از باغ رفتی و دل بلبل بنالہ ریخت   گل را شراب رنگ تمام از پیالہ ریخت

بی تو بلبل میکشد نالہ آہنگ مرا   بوی گل تعلیم تمکین مید ہد رنگ مرا

در غبار دل ہوس ہا را نہان کردیم پاک   در حیات خویش بردیم آرزوہا را بخاک

سرگشتگی بطالع من باب کردہ اند   یک می بساغر من و گرداب کردہ اند

عجب دارم از طالع ساغر خود   کہ در ساختن نیز گردیدہ باشد

سوخت رشک شعلۂ شمعم کہ در راہ طلب   از نظرہا کردہ پنہان جادۂ بیہودہ را

کم طالعی نگر کہ من و یار چون دو چشم[1]   ہمسایہ ایم و خانۂ ہم را ندیدہ ایم

کشتۂ ناز تو آرام نمیداند چیست   گر بخاکش کنی آسودگی از خاک رود

ز بسکہ حسن تو ہر ذرہ را بر نگی سوخت   توان شناختن از ہم غبار سوختگان

در جہان بود از ین پیش نشاطی و کنون   ما مکافات کش عشرت آن یارانیم

ندیدم جز قفس جای دگر تا دیدہ ام خود را   بیجان در ریختن ہا کردہ ام از بیم پرو بالم

لہ ب: یار ۔ کہ ب: بی طالعی ۔

در بزم او مجال نشستن نیافتیم — چون نرگس ایستاده کشیدیم جام را
غباری دارد از خط ماه رخسارش که گر یکجا — مصور جمع سازد صورت خالی نمیگردد
هر از شرم محبت بسکه دور از بزم او دارد — سخن گر رو برو گوید به من پیغام میگردد
بعد مرگ افشان و خیزان در هوای کوی او — استخوانم چون پر افتاده آید سوی او

حکیم محمد کاظم صاحب

خود را مسیح البیان[۵۱] میگرفت - صاحب تخلص داشت - اکثر شعر بطرز مولوی روم میگفت دیوانی ضخیم پر از رطب و یابس ترتیب داده - بر پشت سرورق هر دیوان تصویر خود منقش کنانیده صورت و معنی خویش را در عالم جلوه میداد و مثنویها متعدد دارد و هر یکی را نام خوشی نهاده - یعنی آیینه خانه و پری خانه و ملاحت احمدی و صباحت یوسفی و کمال محمدی - و مجموع کلیات را به "انفاس مسیحی" موسوم ساخته - بر طبع و استادی خود مغرور بود - از غایت برخود غلطی اکثر شعر پوچ و بی معنی میگفت و از مردم چشم تحسین میداشت - گویند روزی میر صیدی به دیدنش آمد او در خانه بکاری مشغول بود - میر ساعتی نشست - دیوانش بر رحل مثل مصحف تعظیم تمام نهاده بودند - بکشود - نگاهی کرد و برخاست و رفت - حکیم چون بر آمد و شنید که میر صیدی آمده بود بمیر سامان خود گفت که چرا نگفتی که تا بر آمدن من بمطالعه دیوان محظوظ می شد[۵۲] باین تقصیر چند گره بآن بیچاره زد - این ماجرا بمیر صیدی رسید - روزی در دربار باهم دو چار شدند حکیم عذر خواهی کرد که چرا انتظار من نکشیدند - زود برخاستند - باری دیوان من آنجا بود بنظر گذشته باشد - حفظ کرده باشید - میر گفت یکدو صفحه خواندم اما عجب انصافست که شعر شما گویند و صله میر سامان بیابد[۵۳] - این چند بیت از وست ؎

قدح کج کرده اشکی تا بت پیمانشکن دارم — گل ابری بمژگان یادگاری زانجمن دارم
دلی دنبال چشم او روان از خویشتن دارم — پی آهو چون آهو میدود این دل که من دارم

---

۵۱ و: مسیح البیان خطاب داشت - و پانصدی منصب از قدیم الخدمتان عالمگیر بادشاه بود و صاحب تخلص میکرد ۵۲ ج: باشند
۵۳ ب: بحضور بعض عزیزان گاهی فقیر میگفت که این چه طور شعر است که حکیم برآن می نازد و از یاران تحسینها میخواهد - این را شنیده از فقیر آزرده شده گلهها میکرد -

غافل آمد و برهم آن شوخ بی پروا نشست — می طپد در سینه دل ترسم خبر دارش کند

در گلستان بارها بر چشم تر مالیده ام — برگ گل نبود شناسم گوشهٔ دامان کیست

ما بخود دوست ندیدیم کسی را هرگز — که دعا کرد بدام تو گرفتار شدیم

رباعی

بر لاله خط کشید کان سنبل موست — گل را بگلاب شست کین صفحه روست

عالم همه اوست لیک نتوان گفتن — شد راه بسر انگشت نمودن نکوست

مارا بخدای خویشتن راهی هست — در ظلمت تن نور شهنشاهی هست

چشمک زدن ستاره بی چیزی نیست — در پردهٔ عنبرین شب ماهی هست

پوشی تو اگر اطلس اگر باشی عور — کو آنکه زند و یک به بیند یا دور

شرم از که کنی درین حصار نیلی — در خانهٔ تاریک چه بینا و چه کور

خط سبز آفت جان بود نمیدانستم — دام در سبزه نهان بود نمیدانستم

آقا محمد صادق

دانشمند خانی فاضل کامل بوده گاه گاهی فکر سخن نیز میکرد و ساقی نامه بحسن ادا گفته[۱] - این بیت

از وست

رحم می آید مرا بر بلبل آن بوستان — کز تنها کنهای گل فریاد نتوانست کرد

صبوحی[۱]

خوش فکر بوده یک بیت از و بگوش خورده اینست

غمم افزون شود چون دیگران گریند بر حالم — بلی دریا فزون میگردد از باران ساحلها

صامت

سوداگر در زمان شاه عالمگیر بهند آمده دیوانی مختصر موافق فکر خود دارد و این دو بیت

از وست

شگفتن غنچه بی رنگ و بو را میکند رسوا — همان بهتر که دست بی کرم در آستین باشد

ما را نگه چشم تو از چشم تو خوشتر — بادام صفای گل بادام ندارد

[۱] ب: مرزا محمد علی ماهر اشعار خود پیش او میگذرانند - یک بیت او بخاطر است ۹۵ الف: صوفی -

میر[1] ضیاء الدین دهلوی

خوش[2] اندیشه بود یکدو صحبت در اوائل جلوس عالمگیر او را دیده ایم - از وست ؎

نشسته در طلب دلربای خویشتنم — چو چشم می پرم اما بجای خویشتنم
جاده همراهی من تا بلب دریا کرد — عاقبت همرهِ کوته قدمم تنها کرد
هر که با جانان نشد سرگرم با آرام نیست — خالی از آسیب نبود باده تا در جام نیست
گر دهان یار می بوسم ز مستی گاه چشم — پیش مستان هیچ فرق از پسته تا بادام نیست[3]

طالب آملی

صاحب[4] طبع و ذو کمال و خوش فکر و خوش خیال بوده و اشعار عالمگیر دارد - میرزا صائب و غیره سخنوران او را باستادی قبول دارند - این مطلع او در خاص و عام تمام شهرت دارد[5] ؎

بتن بو باکند گلهای تصویر نهالی را — بیا بیدار ساز و خفتگان نقش قالی را

گویند برای این مصرع شش ماه فکر کرده پیش مصرع رسانده ؎

ز غارت چمنت بر بهار منتهاست — که گل بدست تو از شاخ تازه تر ماند
منه جسمم[6] از غم فربهم نزار است — یک برگ گلم دو جامه وار است
آهم بکن ای شرم به نزدیکی آن کو — شاید بغلط یار ز من دست بشوید
شد ز نظارگیان خانهٔ همسایه خراب — مومن با تو که فرمود که بر بام برآ
خانهٔ تست دل و دیده ز باران سرشک — گر چکد آب در آن خانه درین خانه بیا
هر سنگ که بر سینه زدم نقش تو بگرفت — آن هم صنمی بهر پرستیدن من شد
گرمی عجب ز خوی تو نبود که در جهان — هر آتشی که مرد بخوی تو جان سپرد
خواستم تا سینه بخراشم بناخن جسم زار — در میان پنجه ام مانند مو در شانه ماند
لب از گفتن چنان بستم که گوئی — دهان بر چهره زخمی بود به شد[7]

---

[1] ج: میر محمد ضیاء دهلوی [2] ب: در مدرسه چوک لعل دروازه نشست گاه داشت مرد غریب و خوش فکر بوده [3] نسخه ب: این شعر نیز دارد ؎
خالی ز رهبر است جهان ورنه چون عصا — یک گام هر که پیش نهد هادی من است
[4] ب: داماد شیخ حاتم از امرایان جهانگیری مرد صاحب کمال و صاحب طبع [5] ب: هیچکس جواب آن نتوانست گفت
[6] ب: جسم [7] ب: تاریخ وفاتش "سر خیل علی ابن ابی طالب باد" یافته اند.

حاجی طیّب[۱]

صوفی مشرب بوده - بیشتر رباعی فکر کرده از وست

رباعی
ای دل سفری ازین جهان دون کن — از بهر گریز رخش در گردون کن
در خانهٔ تاریک ازین بیش مخواب — بنگر که چه وقتست سری بیرون کن
در خواب گه جهان من شیدائی — چشمی بگشادم از سر بینائی
دیدم که درو نبود بیدار کسی — من نیز بخواب رفتم از تنهائی

میر محمد طاهر حسینی[۲]

از مردم طالقان - در اواخر سلطنت جهانگیر بادشاه بهند آمده بود - پیشه تجارت داشت و از تاجران عمده و دولتمند بود و بحلیه تقوی آراسته بود - در زمان شاهجهان با ظفرخان اورا خلطه و محبّت عظیم بود خان قدردان از راه آشنائی ذکر کمالاتش را در حضور بادشاه نمود - بر زبان مبارک گذشت که اگر نوکری اختیار کند به پانصدی منصب سربلند می سازیم - خان معزالیه آمده گفت اگر قبول این معنی نکنی از تو میرنجم میر این غزل در جواب انشاد کرد غزل

دیوانه ایم بر ما باشد لباس رندان — زنجیر گردن ماست زنجیرهٔ گریبان
برما بهیچ بسیار خواهیم بی جنون شد — یک نعره وار راهست از شهر تا بیابان
ز افتادگان نیاید استادگی بخدمت — چون نقش پا بر و نم بردن ز راه نتوان
چون تار سبحه نتوان از هر دری درون شد — صد در نمیتوان گشت از بهر یک لب نان
طرز غزل سرای ختم است بر تو طاهر — معنی ز تست امروز چون بهرت از ظفرخان
نسخه دوران ز نفع انتخاب افتاده است — آنچه من میخواهم اکثر زین کتاب افتاده است
بهم این دستگیری منعمان را عین نادانی است — بدان ماند که دست کور را کور دگر گیرد

ملا طغرا

شاعر خوش فکر و معنی یاب و منشی طبیعت بود - بیشتر در انشاپردازی اوقات بسر میبرد - در تعریف کشمیر و راه آن رساله‌ها نوشته - در آنجا داد سخنوری داده - اشعارش نیز خالی از[۳]

---

۱ - ب: طیبی - ج: حاجی محمد طیب - د: طیبی ۲ - در نسخهٔ ب این شاعر مذکور نیست ۳ - ب: خالی از چاشنی معانی نیست -

مضامین نیست

خوش آنساعت که بزم آرا نشینی بر لب جوی — خط پشت لبت چشم قلح را گرد ابروی

آبرو میرود از دست یا آمد شد غیر — چون حباب از همه جانب به کاشانه به بند

میر نظام الدین احمد طالع[۱]

از مستعدان زمانه است - و در جمیع علوم و فنون یگانه - از بس در تحقیق و تصوف دعوی همه دانی دارد و همنشی تنها بفن شاعری سر فرو نمی آرد - از دیگر علوم تصوف و تحقیق نیز چاشنی دارد فقیر را در خدمت او اتحاد و اخلاص تمام است - دو رباعی فقیر دو گواه این مدعا است -

شعر
توصوفی صاف صاحب تمکینی — تو هادی کامل و حق آئینی
من مخلص تو بجان و تو مشفق من — من بنده چو خسرو و تو نظام الدینی

دل بهر کمالات پریشان چکنم — کافیست مرا نشه عرفان چکنم
مرزای نظام دین محمد همه دان — من سرخوش بیچاره یکی دان چکنم

در موسم خربزه سرده های شیرین فرستاد این رباعی نوشتم -

رباعی
از خربزه های بخشش مرزایم — چون جان شیرین شده است سراپایم
در شکرش خواستم زبان بگشایم — چسپید ز شیرینی آن لب هایم

مرزای حلاوت سنج معنی این رباعی در جواب نوشت -

رباعی
ای در دل اهل ذوق و وجدان جایت — عبد اخلاص خالصت مرزایت
از بسکه بقلب خویشتن دارمی دوست — چون اهل زمانه وا نشد لب هایت

۱- در نسخهٔ (ب) این شاعر در باب نون مذکور است - و آنجا تخلصش مائل رقم نموده است - اما در نسخهٔ (ج) نوشته است که مائل تخلص برادر کلان میر قطب الدین بود - ج: میرزا قطب الدین مائل برادر کلان سرخوش ازراه تنفر گفت - ایشان خود بلیاقت سلطان نظام الدین شدن دارند - چه ظاهر است شاه درجه کمال خسرو دارید - گفتم و تنبیکه ایشان نظام الدین اولیا خواهند بود مرا خسرو شدن چه قدر بعید است - قصیده در نعت گفته بود چون باین بیت رسید

فخر دارم بر جنید و شبلی و بایزید
از جنابت تا مرا گشت نظام الدین خطاب

محمد اخلاص واثق (الف: وامق) تخلص حاضر بود - گفت اول از جنابت بر آید - بعد از ان فخر بر پاکان کنید -

روزی این بیت حافظ شیراز در نغمه میخوانند خوش آمد باہم طرح کرده ایم ـ حافظ راست ؎

مزرع سبز فلک دیدم و داس مه نو — یادم از کشتهٔ خویش آمد و هنگام درو

عزیزی دیگر راست ؎

تخم دیگر بکف آریم و بکاریم ز نو — کانچه کشتیم ز خجلت نتوان کرد درو

سرخوش — هر کس انبار کند خرمنی از گندم و جو — من ناکاشته تخمی خجلم وقت درو

طالع — باشدت رنج دو تی حاصل این گندم و جو — آنچه ناکاشته حیف تو هنگام درو

وله — جدا از هستی خود شو که هر رنگ صفا گردی — اگر قالب تهی از خود کنی ماه سما گردی

قناعت عالمی دارد خدارا پا بدامن کش — ز طفلی رم نمودی پیر گشتی تا کجا گردی

بخیر اندیشی عالم بر آور نام چون طالع — دلی را گر بدست آری بجانت دلربا گردی

بر سر شورش میاور خاطر پر شور را — نیست آسان دست کردن خانهٔ زنبور را

وقت پیری بی مذاق تلخ نتوان زیستن — کی تواند داشت بی فلفل کسی کافور را

از غلط اندازی دوران مشو ایمن که شخص — بیشمارد اختر تابان چراغ دور را

هیچ دل از تیغ ادبی ریش نیست — آب در جریان بضبط خویش نیست

کثرت تکرار کلفت میدهد — عشرت دنیا نگاهی بیش نیست

محمد طاهر

معلوم نیست که همان محمد طاهر است که بالا مذکور شد یا دیگر است ؎

لطف دشنام تو تسکین دل مدهوش هست — آتش از آب چه گرم و چه خنک خاموش هست

ملا ظهوری تبریزی [۵۲]

در بیجاپور دکن علم خوشحالی افراخته ـ در نظم و نثر ید بیضا داشت ـ در نثر رساله نورس و خوان خلیل و گلزار ابراهیم بنام ابراهیم عادل شاه بسیار خوب نوشته [۵۳] و در ساقی نامه که بنام برهان الملک گفته داد سخنوری داده [۵۴] ـ گویند وقتیکه پیش نظام شاه در احمد نگر فرستاد نظام شاه با وجود نا آشنائی

---

۵۱ ب: رنگ ۵۲ ب: ترشیزی ۵۳ ب: گفته هر فقره او بسجع و معنی تازه دارد گویا نظم رنگین است که او را نثر کرده میخوانند ـ
۵۴ ب: بسیار مربوط و پخته و استادانه گفته و تلاشها کرده و در شعرا مقرر است که چنین ساقی نامه کسی نگفته و نتواند گفت ـ

سخن[1] چند زنجیر فیل پر از نقد و نفائس و جنس صله آن فرستاد. غیوری در قهوه خانه نشسته بود تنباکو میکشید. فرستاده قبض الوصول خواستند. قلم برداشت بر پارهٔ کاغذی بر نگاشته ع

کرت[2] تسلیم کردند تسلیم کردم

یک چند از وجه کتابت قوت بهم میرسانید. کتاب روضة الصفا را مکرر نوشت و فروخت

از وست ؎

چشم را پردهٔ خود کرده به پایان رفتیم — پنبه در گوش نهادیم به شنیدن رفتیم
سجدهٔ وای بود تماشای جبین — کرد پیری مدد اینک به خمیدن رفتیم
از دم تیغ نگه دم به تپیدن[3] دهیم — سر به حیرت کشیم به پا به پایان دهیم
بهر تقاضای کشیم تیغ و ترنج آوریم — یوسف و یعقوب را[5] کف به زبان دهیم
چراغ عاریتی تیرگی زیاده کند — به روشنایی شبهای تار سوگند است
ذوق جنبش بر تماشای گل رخسار داشت — گرمی پرواز دو آئینه با خود کار داشت
دل پر از سوز محبت داغدار افتاده ام — لاله زار از دیگران در شعله زار افتاده ام
سر بلندی می کنم دعوی گواه افتادگی ست — از عزیزانم ولیکن این که خوار افتاده ام
بجگر تشنگی خضر جگر میسوزد — که ز سرچشمهٔ تیغی دم آبی نکشید
بکناره میگذر از خاک جگرسوختگان — دست بیرون نکشد شعله و دامن گیری

عرفی شیرازی

از مستعدان زمانه بود در قصیده گوئی و غزل پردازی یگانه. اشعارش بسبب اشتهار ایراد نیافت. بهمین بیت که خوشگاه میان ناصر علی بود اکتفا نمود. شمه از حالش رقمی گشت. از وست ؎

من ازین درد گرانمایه چه لذت یابم — که باندازهٔ آن صبر و ثباتم دادند

در مداحی میر ابوالفتح گیلانی و نواب خانخانان سپه سالار جاه کبیر یافت. وی در شش سالگی درسنه تسع و تسعین و تسعمایه در لاهور درگذشت و همانجا مدفون کردند. استاد البشر

[1] ب: هفت [2] ۵۲ ه: کرت تسلیم کردند تسلیم کردم [3] ۵ ب: تن به طپیدن دهیم [5] ب: بر یعقوب را.

وهادی کلام عرفی شیرازی - تاریخش یافتند - از غایت اعتقاد که بجناب معرض الطاعة علی المرتضی داشت وبشوق دریافت خاک مرقد آن سرور این بیت بصد اشتیاق گفته بود - بیت قصیده ب

بکاوش مژه از گور تا نجف بروم اگر بهند[1] بخاکم کنی وگر بتتار

آخر میر صابر اصفهانی نعش او را بعد از سی سال به نجف اشرف رسانید - ملا رولقی همدانی تاریخ یافت

یگانه گوهر دریای معرفت عرفی که آسمان پی پرورشش صدف آمد
چو عمر او بسر آمد ز گردش دوران شکست بر صف اهل شرف آمد
بگوش چرخ رسانید حرف جانسوزی که عمرم از تو چو در معرض تلف آمد
بکاوش مژه از گور تا نجف بروم فگند تیر دعای و بهدف آمد
رقم زد از پی تاریخ رولقی کلکم بکاوش مژه از هند[2] تا نجف آمد

گویند این رباعی در وقت نزع گفت -

عرفی دم نزع است و همان مستی تو آخر بچه مایه بار بر بستی تو
فرداست که دوست نقد فردوس بدست جویای متاع است و تهی دستی تو

آبروی هندوستان میان ناصر علی

از اهل هند صاحب سخن بلند خیال معنی یاب سالهای[3] بهمت و کمال بیچاو برخاسته - از یاران قدیم فقیر بود از خورد سالگی یکجا بهم مشق سخن میکردیم - و صحبتها میداشتیم - این بیت فصیح حسب حال ماست

طالع شهرت رسوائی مجنون بیش است ورنه طشت من و او هر دو زیک بام افتاد

بقدر استعداد خود در هندوستان دستگاهی نیافت - در زمان بی فیض واقع شد والا این چنین نازک خیال

[1] ب : بخاکم کنی [2] د : از گور - اما از هند درست می نماید [3] د : سوای شعر حسن خلق و دلگرمی و خداشناسی و همت و سخاوت و استغنا و بی پروائی بمرتبه دارد که در هیچ مخلوقی دیده نمی شود چنانچه خود گفته - از سخن ما را دماغ دیگر است چون صدف مغز سر ما گوهر است
در اوائل شهرت همت خان خواهش دیدن او کرد - برفاقت میرزا محمد علی ماهر رفت بعد از شعر خوانیها خان تقریبی گفت که در مردم مغلیه خوب رسم است که یاران در خانه یکدیگر مهمان میشوند امروز من بخانه یاری رفته خوردم فردا او بخانه من آمده خواهد خورد - مردم هندوستانی یکبارگی اند در غایت خست در خانهای خود پنهان شده میخورند گفت مغلان نان را بقرض میدهند هندوستانیان ازین شیوه عار دارند همت خان بسیار برهم خورد - روزی همراه سیف خان که با وی بسیار دوستی داشت بخانه خان جهان بهادر کوکلتاش عالمگیری رفت و چون تکلیف شعر خوانی کردند این بیت را خواند

اهل دنیا را بغفلت زنده دل پنداشتم خفته دانستم مردگان را زنده می پنداشتم

نواب هزار روپیه گذرانید قبول نکرد - سیف خان کرده گفت با خدمت این بندگی می پاشیم هر که از گرسنه بشنوم از مطبخ شوربای میرسد -

می باید ملک الشعرای عصر باشد - این رباعی فقیر در تعریف او شاهد کمال اوست - رباعی

در ملک سخن بود جهانگیر علی ... در مشرب دل ولی علی پیر علی
باشعر علی نمی رسد شعر کسی ... زانسان که خط کس بخط میر علی

در آخر عمر باشاه مجذوبی در دار الخلافه بدعوی قطبیت اقامت ورزید - جنون ساخته بهم رسانید دم از دوستی بوعلی قلندر میزد - ششم مبارک رمضان سنه یکهزار و یکصد و هشت در گذشت فقیر تاریخش یافته

وارسته علی همت بی پروا ... از راحت و رنج دهر مستغنی رفت
دائم چو توجهش سوی معنی بود ... دل کنده ز صورت کده هستی رفت
سرخوش ز خرد سال وفاتش پرسید ... گفت آه علی بعالم معنی رفت

در اوائل مشق روزی فقیر باوی گفت که بعضی اعزه میگویند که مسوده اشعار ملا نادم بدست ناصر علی افتاده و اشعار آنرا بنام خود میخواند - گفت امتحان شاعر طرح غزل است بیائید باهم طرح غزل کنیم - این غزل در پیش بود - آب استاده است و آفتاب استاده است او و فقیر اسب در میدان تاختیم و این مطلع بدیهه گفتیم

تن ز اشکم تا بگردن روی آب استاده است ... سر بروی تن عیان همچو حباب استاده است

میان ناصر علی حسن مطلع رساند - جواب مدعیان باین عبارت ادا کرد

اهل همت را نباشد تکیه بر بازوی کس ... خیمهٔ افلاک بی چوب و طناب استاده است

روزی بفقیر گفت در تمام عمر بر از این شعر نگفته ام - چیزیکه بمن داده اند همین بیت است - به اعتقاد خود به از همه شعرهای خود میدانم

تو چو ساقی شوی در ونگ ظرفی نمی ماند ... بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلها

فقیر گفت قریب به این معنی بیتی دارم اما داخل بیاض و انتخاب خود نکرده ام -

عشق بخشد انبساطی در دل غم پرورم ... همچو مه بالد بقدر باده بر خود ساغرم

و من بمطالع هرگاه در دیوان خود نظر میکنم اینقدر معنی های تازه می یابم که شعرای دیگر برای یک مصرع عاجز اند نمی یابند - اما هیچ کس خریدار نیست - بلکه بگوشه چشم هم نمی نگرد

یوسفی در پرده بودم کس خریدارم نشد ... خویش را بفروختم با خویش سودا باز گشت

یک بیت در تعریف معنی یابی خود گفته ام فی الواقع چنین است

سرخوش از طبع نجسته معنی نابسته — بعد ازین هر کس که گوید شعر مضمون از من است

اگرچه اشعار میان ناصر علی از انتخاب مستغنی است - باعتقاد فقیر هرچه گفت خوب گفته - این چند شعر خوش کرده میر معز موسویخان وغیره اعزه صاحب کمال هست ؎

وحشتم از دل هر ذره نمایان کردند — آنقدر جمع نبودم که پریشان کردند

جادهٔ راه محبت که دم شمشیر است — نفس سوختهٔ بود که پنهان کردند

یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست — آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست

بمحفلی که حریفان بیاد حق مستند — نفس زدی و چو آئینه برتو در بستند

برق تازان فنا تا کمر دل بستند — چون شرر بر نفس سوخته محمل بستند

تو به هر الفس باز پسین دست رهست — بی خبر دیر رسیدی در منزل بستند

عرق شد پرتو شمع از حجالتها چه حسن است این — بهر محفل که باشی خوشه تاک است فانوسش

هوای ابر ز خودی برد مرا امروز — چو برق جسته ام از جای گرفتن خویش

جفاجوئی[1] که صحرا را برقص آورد نخچیرش — ز سیلهای خون من سینه تا لب است شمشیرش

در وادی که تیره شبم جلوه می نمود — نور هزار شمع زبان غزال داشت

ز جوش باده در دته نشین بالا نشین گردد — ز موج خندهٔ تر سم خط برون آید از آن لبها

روشنی گم میکند در ظلمت کاشانه ام — هست خال چهره زنگی چراغ خانه ام

اگر آن هلال ابرو بمیان نشسته باشد — مه نو بچشم مردم مژه شکسته باشد

چسان تقریر حال دل کنم پیش سیه چشمی — که گردد شمع خاموش از نگاه سرمه آلودش

رم خوردگان تجرید جائی که برق تازند — پا در حنا نشاندر نگی بخویش بستن

چرخ سیلی خوردهٔ طوفان استغنای ماست — در غبار شب مه نو نقش پشت پای ماست

بجز من[2] کسوت دیگر بپوشد آفتاب من — ز دور خویش باده شیشه چون افگند شراب من

یکی شد پیچ و تاب و صافی روز و شب عالم — ز بس لرزید چرخ شیشه رنگ از اضطراب من

همت درویش از منعم شدن کمتر شود — از چکیدن باز ماند قطره چون گوهر شود

[1] الف ب: من و شوخی که صحرا را برقص آورد نخچیرش [2] ب: بجز من کسوت دیگر بپوشد آفتاب من -

بیا ای نور چشم پاکبازان رنگ سیمابت — که چون نرگس درون دیده خالی کرده ام جایت

مثنوی در زمین یوسف زلیخا بسیار رنگین و بطرز تازه گفته از وست

شنفتم یک شب از خندیدن دل — که دیر سومنا تم بود منزل

بتی میگفت پنهان با برهمن — خدای من توی ای بندهٔ من

مرا بر صورت خود آفریدی — برون از نقش خود آخر چه دیدی

در همان مثنوی در تعریف وارستگان میگوید و خود نیز برین بیت محظوظ بود

بدنیا و بعقبی در ستیزند — چو برق از هر دو جانب میگریزند

مرد پیری از یاران او که نامش بر دن باعث رنجش خاطر او تا ابد است در مطلع این مثنوی تصرف کرده پیش فقیر خواند فقیر آنچه در جوابش گفته بنظم در آورده

علی آن پیشوای خوش خیالان — چو شد در مثنوی گلکش درافشان

رساندش پایه از معنی بمعراج — بود این مطلع آن دُرّة التاج

الهی ذرهٔ دردی بجان ریز — شرر در پنبه زار استخوان ریز

درین مطلع نمود از احمقیها — یک از پیران جاهل دخل بیجا

که باشد پنبه نرم و استخوان سخت — کجا این نرم را نسبت بآن سخت

بتغییر حروفی چند فی الفور — درستش کرد در زعم خود این طور

الهی ذرهٔ دردی بتن ریز — شرر در پنبه زار موی من ریز

من این حرف از زبانش چون شنفتم — چو گل خندیده بر رویش بگفتم

چرا این حاجت از حق خواهی ای یار — توانم کرد من هم این قدر کار

که مشتی خس بآتش برفروزم — همه موی سر و ریشت بسوزم

سزای آن که در شعر بلندی — کند زینگونه دخل ناپسندی

مناسب تر درین هنگامه افتاد — بر اهل سخن این بیت استاد

چراغی را که ایزد برفروزد — هر آنکو تف زند ریشش بسوزد[۱]

۱؎ ب: قریب شصت سال عمر رسانده ... تا که در رمضان ۱۰۸۸ هجری دم در دود شد. محمد علی گفته آه آه از رحلت ناصر علی تاریخ یافته است.

عظیمای نیشاپوری

صاحب معنی بود در هند نیامده. غزل سلسله بند او مشهور است و این بیت از آن غزل اوست

گفت جسم لاغرش را از غضب خواهیم سوخت گفتمش من سوختم در باب خاکستر چه گفت

سوای این یک بیت برجسته اش را از زبان میر معز شنیده ام و میر نیز در جوابش بیتی گفته. هر دو نگاشته می آید

عظیما ناخن زدم بسینه و پرسنگ کعبه خورد نزدیک بوده راه و نشان دور داده اند
میر معز نزدیک شد که کعبه فلاخن نشین شود کوی ترا نشان مگر از دور داده اند

آقا عظیما

دیوان بیوتات لاهور نیز خوش فکر است. از وست

داغهای تازه از نخل تنم گل کرد و ریخت او بگل چیدن نیامد گلشنم گل کرد و ریخت

این مطلع قافیه مستعد دیگر ندارد

خراش ناخن ما را دل ناشاد می داند زبان تیشه فرهاد را فرهاد میداند
بطفل باد دستی داده ام دل را که از شوخی رود گر عالمی بر باد کاغذ باد میداند
برنگ گرد میگردم پی رم کرده آهوی که در دنباله خود سایه صیاد میداند

شیخ عبدالعزیز عزتؒ

فاضل[۳] کامل بوده سلیقه سخنوری نیز درست داشته توجه بادشاه جوهر شناس در صدد تربیت او مصروف بوده است میخواستند که بمرتبه سعدالله خان رسانند. زندگانیش وفا نکرد. من اشعاره

یک لحظه دل ز ناله نخواهد فراغ ما آتش ز سنگ سرمه نگیرد چراغ ما
نگو که بسمل تیغ تو از رمیدن رفت که راه صد رم وحشت ز یک طپیدن رفت
مجوی راز تجلی ز مست عالم نور کلیم را بگلو سرمه کرد آتش طور

۱ج: محمد شفا عظیم ۲ج: عزیز ۳ب: در علم معقول و منقول سرآمد زمانه بود. در فنون سپهگری و سلیقه شعر و انشا یگانه. بادشاه دین پناه او را میخواست که بپایه سعدالله خانی رساند بمنصب هفت صدی و خدمت داروغگی عرض مکرر که لوا سب سعدالله خان مرحوم در اوائل داشت سرفراز ساخته. همیشه توجه بادشاهانه در صدد تربیت او مصروف بود که بقضای الهی ودیعت حیات سپرده.

زبس نگاشته ام سردمهری گردون — کند زنامهٔ من بال اگر پر د کافور
شعار کارگشایان ملال خاطر نیست — گره چگونه کند جا برابروی ناخن
راز دل خستگیم هست ز مژگان[۱] تو فاش — عرض حالم نکند هیچ زبان بهتر ازین
چشم طنازش ز بیم سرزنش های حیا — پردهٔ مستی کند بیماری پیوسته را
— وقتیکه این مطلع برجسته را فرمود ؎

صدای[۲] برنخیزد دم بسمل زنخچیرش — مگر زد آن شکار افگن بسنگ سرمه شمشیرش

عزیزی دخل کرد که تیغ بر سنگ کشیدن مصطلح است و بر سنگ زدن بجای بنظر شریف در آمده باشد فرمود جای دیده ام. اما حجتی از اشعار سلف میخواهست. ملا محمد سعید اعجاز از دیوان سلمان ساوجی پیدا کرده شاهد استوار پیدا کرد ؎

سلمان چون زند بر سنگ تیغ آن شوخ خوش می آیدم — آب چون غلطد بروی سنگ گردد خوشگوار

باقر[۳] سوداگر

این نیز عزت تخلص میکرد. مرد غریبی بود. آن قدر عزت نداشت. شعرش هم موافق حال او بوده. ازوست ؎

بی غنچه دلی رائحهٔ درد ندانی — بی سیلی غم حال رخ زرد ندانی
تا رام نگردد بتو رم خورده غزالی — دزدیده نگاهی که بمن کرد ندانی
موسی بکوه طور که جا گرم داشتست — دستی با آتش دل ناگرم داشتست

۱ ب: پیکان ۲ ب: صدای برنخیزد گر بسمل زنخچیرش ۳ ج: محمد باقر سوداگر عزت تخلص. ۱: باقر سوداگر این نیز عزت تخلص میکرد. بعد این جا در بعضی نسخه ها ذکر دو سه شاعر دیگر مرقوم است که در نسخه (ا) نیست. حالات ایشان از نسخه ب: این جا نقل میشود.

(۱) حکیم میرزا محمد عالی تخلص

در فضائل و کمالات از مستعدان زمانه است. در انواع فنون شعر و انشا پردازی محسود اقران. دیوان رنگین و منشآت پر مضامین از شاهنامه پادشاه عالم بهادر بفصاحت و بلاغت تمام می نگارد. وله

عبث از قرب بزرگان دل مغرور خوش است — دیدن کوه نا آنست که از دور خوش است
بی کمال از پی صحبت چو خودی میخواهد — چون زن زشت که در همدمی کور خوش است
دل شکاران بکمند تو گرفتار شدند — خود فروشان همه پیش تو خریدار شدند
چون فتاد آتش رخسار تو در شمع وجود — خفتگان عدم از غلغله بیدار شدند

غزل ردیف جنگ که یک بیت از ان ایراد می یابد ؎

هریک از ابتدای حسنش میکشد دل را بخویش　　میشود صید افگنان را بر سر نخچیر جنگ

از دکن بعبد القادر خان دیوان بیوتات شاهجهان آباد نوشته بود. خان معزالیه طرح کرده خود گفت و بفقیر تکلیف کرد فقیر هم گفت. دیگر هیچ موزونی در دار الخلافه نماند که طبع آزمائی نکرد. هنوز هنگامه این بیت باشگون گرم بود که خبر انتقال شدن عالمگیر بادشاه رسید. طرفه هرج مرج در عالم پیدا شد و اعظم شاه با دوی ظفر قرین از دکن روانه شد و شاه عالم بهادر از کابل راهی گشت در نواحی اکبرآباد جنگ عظیم واقع گشت. اعظم شاه با دو پسر رشید چندین خوانین عمده و جمعی کثیر بضرب تفنگ و تیر کشته شدند. چنانچه فقیر تفصیل این جنگ در ظفرنامه شاه عالم بهادر بنظم آورده در تعریف فیل چنین گفته ؎

برنگ تن و هر دو دندان او　　بگویم چه رمز است ای رازجو
ظفر رایِ دولت پادشاه　　در آغوش هر شب و روز است ما

هم این غزل بدین دو سه بیت فقیر و یک (از) میرزا جودت خوب بود نگاشته آید ؎

خشک زاهد بمی آید بجرب شیر جنگ　　تیغ چوبین کی تواند کرد با شمشیر جنگ
عشق در دل خانه کرد و عقل بر بر خاش بود　　بر سر جا میکند همسایه با همسایه جنگ
جودت　　گرمی مردانگی از سرد طبعان کم طلب　　چشم مشتاق اشتن با مردم کشمیر جنگ
کرد با ابرو ستم چون ناز ها شد صرف جور　　ترکش او شد چو خالی کرد با شمشیر جنگ

(در نسخه ج: اسم این شاعر میرزا احمد حکیم است و در نسخه ک: حکیم میرزا محمد دانشمند خان عالی تخلص)

(۲) میر کریم الدین عاشق تخلص

ذاته شکر الله خان مرحوم نواسه نواب غفران پناه عاقل خان به کمالات صوری و معنوی آراسته باخلاق حمیده و اوصاف پسندیده پیراسته طبعی بلند و ذهنی رسا دارد. و در فن انشا داد تلاش میدهد بقدرت و سامان تمام میگوید این چند بیت از نتایج طبع اوست ؎

نمی خواهم بروی آن پری از دل نقاب افتد　　مبادا دشمن و معشوق یک مینا حجاب افتد
ز پیچیده بود دل که محبت بنیاد بود　　این شیشه را بسنگ پری خانه زاد بود
فیض آزادی ز سرو قامت رعنا طلب　　تا رهی از خود رو از قامت بالا طلب
تا شوی محمل بدوش کاروان اعتبار　　چون جرس این جا دل خاموش لب گویا طلب
یادی ز ما نمی کند آن بی وفای ما　　از ما دلش چرا است که خالیست جای ما
دل خسته را نمیز بآه و فغان کنند　　ظرف شکسته را پی امتحان کنند

(در نسخه ج نامش "میر کریم الله عاقلخان عاشق" نوشته است)

(۳) شیخ عطاء الله عطا تخلص

بطرز قدیم فکر می کند شعر شسته و صاف دارد ؎

پری دیده ام مائل کیستم　　بخون می طپم بسمل کیستم
ندانم کجا برد حیرت مرا　　ز خود رفته ام در دل کیستم
ندارد شکستم صدا چون حباب　　عطا شیشه محفل کیستم

ملا علی قمی

در هند نیامده یک[1] بیت او عالمگیر است از وست ؎

نشد که از سر ما فتنه دست بردارد — بهر دیار که رفتیم آسمان پیداست

خواجه عبدالله عرفان

خلف خواجه کلی طبع رسا دارد شعر محققانه بسیار خوب میگوید. اما جنون بر دماغش غالب است ؎

جدا از خود چه میخواهی[2] توهم کرده صورت — اگر معنی همین معنی اگر صورت همین صورت

ملا عارف لاهوری

شاعر ماهر بوده[3] از وست ؎

بی برگی منعم بود از کثرت سامان — لب تشنگی بحر ز بسیاری آب است

نامهٔ شوق مرا قاصد بجانان میبرد — در قفای نامه چشم من چو نقش خاتم است

خستهٔ هجران او دل بستهٔ جان کندن است — مرغ بسمل گشته را پرواز از خود رفتن است

تیزی مژگان خونریز ترا حاصل نکرد — تیغ های آهنی هرچند سر بر سنگ زد

غالب[4]

از شاگردان رشید میرزا صائب بوده. از وست ؎

چه یاری بهتر از کردار[5] خیر اندیش میخواهی[6] — چه حسنی خوشتر از حسن سلوک خویش میخواهی

پنبهٔ[7] حلاج را رسم رسن داری بود — خانه بر دوشی فنا ساماندار[ی] هم نداشت

در مثنوی مهر و وفا که تصنیف اوست در تعریف ناف گوید. از وست ؎

نه ناف است این که دل را کرده بیتاب — کز و افتاده فکر من بگرداب

ز تاب جلوهٔ سرو روانش — گره افتاده در موی[8] میانش

---

[1] ب: یک بیت خوب او در بیاض صف‌شکن خان بنظر در آمد [2] ب: میجوئی [3] ب: همت خان جیو بوده بسیار مهربان بودند. دیوانی ترتیب داده مثنوی مهر و ماه گفته موافق طبع خود تلاشها کرده [4] ذکرش در نسخه ب نیست [5] ب: از پروردگار خویش میخواهی - [6]: از کردار خویش خوب میجوی [7] ب: رشته [8] در نسخه ب این جا شاعر ذیل مذکور است و ذکرش در دیگر نسخه ها نیست - از ب نقل میشود -

خواجه عبدالرحیم عابد تخلص مشق سخن بسیار کرده - دیوانی ترتیب داده یک مرید الشان بیتی که در مذمت درویشان هند فرموده بودند بفقیر رساند ؎ دانه های سبحه مانند درویشان هند — گر یکی را سوی خود خوانی کسی صد می رسد

فقیر سخن خویش چون خادم درویشان هند بود از راه غیرت این معنی را این قسم صورت داده معقول بر بست ؎ برنگ دانهای سبحه درویشان هندستان — اگر صد را بخوانی کس بجز یک کس نمی آید

میر[۱] برهان عروس

عروس تخلص داشت. صاحب تلاش بوده. این بیت از وست ؎ :

بهر زیب دل ز تن میخواستم گلهای داغ — صد چمن برهم زدم تا یک نفس آراستم

غنیمت

از خاکیان هند غنیمت بوده طبعی درست داشت و دیوانی مختصر دارد. مثنوی نیز فکر کرده. این چند بیت از وست ؎

نگردد قطع هرگز جادهٔ عشق از دویدنها — که می بالد بخود این راه چون تاک از بریدنها

بیا و داغهای کهنه دل دارد تماشایی — شود طاوس را سیر چمن برگشته دیدنها

چشم پر نور و طاقت زیر دست افتاده است — همچو موج از خود بکار من شکست افتاده است

طاقت برخاستن چون گرد نمناکم نماند — خلق میداند که می خورده است مست افتاده است

چاه راه خویش گردیدند چون گردابها — همت ارباب دنیا بسکه پست افتاده است

نیست غیر از گرمی الفت چراغ بزم وصل — جست برق شوق از موسیٰ و شمع طور شد

نظر بروی که شد آشنا که میگردد — بگرد خویش چو گرداب دیدهٔ تر ما

کرده ام از مهر لب نقد بیانها در گره — بسته ام چون غنچهٔ سوسن زبانها در گره

ز خلق آزرده گشتم دیالیش در خویش حاصل شد — غبار خاطر آخر توتیای دیدهٔ دل شد

جنونم کرد گل از گردش چشم دلارامی — بچوب گل نمی آید علاج چوب بادامی

محمد[۲] اسمعیل غافل بازندرانی

هندوستان را در فن خط ید بیضا داشت. بخطاب روشن رقم سربلندی یافته در خط نسخ و نستعلیق نظیر نداشت و در خطوط دیگر مثل ثلث و ریحان و رقاع وغیره بی مثل بود. و اوراقی از قرآن خط یاقوتی و کتاب خط صرفی ضائع و تلف شده بود. نوشته و کهنه کرده بجایش گذاشت و از نظر پادشاه گذرانید بی آنکه او ظاهر بسازد معلوم نشد که تازه نوشته شده. و در انشاپردازی یگانهٔ زمانه بود و به دبیری خاص اختصاص داشت. از فکر سخن نیز بهره مند بود.

۱۔ ذکرش در نسخه ب نیست۔ در نسخه ج تخلصش عزلت است ۲۔ ذکر این شاعر هم در نسخه ب نیست۔

تا خلفی از و مانده همه مسودات و اشعارش ضائع ساخت- این چند بیت و رباعی که بر السنهٔ اعزّه مانده بود ایراد یافت ؎

کجا از نازکی تاب هم آغوشی بگل دارد — مگر بر رنگ و بوی گل کشد نقاش تصویرش
ز شوق لذّت زخمش ز بس در اضطراب افتد — مشبک گردد از یک تیر سرتاپای نخچیرش
چنان خوگر به بیتابی بود سودائی زلفت — که بی زنجیر نه نشیند بروی صفحه تصویرش
ستمگر بی وفا بیداد صیادی که من دارم — نگاهش نگذرد بر من گر از دل بگذرد تیرش

کار آسان نیست بی او زیستن — سخت جانیها حساب دیگر است

چشم بلبل میپرد رنگین بهاری در ره است — بی‌نوای[۵۱] نالهٔ هی هی موسم فریاد هی

رباعی
چون پیر شدی کار جوانان نتوان کرد — پیری ست نه کافری نهان نتوان کرد
در ظلمت شب هر آنچه کردی کردی — در روشنی روز همان نتوان کرد

از گرمی عشق بحر و بر میسوزد — صبر دل و طاقت جگر میسوزد
عشق آفت زهر خشک و دامان تر ست — آتش چو گرفت خشک و تر میسوزد

بشناخته تا دهر بدین هوش مرا — هر دم بغمی ساخته مدهوش مرا
یکچند بنام و گرم باید خواند — شاید که کند دهر فراموش مرا

عمر شد صرف جنون خطم از هفت قلم — تا شوم زین هنر از محنت گیتی آزاد
گفتم از یاری خط تنگ در آغوش کشم — نو عروس امل و شاهد گلرنگ مراد
ضعف پیری چو قوی گشت قوی یافت ضعیف — طاقت افتاد ز جولان و هوس رفت بباد
گشت پیدا که درین عرصهٔ حرمان امید — کس به نیروی هنر عقدهٔ طالع نگشاد

محمد طاهر غنی

صاحب طبع عالی بوده[۵۲]- پایهٔ سخنوری را بدرجهٔ کمال رسانده از خطهٔ کشمیر بلکه تمام اقلیم هند همچو او سخنوری خوش خیال نازک بند معنی یاب بر نخاسته- دیوانش که سراپا انتخاب ست هرزا

---

۵۱ و: هی نوا هی ناله هی هی موسم فریاد هی ۵۲ ب: بهره در طالب علمی بکمال داشت- در اوائل مشق اشعار خود در ایش شیخ محمد محسن فانی میگذرانید-

محمد علی ماهر ترتیب داده چنانکه دیوان میر معز و ناصر علی را فقیر تدوین نموده. اکثر شعرش بطرز ایهام است "غنی" تاریخ ابتدای شعر گفتن و تخلص یافتن اوست[۱]. روزی مطلعی تازه گفته پیش شاه ماهر خواند ؎

بی چراغست اگر بزم خیالم غم نیست — مصرعی ریخته شمعی ست که در عالم نیست

شاه نظر بر ایهام او شوخی نموده گفت مصرع ریخته که در عمر گفته باشد همین خواهد بود[۲] این چند شعر انتخاب نموده میر معز موسوی است ؎

فراغتی به نیستان بوریا دارم — مبادا راه درین بیشه شیر قالی را
کند در هر قدم شرباو خلخال — که حسن گلرخان پا در رکابست
یا دامن تر شدم بحشر — گفتند در آفتاب بنشین
می نوازد ساز عیش آنم که طالع یافت قوت — باشد از پای مگس مضراب تار عنکبوت
بر ندارم ز اشعار کسی مضمون را — طبع نازک سخن کس نتواند برداشت
جان بلب از ضعف نتواند رسید — ما بزور ناتوانی زنده ایم
ز ضعف تن بجز نامی نماند آخر ز من باقی — نگینی می نماید گر نهند آئینه در پیشم
قلم تحریر کرد از سینه چاکم نگر حرفی — که مکتوبم ز صد جا پاره چون بال کبوتر شد
میان با نازکی همچو موی آن دلستان دارد — پر موی است شمشیری که بر موی میان دارد
چون آتشین همیشه جبلیم ز جای بر پاست — یعنی دلم ز دست نوای نازنین بر پاست
میفرستند به پدر پیرهن خالی را — یوسف از دولت حسن این همه خود را گم کرد
اثر ز عکس بخت تیره من از طالع واژون — ز فریاد سپندم چشم بد از خواب برخیزد
چو آن عاملی که بر و دهد بجیب موم خرد — ز دم چو بر در پستی بلند شد[۳] نامم
دل بهر دو آن به غنی چون قامتت گردید خم — بهر این خاتم نگینی نیست جز سنگ مزار

۱ ب: نخست او را ناپدید اما جدوی از اشعار خود پیش وی فرستاده بود هم ۲ ب: هنگام فکر شعر از جمع هر دم انزوا اختیار میکرد یکی از متعلقانش در هنگامیکه مضمون تازه دست داده بود آواز کرد که حضور دلش برهم خورد. آن قدر تنی از خاطرش رفت ازین امر خیلی مضطرب گشت. بغضب تمام برخاست و بیک ضربت تیغ سرش از تن برداشت ۳ ب: دارد ۴ ب: ناتمام شد.

جلوهٔ حسن تو آورد مرا بر سر فکر — تو حنا بستی و من معنی رنگین بستم

یاران برند شعر مارا — افسوس که نام ما نبرند

رفیق اهل غفلت عاقبت از کار می ماند — چو یک پا خفت پای دیگر از رفتار می ماند

گویند صائبا بر یک بیت او رشک آنقدر میبرد که میگفت ای کاش آنچه درین عمر گفته ام باین کشمیری میدادند و این بیت او بمن میدادند ؎

غنی — حسن سبزی بخط سبز مرا کرد اسیر — دام همرنگ زمین بود گرفتار شدم

حکیم صاحب از روی این شعر معنی پیدا کرد و فقیر نیز هر دو نوشته میشود ؎

حکیم — خط سبز آفت جان بود نمیدانستم — دام در سبزه نهان بود نمیدانستم

سرخوش — خوردم ز خط فریب جمال عذار او — همرنگ سبزه بود لباس شکار او

شیخ محسن فانی[۲]

خود را از موحدان میگرفت و از اکابر کشمیر صوفی مشرب بود۔ از مصاحبان دارا شکوه است دیوان و مثنوی خوب دارد۔ دو بیت از و یاد است ؎

دیده نهان داشت نقش آن کف پا را — اشک بمردم نمود رنگ حنا را

موی سفید خندهٔ صبح اجابت است — گشتیم پیر بر در او تا دعا رسید

میرزا فصیحی[۳]

از فصحای زمانه بود۔ اشعار ریخته دارد و استاد یگانه است ؎

لبی کز نازکی بار تبسم بر نمی تابد — بخون غلطم که امروزش بدشنام آشنا کردم

خویش را بر نوک مژگان ستم کیشان زدم — آنقدر زخمی که دل میخواست در خنجر نبود

حدیث شوخ و لعلت نازک افگارش کند ترسم — مگر آهسته آن لب را تبسم وا رکشای

---

[۱] در نسخهٔ (د) بعد از غنی ذکر غروری مرقوم است که در دیگر نسخه ها نیست۔ از نسخهٔ (د) نقل میشود۔ غروری، صاحب تلاش است۔ این بیت از وست ؎

بهر زیب دل ز رقت میتوان استم گلهای داغ — صد چمن بر هم زدم تا یک قفس آراستم

(رجوع شود بذکر میر برهان عروس که ایراد یافت) [۲] ج، محمد محسن فانی ۳۵ ب: کامل العصر بود۔ طالب آملی وغیره فضلای زمان او را بسیادت قبول داشتند۔ اشعارش از بیاض میر معز نوشته شد [۳] ۵۲ ب: لبش۔

جرم ما گر باده آشامیست مستی جرم کیست — عکس لعل خویش را ما در شراب افگنده ایم

چون ماهی ساحل طپد از آرزوی دل — زخمی که شهیدان ترا بر سپر آمد

شب که غمهای ترا پرده نشین میکردم — از تبسم لب زخمی نمکین میکردم

دوش تقلید جرس کردم صد قافله سوخت — آه گر ناله پریشان ترازین میکردم

چمن پیرای صبحم کیمیای خار و خس دارم — بهر شاخ ترنجی آفتاب پیشرس دارم

کو جنون تا هر نفس در دل سراغی گم شود — سینه همچو موج در گرداب داغی گم شود

شوق[1] اگر اینست مغز آشفتگان عشق را — نکهت فردوس تر سم در دماغی گم شود

دریک بیت مرزا فصیحی فقیر تصرف کرده - هردو نوشته میشود ؎

فصیحی — ما تو ایم با گل رعنا درین چمن — کز خون پریم و رنگ به بیرون نمی دهیم

سرخوش — هم مشرب است با گل رعنا پیاله ام — کز خون پر است و رنگ به بیرون نمی دهد

آقا محمد ابراهیم فیضان

خلف آقا محمد حسین ناجی - در عنفوان شباب بکمالات ظاهری پرداخته در اکثر علوم سیمّا در علم معقولات اکمل علمای عصر خود است - و در فن انشا خود ثانی ندارد - و در نظم نیز نظیر چنانکه میان ناصر علی میفرمود و درین زمانه به ازین جوان دیگری درین هنر نیست - و خوش نویس هم بود - چند بیت از زادهای طبع اوست که بگوش رسیده تحریر می یابد ؎

تا اختلاف از دست صنعت یک قلم باشد — تفاوتهای کفر و دین شگاف یک قلم باشد

بود منزل رسیدن دل بدست آوردن خوبان — بلند و پست راه عشق لطف بیش و کم باشد

ستم فهمد زبان غمزهٔ خونخوار[2] قاتل را — میان ما و نازش ترجمان تیغ دو دم باشد

نصیبت گر بود همچو صدف رزق از سما ریزد — چو قسمت نیست روزی از دهن چو آسیا ریزد

بیتو تا چند بسازد بدل تنگ کسی — از گرانجانی خود چند خورد سنگ کسی

در دل صاف خیال سخن ساخته نیست — آب آئینه نیامیخته با رنگ کسی

کردم از ضبط نفسهای خموشی معلوم — که شکسته است به پرده آهنگ کسی

---

[1] این بیت از نسخهٔ (ب) افتاده است [2] ب: خونریز -

نبود از شیوهٔ ظلم اینقدر ها چشم بیرنگی — مرا هر دل رسد زخمی[1] ترا چین بر جبین افتد

صفای دل شکست[2] در دکینه از پیمانه ام — روشنی پوشیا چون آئینه عیب خانه ام

عداوت در کمال دوستی دارند هم جنسان — چو اختر زد هجوم نور دامن بر چراغ من

نمی باشد چو من حسرت نصیب محشر دردی — ز هر جزو بدن جوشید چون اخگر دم سردی

بهم ناز و نیاز آئینه سازِ الفت اند اینجا — خرام آن پری دارد زرنگ جسته ام کردی[3]

بیهوده چه سوزی پی دنیا جگر خویش — در خاک چو اخگر نبری مشت زر خویش

برو هرکس که در بزم خموشی راه می داند — که فیض نشئهٔ رطل گران گوش گران دارد

میر غیاث الدین منصور فکرت تخلص

از شرفای ولایت بوده در عهد شاه عالمگیر بهند آمده پانصدی منصب داشت. خوش خلق و خوش فکر بود[4]. این بیت بخط خود در بیاض فقیر نوشته از وست ؎

نمی ماند سیاهی در دوات دیدهٔ آهو را — اگر دیباچه بنویسم بیاض گردن او را

ز اشکم گاه مستی نامهٔ اعمال افشان شد — مرا کوه گناه از بادهٔ لعل بدخشان شد

خمار افسرده ام دارد شراب آتشینی کو — که خون مرده را در پوست چون هندی بسوزاند

همچو من بیکس شهیدی هیچ کافر دیده است — صبح محشر هم دمید و خون من خوابیده است

در نامهٔ من نیست بفرمودهٔ حق هیچ — یکحرف به تعلیم درین مشق ندیدم

عمر آخر میشود تا میکشی دل از جهان — کاروان فرصت تا خاری تو از پا میکشی

عبد الرّزاق فیّاض

یک بیت او از زبان میر معز موسوی شنیده ام و میر نیز در جوابش بیتی گفته و فقیر نیز بیتی بهم رسانده

---

[1] ب: زخم و [2] ب: شسته [3] ب: رنگی [4] ب: از راه قدردانی به فقیر بسیار التفات و مهربانی میکرد. فقیر قصیده که در مدح بخشی الممالک روح الله خان در زمین قصیدهٔ شاه طاهر دکنی گفته بود که این بیت از آن قصیده است ؎

ترک شوخی نکند زانسبب استاد ازل — همچو اطفال کشید دست فلک را بفلک

برده با حسن وجه گذرانید و نقلی از راه خوش طبعی نیز در میان آورد که چون ملا وحشی جواب این قصیده را گفت فرزندان و مریدان شاه برآشفتند و پیش یکی صاحب طبع رفته بشورش تمام گفتند که ببینید بی ادبی ملا وحشی را که قصیدهٔ شاه را جواب گفته. آن گفت که بی ادبی دیگر آن که از شاه خوب گفته. نواب خنده کرد و برای فقیر آنچه دلم خواست صله عطا فرمود. میرزا بمنصب پانصدی سرفرازی داشت. در کشمیر فوت شد. (این حکایت با اندک تغییر جای دیگر در متن مرقوم گشت)

هر سه رقمی میگردد ؎

فیاض یکبار ناله کرده ام از جوشش[۵۱] اشتیاق — از شش جهت هنوز صدا میتوان شنید

میر معز باد بهار و بوی گل آشفته خاطر اند — پیغام او ز نالهٔ ما میتوان شنید

نعره خوش منصور سنگسار ملامت بود هنوز — یک حرف راز گفته چها میتوان شنید

فغفور[۵۲]

از تازه گویان و معنی یابان بوده یک بیت او عالمگیر است ؎

فلک دیگر بکام رند درد آشام میگردد — عسس و خواب راحت کن که امشب جام میگردد

نعره خوش کجا غافل ز حق در دیر درد آشام میگردد — بمسجد سبحه گر میگردد اینجا جام میگردد

فرقی[۵۳]

تازه گوی خوشخیال بوده ازین بیت عروج کمال فکرش ظاهر است ؎

مرا قیامت هجران بصبوت دگر است — مسافران عدم انتظار من مبرید[۵۴]

۵۲ب: در ۵۲ و ۵۳ ذکر هر دو در نسخه ج نیست ۵۴ در نسخه (ه) بعد از فرقی ذکر فائق درج است از انجا نقل میشود۔

فائق

میر سید احمد برادر میر جلال الدین سیادت در لاهور بعلاقهٔ منصب و خدمت خزانه اقامت دارد۔ از خوش فکران است از کیفیتی و لشهٔ معنی غافل نیست۔ چند شعر او که نازکی داشت بزنگاشت۔ منه

نصیحت میفزاید ز تنبه پاکیزه گوهر را — که آب از پیش راه بستن نهد رو در بلندیها

از شرم چشم مست تو خوبان نهفته اند — در آستین چو غنچه نرگس پیاله را

افشای راز عشق بود کار دیده را — منصور دان سرشک بمژگان رسیده را

عجز شکسته بالان هم نتیجهٔ غرور است — پای ز راه مانده بازوی دست زور است

تا نرگست به بزم فسون نگه نشست — چشم بتان ز سرمه بخاک سیه نشست

پیمان من بخاطر تو از بس درست بود — چون ساغر حباب شکستم صدا نداشت

شوخی پرواز رنگم گرد جولان کسی است — قد آهم سایهٔ سرو خرامان کسی است

سینه چاکان محبت را قیامت مژده ایست — صبح محشر گرد شور نمکدان کسی است

دیوانهٔ عشق تو سر انجام ندارد — چون نقش عدم خانهٔ من بام ندارد

دل گرفتهٔ من مشکل است باز شود — که قفل بر در میخانه از درون زده اند

علاج غفلت پیدا نمی توان کردن — گلیم بخت سیه را بخواب می بافند

فزون ز ریگ روان تشنه در بیابان سوخت — هنوز دام فریب سراب می بافند

بداغ لاله عذاران درین چمن رفتم — بجای گل بفشانید لاله بر خاکم

فارس

خوش فکر و معنی یاب بود. از وست

عشق آمد و ز آلایش تن بی آزرم کرد — از پرده دلِ صاف چو آب گهرم کرد
غنچه سان بهر گلی سر بگریبان دارم — از دلی خون شده راهی بگلستان دارم
یار بهتر ز من احوال مرا میداند — من چسان عیب خود از آئینه پنهان دارم

فوجی

از شعرای بنگاله بود اما صاحب فکر می نماید از وست

موج آب گهر از تاج شهان میگذرد — قطره در مرتبهٔ خویش کم از دریا نیست

داراشکوه[۵۱] قادری

ملقب به شاه بلند اقبال ولی عهد شاهجهان بادشاه زاده خوش خلق و خوش رو و متحمّل و صوفی مشرب فقیر دوست. موحّد محقق بوده. طبعی بلند و ذهنی رسا داشت. مطالب صوفیه را در رباعی و غزل منظوم میکرد. بحسب اعتقادی که در سلسلهٔ عالیهٔ قادریه داشت قادری تخلص میکرد و به ملا شاه خلیفهٔ میان شاه میر لاهوری دست بیعت داده. تحمّل و وقار بحدی داشت که محمد علی ماهر نقل کرد که روز طوی[۵۲] سلطان سلیمان شکوه خلف بزرگش شاعری قصیده گفته آورده سر دیوان میخواند. در یک بیت بسته بود که بادشاه زاده کریم الطرفین است. شاه بلند اقبال شنیده فرمود که راست گفته. پسر کریم الطرفین است هم از پدر و هم طرف مادر بادشاه بن بادشاه است. حاجی تمکین که بظرافت پیشگی در مجلس عالی راه داشت عرض کرد که ملا دو پیازه چه خوب گفته که کریم الطرفین[۵۳] .... شاه سر فرو انداخت لرزه براندام اهل مجلس افتاد. همه را یقین شد. همین که سر بر میدارد این مسخره را گردن زدن میفرماید. بعد از ساعتی از مسند برخاست درون محل تشریف برد و نزدیک باررخانه فرمود که دیگر این مسخره را در دیوان خاص نگذارند. در علم تصوف تصانیف عالی دارد. سوالهای دقیق نوشته. دیوان مختصر از و جمع شده. این چند بیت از وست

---

۵۱ ب: محمد داراشکوه قادری ۵۲ طوی معرب توی که لفظ ترکی ست بمعنی عروسی ۵۳ عبارت فحش ست لهذا حذف شده

هر خمِ پیچی که شد از تاب زلف یار شد — دام شد زنجیر شد تسبیح شد زنار شد
خاطر نقاش در تصویر حسنش جمع بود — چون بزلف او رسید آخر پریشانی کشید
بشکست دل آبله از گردش پایم — در کار من آنهم گرهی بود که وا شد
بقدر مال باشد سرگرانی — ز وزن زر فزاید بار دستار
بخیه بر خرقۀ فناکیشان — موج آبحیات را ماند
همه چیز تو خوب لیک این بد — که تو بسیار دیر می آئی
با دوست رسیدیم چو از خویش گذشتیم — از خویش گذشتن چه مبارک سفری بود

قادر[51]

نمیدانم که کیست و کجائیست یک بیت از و بگوش خورده ـ صاحب قدرت می نماید
از وست ؎

سر نوشتی نیست جز خجلت جبین ساده را — چین پیشانیست موج آبرو آزاده را

خانزمان[52] حاجی محمد جان قدسی

ملک الشعرای عصر شاهجهان سخنور صاحب قدرت بود ـ در قصیده گوئی و غزل پردازی ـ گوی بلاغت از اقران می ربود[53] ظفرنامۀ شاهجهان را باحسن وجوه و بدلخواه طرز فصاحت و بلاغت تمام ادا کرد ـ چون دید که نام عبدالله خان بهادر فیروز جنگ درین بحر گنجائش ندارد ـ باین حسن ادا ذکر وه ؎

نهنگی که از غایت احتشام — نگنجد به بحر از بزرگیش نام

و از آنجا که یمین الدوله آصفخان سلطان بولاقی پسر خسرو را برای مصلحت[54] بر سریر تدویر جلوس داده بیتی باین خوبی و رسائی گفته ؎

مدان عیب تزویر والاگهر — بود آب در[55] شیر گوهر هنر

چون فیل سفید از جای به تحفگی و غرائب بارگاه جهان پناه آمد بادشاه جم جاه بزر و زیور هزین نمـ

---

[51] و [52] ذکر هردو در نسخۀ (ج) نیست ـ در نسخۀ ۸: حسان زمان بجای خانزمان [53] ب: شعرهای قریباً شتی بسیار میگفت [54] ا: از سر تا تدویر ۸: بر سریر تدویر جلوس داده از کشمیر بلاهور آورده [55] ا: سیر ـ

خود بدولت وسعادت سوار شده۔ ملک الشعراء رباعی گذرانیده۔

بر فیل سفیدش که ببینا دگرنار   شد شیفته هر کس که نگاهی افگند
چون شاه جهان بر و برآمد گوی   خورشید شد از سپیدهٔ صبح بلند

بجائزهٔ لائق مفتخر و مباهی گشت مثنوی در تعریف کشمیر و صعوبت راه خوب گفته۔ وقتیکه بیگم[۵۱] صاحب از شمع سوخته بودند۔ رباعی گذرانید[۵۲] بیت آخرش اینست ؎

تا سر زده از شمع چنین بی ادبی   پروانه ز عشق شمع وا سوخته است

گویند با آن کمال ملک الشعرای روزی غزلی تازه گفته بود۔ پیش ملای مکتب داری خواند چون باین بیت رسید ؎

ساقی بصبوحی قدری پیشتر از صبح   برخیز که تا صبح شدن تاب ندارم

کودکی می شنید گفت صاحبا! اگر بجای قدری نفسی گفته شود برای صبح مناسبت تمام دارد۔ حاجی[۵۳] قبول کرد و در جودت طبع آن کودک حیران ماند۔

الحق جای حیرت نیست۔ همین طور ابو نواس شاعر عرب این بیت گفته بود بزبان عربی ؎

اَلَا فَاسْقِنِي خَمْرًا وَقُلْ لِي: "هِيَ الْخَمْرُ"   وَلَا تَسْقِنِي سِرًّا إِذَا أَمْكَنَ الْجَهْرُ[۵۴]

روزی گذرش بر مکتبی افتاد۔ کودکی گفت باستاد خود که میدانی ابو نواس از "قل لی هی الخمر" چه اراده کرده است۔ استاد گفت نمیدانم۔ گفت از گرفتن جام شراب چهار حواس متلذذ میشود باصره از دیدن۔ و ذائقه از چشیدن۔ و شامه از بوئیدن۔ و لامسه از گرفتن۔ باقی ماند سامعه از گفتن که این شراب است سامعه نیز لذت یاب میگردد۔ ابو نواس گفت بخدا ای پسر معنی از کلام من بر آوردی که من هرگز قصد نکرده ام۔

این چند بیت از زادهای طبع اوست ؎

اول شب میکشد مفلس چراغ خویش را   زود به کردم من بی صبر داغ خویش را

---

۵۱ ب: نواب علیه عالیه بیگم صاحب ۵۲ ب: پنج هزار صله یافت ۵۳ ب: حاجی آفرین و تحسین کرد و نفسی را بجای قد نوشت و گفت ؎   گاه باشد که کودک نادان   بغلط بر هدف زند تیری

۵۴ برای شعر ابو نواس رجوع شود به اخبار ابو نواس ص ۱۴۲ مطبوعه مصر ۱۹۲۴ء مرتبه ابن منظور مصری۔

بازم نشسته تا مژه در دل نگاه کیست　　روزم سیاه کرده چشم سیاه کیست
دل دادن و سخن نشنیدن گناه من　　دل بردن و نگاه نکردن گناه کیست .

جوانی رفت و داغی ماند در دل یادگار از وی　　چو آن سرخی که بر ناخن پس از رنگ حنا ماند
اگر دستم رسد روزی بجیب زاهد خودبین　　چو شمع آرم برون یکدسته زنار از گریبانش
باین قدر که ببالین من نهی قدمی　　مترس هیچ کست مهربان نخواهد گفت
عیش این باغ باندازهٔ یک تنگدل است　　کاش گل غنچه شود تا دل ما بگشاید
نگذاشت بخواب عدمم شیون بلبل　　گل ریخته بودند مگر بر سر خاکم[۵۱]
درچنین فصلی که بلبل مست و گلشن پر گلست　　گر همه پیمانهٔ عمر است خالی خوب نیست
کجا تاب آورد پیش سرشک دیده فرسایم　　دو انار ریشه چون شمع مژگان تا کف پایم
چو غنچهٔ گل صد برگ آسمان دو رنگ　　بصد برهنه دهد یک قبا و آن هم تنگ
من آن نیم که کنم سرکشی ز تیغ جفا　　چو شمع زنده سر خویش دیده ام در پا
بلاست هجر عزیزان اگرچه مردم چشم　　ز هم بقدر یک انگشت راه خانه جداست
سخن بس بعالم پناه سخنور　　صدف را بود مهرهٔ پشت گوهر

رباعی

دنیا معشوق عاشق دین نشود　　شیدائی آن شیفتهٔ این نشود
با دل عارف نشود جلوهٔ دهر　　آئینه ز عکس کوه سنگین نشود

هر کس که سخن ز قدر و مقدار کند　　کی حالت خود توانا اظهار کند
خواهی هنرت عیان شود پستی جو　　شمشیر[۵۲] فرود آید و کار کند
هر کس که کمال خواهد اظهار کند　　فکر یاران نیک کردار کند
گردد هنرت بسعی احباب عیان　　شمشیر بزور دستها کار کند

---

۵۱ اینجا نسخه (ب) اشعار ذیل نیز دارد :—

عمریست که در پای خم افتاده خرابیم　　همسایهٔ دیوار بدیوار شرابیم
دریا کشیم روز بروز از هوای تو　　آخر هوائی سرو تو ما را نهال کرد

۵۲ ب : شمشیر فرود آمده هم کار کند—

قاسم[1] دیوانه مشهدی

از شاگردان رشید مرزا صائب است[2] تازه گوی بلند خیال نازک بند معنی یاب بوده۔ در هند نیامده امّا اشعارش در سخنوران اشتهار تمام دارد این چند بیت ازوست۔ رقمی شد ~

بکیست حسن بصد جلوه از نقاب چکید — رگ چراغ ز دم خون آفتاب چکید
شبکی[3] بکنج خلوت اگرم دهی اجازت — بهمکم چنان لبت را که در و سخن نماند
هست چون اجزای عالم ذرّهٔ یک آفتاب — آتشین بر هر چه افشانی چراغی کشته
نمیدانم که از ذوق کدامین داغ او سوزم — بآن پروانه مانم که افتد در چراغانی
میروی مستانه بر خاکم نمیدانی که من — در کفن همچو کبابی در نمک خوابیده ام
ز ویرانی بود بام و در کاشانه ما را — زمین چون نقش پا دیوار باشد خانهٔ ما را
کس بادیهٔ عشق بپایان نرسانده است — چندانکه نظر کار کند یک رم آهوست
ندارم باک از موج خطر با دوست پیوستم — غریق آب حیوان را غم مردن نمی باشد
برت عاشق چو مضمون در پیام خود نهان آید — دری چون نامه ام بانگ شکست استخوان آید
خونریز ستم چو یار من شد — گل حلق بر بادهٔ چمن[4] شد

قاسم خان

همزلف[5] جهانگیر شاه طبع رسا داشت ازوست ~

بعد ازین در عوض اشک دل آید بیرون — آب چون کم شود از چشمه گل آید بیرون
عشق آمد پی دل بردن و در سینه نیافت — دزد از خانهٔ مفلس خجل آید بیرون
چنان یارم بجدائی که بعد ازین هرگز — بخنده نیز لب از هم گر جدا نکنم
مردم[6] ز رشک چند به بینم که جام می — لب بر لبت گذارد و قالب تهی کند
هر که در مجلس ما باده ننوشد قاسم — گر همان مردم چشم است برون باید کرد

---

[1] ج: محمد قاسم مشهدی [2] ب: بسیار زیاده گو و خوش فکر۔ [3] من و تو نشسته تنها اگرم دهی اجازت [4] (ج) این بیت نیز دارد ~
طفلم آندم که تن پیرهن جان پوشید — شیر یادر کفنی بود که پنهان پوشید
[5] ب: شوهر منیژه خانم که خواهر نور جهان بیگم بود۔ طبع موزون داشت۔ در عصر جهانگیری کوس سخن میزد [6] در نسخه ب این بیت بنام قانع نوشته است۔

روزی بادشاه آب خالص و خاصه طلبید۔ در پیالۂ گلی بغایت نازک آوردند۔ همین که بدست گرفت از جنبش آب شکست۔ بادشاه بدیهه این مصرعه فرمود ع

کاسه نازک بود آب آرام نتوانست کرد

قاسم خان پیش مصرعه رساند ع

دید حالم را و چشمش ضبط اشک خود نکرد

قانع

بر حقیقت حال او کماهی اطلاعی نیست۔ بیک بیت او قانعیم۔ از وست ؎

چون مردمک چشم تو در عالم نیست　　　چرخی که خدنگ غمزه را تیز کند

محمد یوسف قدیم[۱۵۱]

عم زادهٔ مرزا مائل۔ طبع درست داشت۔ در عین جوانی گذشت۔ از وست ؎

یک نفس گر شاد گشتم عالمی غمناک شد　　　خنده ام چون برق چاک سینۂ افلاک شد[۹۳]

استاد سخنوران ابوطالب کلیم[*]

شاعر عمدۂ پای تخت۔ صاحب قدرت معنی یاب در فنون انواع سخن سنجی طاق و در جمع کمالات نکته وری شهرهٔ آفاق بود ظفرنامه شاهجهانی را با داهای رنگین نظم نموده در تعریف اکبرآباد و قحط دکن و صعوبت راه کشمیر وغیره مثنویهای دلکش دارد۔ دیوانی پر مضامین ترتیب داده در گفتن اشعار فرمائشی قدرت تمام داشت۔ برائی تخت مرصع و سپر و شمشیر و قلمدان خاصه با مقطع شعرهای مناسب هر چیز گفته۔ بر همه اشیای سرکار بادشاهی اشعار او کنده و نوشته اند۔ و قتیکه

۱۵۱: محمد یوسف قابل۔ ب: میرزا محمد شریف قدیم ۹۲ پسر عم مرزا قطب الدین مائل۔ جوان قابل بود و قدیم تخلص می نمود۔ فکر مثنوی داشت عمرش وفا نکرد ۹۳ ب: فقیر نیز برائی خاطر مطلع گفته ؎

در لباس فقر دل زآلودگیها پاک شد　　　خرقۂ پر بخیۂ ما کیسهٔ دلاک شد

*: اینجا در نسخه (ا) شاعر ذیل مذکور است۔ ذکرش در دیگر نسخه ها نیست۔

عبدالقادر خان خلف وزیر خان عالمگیر شاهی۔ قادر تخلص میکرد۔ خوش فکر بست۔ از وست ؎

از هجوم میکشان بر شیشه می لرزد دلم　　　جا بمینا تنگ گر باشد در آغوشم گذار

کہ خوندکار روم در تہنیت نامہ جلوس والا تحریر نمود کہ شما خود را شاہجہان لقب کردہ اید۔ اگر ملک ما وایران و توران وغیرہ داخل جہانست شما پادشاہی آنجا ندارید۔ بہترین نامہا نزد خدا عبد اللّٰہ وعبد الرّحمٰن وعبد الرّحیم است۔ ازین اسماء اختیار کنند۔ بادشاہ بعد مطالعہ در فکری شدہ باآصف خان یمین الدولہ مصلحت کردند کہ باید این لقب خطاب را تغیّر داد۔ کلیم خبر یافتہ قصیدۂ درمدح گذرانید و این مضمون را باین بیت جواب داد۔ از وست ؎

ہند و جہان ز روئی عدد چون برابر است | بر شہ خطاب شاہجہان زان مقرّر است

بادشاہ خوشوقت شد وہمین بیت را در جواب نوشتند۔ وکلیم را بزر سنجیدند۔ چون خان جہان لودھی کہ سابق پیرا نام داشت باغی شد و بدریا خان روہیلہ پیوست۔ دریا بسبب اعانت او بدست افواج قاہرہ کشتہ شد۔ بعد ازان پیرا نیز بقتل رسید۔ رباعی گذرانید بجائزۂ لائق سرفراز گشت۔

رباعی
این مژدۂ فتح پی بہ پی چہ زیبا بود | این کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود
از کشتن دریا سر پیرا ہم رفت | گویا سر او حباب این دریا بود

چون سر پیرا و دریا و دو پسران رشید او یکجا بدرگاہ آمد چار[۱] تاریخ گذرانید بصلات بادشاہانہ مفتخر گشت۔ گویند در اوائل جلوس کہ رایات عالیات بہ تسخیر قلاع دکن متوجہ بود در یکسال چہل قلعہ بتصرف در آمد این رباعی گذرانید۔ از وست ؎

شاہا بخت کہ نور[۲] اقبال گرفت | تیغت ز عدو ملک وزر و مال گرفت
چل قلعہ بیک سال گرفتی کہ یکی | شاہان نتوانند بچل سال گرفت

اگرچہ دیوانش مشہور است۔ امّا چند بیت نوشتہ میشود ؎

بود آرایش معشوق حال درہم عاشق | سیہ روزی مجنون سرمہ باشد چشم لیلی را
نیست سامانی بغیر از رخنہ در کاشانہ ام | گر برنگ ام ماہی آب وارد دانہ نیست
غرق وصال آگہ ز آسیب چشم بد نیست | تا دام بہ نسبت[۳] آمد ماہی خبر ندارد
نجات غرقۂ بحر تعلّق آسان نیست | مگر بہ تختۂ[۴] تابوت بر کنارا فتد

۱؎ ب: چار سہ تاریخ وقت او گفتہ گذرانید۔ ۲؎ ب: کشور اقبال ۳؎ ب: نیاید ۴؎ ب: ز تختہ۔

نیست یکشب که سر شکم گل بستر نشود — تار در[۵۱] پیرهنم رشته گوهر نشود

ابر تا برخاست یاران باده در ساغر کنید — چشم اختر تا نمی بیند دماغی تر کنید

ستم ظاهر او لطف نهانی دارد — صید را میکشد آنشوخ که لاغر نشود

سیاه غمزه ات را در هزیمت فتح میباشد — شکست افتاد در[۵۲] دلها چو برگردید مژگانت

سر بسر دلهای آگه دانه یک سبحه اند — آنچه ما را در دل است از همدگر مستور نیست

مرگ تلخ[۵۳] و زندگی هم سر بسر درد سر است — پشت و روی کار عالم هیچ یک دلخواه نیست

در کشمیر گوشه گیر شده بود همانجا ودیعت حیات سپرده - ملا طاهر غنی تاریخ وفاتش چنان یافته ع

طور معنی بود روشن از کلیم

در کشمیر جنت نظیر بهشت نصیبش شد - مرزا محمد علی ماهر نقل میکرد که عجب مرد خلیق خوش محاوره بود - هر که در صحبتش می رسید فیضیاب می شد و محظوظ بر میخاست -

خواجه کلان

بزرگیش[۵۴] از کلامش پیداست - ازوست ؎

منع بی تابی و بیطاقتی و جامه دری — ناتوانی چه قدر کرد که زنجیر کند

شیخ سعدالله گلشن

طبعی[۵۵] درست دارد - مدتی پیش فقیر مشق کرده - جنونی هم سا داره - از دارالخلافه بر آمده الحال در گجرات بسر میبرد - آخر[۵۶] بصحبت مرزا بیدل هم جنسیت او را کشید ؎

بدل شوخی نفس در دیده طغیان میکند نازش — پری در شیشه پنهان گشت نیرنگست پردازش

گشتم شهید تیغ تغافل کشیدنت — جانم ز دست برد غزالانه دیدنت

حیرت بهار گلشن نظاره خودم[۵۷] — آیینه خانه دل صد پاره خودم[۵۸]

زشوق مهر[۵۹] رخسار که چشم گریه پیرا شد — چو گوهر در گره هر اشک من دارد سحرگاهی

---

۵۱ ب: از ۵۲ ب: بر ۵۳ ب: سخت ۵۴ ب: معلوم نیست که کجا بود و که بود - یک بیت از وشنیده ام
۵۵ ب: جوانی آزاد طبع و صاحب فکر است - هفت هشت سال پیش فقیر مشق کرده ۵۶ لا: آخر بصحبت
مرزا اسدا حسبند - بهم با کشش ۵۷ و ۵۸ ب: خود هم ۵۹ رخسار ها -

روزی یک مصرعه گفته آورد ع

بیک پیمانه چون یاقوت دارم آب و آتش را

فقیر[1] پیش مصرعه رسانید ع

سرخوش — زبس با نرم خوئی رام کردم طبع سرکش را

عبد الرحیم کم گو کشمیری

چندگاه پیش فقیر شعر میگذرانید۔ فکری درست داشت[2] بطرف دکن رفت۔ همانجا درگذشت از وست ؎

بهار آمد ز جوش لاله دارد کوه دیدنها — شرر خارا شگافی میکند از دل طپیدنها
ما خراب[3] رنجش بیجای او گردیده ایم — گر برافشاند غبار از دل شود تعمیر ما
گرفته زخم دلم در دهن خدنگ ترا — بلذتی که مکد طفل شیرخوار انگشت
ز زنجیری که عشق انداخت در پای من ای قمری — فتاد آخر ترا هم حلقه در گردن ای قمری
مگر سرو مرا دیدی که از دیوانگی بر تن — ز بال و پر ترا صد پاره شد پیراهن ای قمری

لامع

بر حقیقت حال او اطلاعی نیست اما اینقدر معلوم میشود که تازه گوئی معنی یاب است۔

از وست ؎

ای سپند برق جدت شبنم گلزارها — دست و پا گم کرده سر قدرت رفتارها
در بهارستان حمدت بلبلان قدس را — بوی گل خیزد بجای ناله از منقارها
دهد گر آب و رنگ از گفتگو یاقوت خندان را — گریبان چاک همچون گل کند لعل بدخشان را
شود گرد دشت پیمانه مجنون سودا بیت — بفریاد آورد مانند نی شاخ غزالان را
گذشتی بر مزارم شورشی انداختی رفتی — کف خاکم مرا صحرای محشر ساختی رفتی[4]

---

[1] ب: گفت که پیش مصرعه این از من نمی رسد پیش شاعران دیگر مثل میرزا بیدل وغیره خوانده ام کسی نرسانده فقیر بدیهه گفت

[2] ب: درصدد تربیتش بودم که قسمت او را بطرف دکن برد [3] ب: خراب از [4] نسخه ب شعر ذیل نیز دارد:—

چه خوش باشد که گرد آشنا باهم بر دوشی — رسا همچو کمان و حلقه آغوشی با آغوشی

خلاصۂ دودمان مرتضوی میرزا معز الدین محمد موسوی[1]

در[2] خوش خیالی و معنی طرازی و شعرفهمی و انشاپردازی نظیر نداشت۔ در حدّت طبع و دقّت آفرینی و علم معقولات بی بدل بود۔ باین فضل و کمال از ملک ایران کم کسی برخاسته باشد چنانکه خود گوید ؎

من مرغ خوش ترانۂ باغ فضیلتم　　طبع مرا بزمزمۂ شاعری چه کار

درین بیت مرزا صائب که در تعریف عمارت گفته ؎

صائب　چون لباس غنچه تنگی میکند بر دوش گل　　بر شکوه این عمارت پرنیانِ آسمان

روبروی او در پیش مصرعہ دخل بجا کرد و نادرست وانمود۔ صائب تاتّل بسیار برسقم این بیت مطلع شد و قائل گشت. فقیر چنین درست کرده برخواند فرمود که حالا درست شد ؎

چون لباس غنچۂ ناشگفته تنگی میکند　　بر شکوه این عمارت پرنیانِ آسمان

روزی عزیزی در مجلس او این بیت برخواند ؎

ز تیره بختیِ خود آنزمان شدم آگاه　　که مادرم سرپستان خویش کرد سیاه

گفت معنی تازه است۔ خوبتر ازین باید بست۔ خود فکر کرده خوب تر ازان بست ؎

این تیرگی ز روز ازل داشت کوکبم　　مادر نزاده ام سرپستان سیاه کرد

جواب این بیت مرزا طاہر وحید خوب گفته۔ خود نیز ازین محظوظ میشد۔ هر دو نوشته میشود ؎

وحید　هر گل بیاد شمع تو بالی گشوده است　　خاکسترم چمن شد و پروانه ام هنوز

معز　شد گرد باد دامن صحرا غبارِ من　　بر باد رفت خاکم و دیوانه ام هنوز

روزی این بیت عزیزی را خواند ؎

بچه اندیشه ام از خاطر ناشاد روی　　چه بخاطر گذرانم که تو از یاد روی

بفقیر فرمود که بیا تا طرح کنیم۔ بدیهه گفت ؎

میر معز　آنچنان نیَ که چو از حادثه برباد روی　　حسن معنی نگذارد که تو از یاد روی

---

[1] ب : خلاصۂ دودمان مصطفوی۔ نقادۂ خاندان مرتضوی۔ سیا۔ پاک گوهر عالی نسب میر معز الدین محمد موسوی

[2] ب : از اولاد امام ضامن ثامن موسی الرضا بوده ۔

فقیر نیز بدیهه رسانده

سرخوش   خویش را خاک رهی سازی و برباد روی   باز دانست که بر تخت روان شاد روی

روزی این بیت ناصر علی در میان آورده

علی   ز جوش باده دُرد ته نشین بالانشین گردد   ز موج خنده تبسم خط برون آید از ان لبها

خود بفکر تام فرموده

نگه بر نشتر[۵۱] بالیده می بارد ز مژگانش   سخن در برگ گل پیچیده می ریزد از ان لبها

فقیر سرخوش نیز لنگ لنگان رسیده

سرخوش   نظرها از لطافت بر رخش باران در آبست   سخن نقش نگین گشت از فرو رفتن در آن[۵۲] لبها

در حین ابدال غلغله این مطلع در شعرائی پایه تخت انداخت مطلع تازه

معز   هیچ کس آگاه ز شرح اشتیاق ما نشد   نامهٔ[۵۳] ما چون زبان لال هرگز وا نشد

سرخوش   هیچ دل از زینت دنیا نشاط افزا نشد   عقدهٔ کار کس از دندان گوهر وا نشد

همه[۵۴] عزیزان گفتند که کم از مطلع میر نیست. فقیر گفت تشبیه میر تازه و از من متعارف این قدر تفاوت هست. هرگاه[۵۵] فقیر بخدمتش وارد میشد درس علوم عربی موقوف میداشت و میگفت که با سرخوش صحبت تصوف و شعر تازه میداریم. و اکثر از راه مهربانی میفرمود که در هندستان شاعر دیدم.

۵۱: نشتر ۵۲ب: از آن ۵۳ب: نامهٔ من ۵۴ب: اکثر شعرای زمن مثل شیخ عبدالعزیز عزت تخلص و میر محمد زمان راسخ وغیره بجد میگفتند که تو با ز میر گفته ای من گفتم که میر را از من گفته شکرها میکردند و غورها می نمودند که آیا بچه سبب مطلع میر را از مطلع است میر هم شنیدم هیچ در نیافت. بعضی گفتند که چون هم از شاگردی میر میزند تواضعاً میگوید. آخر همه گفتند که با در میان آییم. یاری تو بیان کن. گفتم که تشبیه میر که نامهٔ پیچیده را بزبان لال داده تازه هست و از من متعارف هزار کس گوهر را بدندان دندان را بگوهر تشبیه داده. میر بسیار محظوظ شد و یاران نیز قبول کردند و گفتند زهی طبع منصف ۵۵ب: برین فقیر اینقدر مهربانی داشتند که در عین درس چون فقیر وارد میشد میفرمودند که کتابها بردارید که با سرخوش صحبت شعر و علم تصوف میداریم. و بر سر مقدمه انصاف میدادند و میفرمودند که قدرتی دارم که هیچکس در علم معقولات و تحقیق تصوف از من پیشی نتوانند گرفت ولیکن وقتی که حرف فنا در میان می آید من در میمانم زیرا که انکار میتوانم و نه اقرار. در احوال جمیع مشائخ خوانده ام که در ذات حق فانی میشوند. در ظاهر در میان خود و ایشان هیچ فرقی نمی یابم. هیچ من میخورند و می آشامند. ایشان چه قسم فانی گشته اند و من نیستم. فقیر بمخدمت یار وی گفت سبحان الله

چشم باز و گوش باز و این ذکا   خیره ام در چشم بندی خدا

صاحب عقل و شعور و افضال و کمالات. درین قدر معامله بوی پیداست.

غنی و ناصر علی و سرخوش - و در اوائل فطرت تخلص میکرد - و در آخرها موسوی مقرر کرده و ازین تخلص بسیار محظوظ بود[۵۱] - خطاب خانی هم بهمین تخلص گرفت[۵۲] - روزی گفت که "افضل اهل زمانه" تاریخ ولادت من است - موافق سنه هزار و پنجاه هجری - فقیر گفت تولد من هم درین سال است و نام من "افضل" این بمن عنایت فرمایند و برای خود فکر دیگر کنند[۵۳]

روزی شخصی به ایشان گفت مصرعه گفته ام پیش مصرعه شما رسانید ع

فانوس گرد باد شود بر چراغ ما

فرمودند سرخوش منبع اشعار تازه گویان است - از وی بپرسم اگر کسی نگفته باشد پیش مصرعه میرسانم چون بفقیر دوچار شدند و ذکر این مصرعه در میان آمد گفتم مطلع صائب است ؎

آشفتگی ز عقل پذیرد دماغ ما   فانوس گرد باد شود بر چراغ ما

روزی[۵۴] دو منصبدار خلعت پوشیده برای تسلیم حضور ایستاده اند - بمن فرمود که تحقیق کرده بیا که این هر دو را چه خدمت شده - آمده تحقیق کردم یکی را دیوانی برار مقرر گشته و دیگری را خلعت کدخدائی شده - رفته بمیر رساندم که یکی را خدمت در آر شد و دیگری را خدمت برار شده - میر خنده ها کرده تحسین نمود - این چند بیت از زادهای طبع شریفش بر سبیل مشتی نمونه خرواریست - از میر معز موسوی ؎

---

۵۱ ب: که ازین هم نسب من ظاهر است و هم حسب من ۵۲ ب: چون بپایه وزارت ممالک دکن دیوانی تن دهزاری منصب سرافراز گردیدند فقیر از شاهجهان آباد بعد تهنیت و مبارکباد رباعی نوشت - رباعی

ایام بکام دوستداران گشته   کار میر از سعو بسامان گشته

چیزی که بجا شده بعالم اینست   کان سید پاک موسوی خان گشته

۵۳ ب: خنده کرده گفت خوش باشد - روزی مطلعی گفته بخدمت گذرانیدم ؎

خانهٔ دهر تنگ بسیار است   پشت بام فلک هوادار است

بسیار تحسین فرمودند در پیش مصرع عبارت آخر بسته اند بسیار تنگ می یابد گفتم که صاحب بیت خود بسته اند آنرا چه علاج ؎

مبادا نامهٔ بینایم را تر کنی قاصد   درین مضمون نازک کرده ام بسیار مضمون را

شنیده خاموش باش تا ۵۴ عجب مشفق و مهربان بوده وقتی فقیر در لاهور بر زنی عاشق بود - چون کوچ رایات عالیات بجانب شاهجهان آباد شد بصد پریشانی ناچار همراه رکاب سعادت روانه شدم - روزی بخانه میر نشسته بودم ذکر آن معشوقه در میان آمد - مرا گریه با فغان روی داد - میر متأثر گشته رباعی بدیهه فرمود - رباعی

اشکی که مرا ز چشم نم دیده برفت   لخت دل من بود که غلطیده برفت

در هجر تو این نکته بمن شد معلوم   کز دل به رهت اشک چه بازدیده برفت

شدم خاک و هنوز از عشق او آتش بجان دارم   در آغوش کفن چیبی چو تب در استخوان دارم

سیه راه معصیتها شد پریشانی مرا   داشت عریانی نگه ز آلوده دامانی مرا

کار ما پیوسته در بند از کشاد ناخن است   عقده ما همچو گوهر خانه زاد ناخن است

ما طائر عشقیم و قفس بال و پر ماست   چون بوی گل چیده وطن همسفر ماست

عیب صاحب هنران جوش تنک ظرفی هاست   آب یاقوت چو زد جوش رگ یاقوت است

چو سوز عشق را کامل کنی عیبت هنر گردد   شود یاقوت هر سنگی که لبریز شرر گردد

عاجز شد از رفاقت ما رهنمون ما   اشنا و آب تیغ در وانست خون ما

بحر و کان را نارسا افتاد استعداد فیض   گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

شوقش به برقع از دل بیتاب کم نشد   این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

ندارد آفتی چون غنچه از صرصر چراغ من   برنگ لاله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتشم در ته پا بود ولی همچو سپند   گام اول نفسم سوخت ازین آه بپرس

مرد حق در عین دنیاداری از دنیا بریست   ملک در دست سلیمان نیست در انگشتریست

این[۵۲] سیه مستی مرا از باده خود پروریست   شیشه تا موج شکستن میزند[۵۳] بال پریست

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند   حسن گر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آیینه دار راز دلها میشود   چون بخود بالد خموشی نالها پیدا میشود

حسن شیرین کوهکن از نقش شیرین ظاهر است   کار چون نیکو بود خود کار فرما میشود

حق شناسی حیرت افزای دل آگاه شد   جاده بالید آنقدر بر خود که سد راه شد

حیرتم برقع کشای شاهد مقصود گشت   عقده دل عاقبت پیکان تیر آه شد

نهان نگذاشت افسون غمش در پرده ناموسی   پری در شیشه رسوا سوخت چون شمعی بفانوسی

شب از پروانه شرح انتهای شوق پرسیدم   کف خاکستری افشاند بر دامان فانوسی

در ملک دکن برحمت حق پیوست. بر جمیع سخنوران ماتم شد. میان ناصر علی این خبر شنید زار بگریست و ببین فقیر دلگیر درین مصیبت گذشت آنچه گذشت ع

---

۵۲ ج: موج ۵۲ ل: این سیه مست قرار ۵۳ ب: میبالد -

حیف دانا مردن وافسوس[۹۱] نادان زیستن

دو تاریخ وفات آن مرحوم این اخلاصمند یافته ؎

سرخوش   معز الدین محمد موسوی حیف   ز عالم سوی ملک معنوی رفت
کشید آه و بگفتا عقل تاریخ   معز الدین محمد موسوی رفت

؎   دریغا رخت هستی زین سرا بست   معز موسوی خان سخندان
ز حیرت جست[۹۲] دل تاریخ فوتش   خرد گفتا کجا شد موسوی خان

از برهمی هنگامهٔ سخن وکساد بازاری اشعار چه نگارم که این قطعه نشانهٔ حال است ؎

دریغا شعر رخت از دهر بربست   سخن با موسوی خان از جهان رفت
ز فوت راجه ایادل نغمه هم مرد   نشان عیش از هندوستان رفت
ز من باقیست سرخوش جوش عرفان   پس از من خواهد این هم از جهان رفت

آراسته[۹۳] باطن و ظاهر میرزا محمد علی ماهر

استاد همه دان پخته کار انسان صاحبدل کامل عیار بوده با کلیم وقدسی و میر یحیی وغیرهم از شعرای عصر جهانگیری تا نازک خیالان عهد عالمگیری صحبت داشته[۹۴]. فقر اختیاری باستقلال داشت تا در جهان بود در فکر سخن بود برای بعض پیش مصرع ششماه و هفت ماه فکر میکرد چنانچه برای این مصرع

انتقام پدر از خصم پسر میگیرد

در ششماه مصرع رسانده ع

حاسد اهل سخن داغ ز حسن سخن است

دیوانی ضخیم و مثنویهای رنگین دارد. نثر مثل ظهوری پرمضامین تازه نگاشته گل اورنگ

---

۹۱ ب: صاحیف نادان زیستن ۹۲ ب: خواست ۹۳ ب: واقف اسرار باطن و ظاهر ۹۴ د: پیش دارا شکوه مریان شده بود چنانچه فرموده بیت   کرده بارادت انتخابم   بخشید مرید خان خطابم
بعد نوکری دارا شکوه ترک علائق دنیوی نموده گوشه عزلت اختیار کرده دیگر کمر نه بست. روزی فقیر گفت که اب دانشمند خان میر بخشی و همت خان بخشی تن هر دو بحال شما مهربان چرا منصب مقبول نمی گیرید. خنده کرده گفت به ترک دنیا مشهور گشته ام دم از فقیری می زنم. اگر الحال باز رغبت بدنیا نمایم مثل من با آن زن هندو ماند که با شوهر مرده برای سوختن آمده باشد حرق آتش سوزان زیده خواهد که بگریزد حلال خوران سرش شکسته بسوزانند.

در مدح شاه اورنگ زیب گل سرسبد فکرهای اوست چند فقره ازان گلدستۀ معانی ایراد می یابد۔
"در عهد صبی بمقتضای سن اگر ببازی گنجفه دست کشادی شمشیر سروا کردی و زر سرخ و سفید گنج دادی تا از مرکب ساز سرکارش نام سیاهی بادام شنیده بادام چون پستۀ خندان در پوست نگنجید"

ماهر ؎ آرد از بهر مشق شاه مدام چشم خوبان سیاهی بادام

در عهد خوش نویسی اش از بسکه یاقوت را مناسبتی بقطعه نویسی نمی بیند۔ محرران دفتر همایونش یاقوت را قطعه نمی نویسند" از تمام نثر ملا منیر لاهوری همین فقره انتخاب نموده "خواجه ریحان که با خواجه سنبل نسبت هم زلفی داشت" میگفت و دیگر همین تالیف است۔ و از ساقی نامۀ من یک قطعه در نعت و یک بیت در بهاریه تازه برآورده بود که این نصیبه تست۔ قطعه مثنوی ساقی نامه سرخوش ؎

شرابیکه پرداز د از ما سوی سزد ساقی آن رسول خدا
خرد از میش محو مطلق شود ز خود بی خبر آگه از حق شود
باین بی خودی او بود رهنمون کند آخرین جام مستی فزون

این معنی را در رباعی بسته ؎

احمد که چشم و چراغ ایام بود رونق افزای بزم اسلام بود
ز وگشت رسا نشۀ عرفان بکمال مستی افزون ز آخرین جام بود

من ساقی نامه از بهاریۀ سرخوش ؎

سر زلف وا کرده سنبل بناز شده از مریدان گیسو دراز

مثنوی جامع نشاتین در زمین تحفة العراقین گفته بود۔ افتتاح کلام از بهاریه کرده مطلعی برای آن میخواست حسب المدعا دست نمیداد۔ فقیر گفته بنظر گذرانید ؎

سرخوش ای بر سر نامۀ گل زنامت باران بهار رشحه جامت

او برای ساقی نامۀ فقیر مطلعی گفته عنایت فرمود ؎

ماهر بود نامۀ نقش بخش ادا که بر سر کشد جام حمد خدا

مثنوی در مدح بیگم صاحب گفته بمعرفت نادر عنایت خان آشنا فرستاد بیگم صاحب بعد مطالعه برین بیت محظوظ شدند ؎

ماهر   بذات او صفات کردگار است   که خود پنهان و فیضش آشکار است

پانصد روپیه صله عطا فرمود۔ باعتقاد فقیر هیچ نداد۔ بایستی بدین بیت او را بزر می سنجید۔ پایه طرح بالاتر ازین چه باشد۔ فقیر در جوانی مدتی شعر در خدمتش گذرانیده و اصلاح گرفته۔ سلامت نفس و شکستگی و گذشتگی بحدی داشت که روزی بخانه مرزا قطب الدین مائل مجلس شعرخوانی گرم بود۔ حکیم صاحب و ملا محمد سعید اشرف و غیاث الدین منصور فکرت باهم صحبت داشتند بفقیر تکلیف شعر خواندن کردند این مطلع تازه گفته بودم خواندم ؎

سرخوش   کی تواند و بد زاهد جام صهبا بشکند   سپهر در چشم حبابی گر بدریا بشکند

همه صاحب سخنان زبان آفرین و تحسین کشودند۔ و حکیم صاحب تا نصف شب این مطلع بر زبان داشت و میگفت سبحان الله در هند مردی پیدا شود که چنین شعر میگوید۔ روز دیگر در خانه دانشمند خان بشاه ماهر دوچار شد۔ گفت دیروز سرخوش شاگرد شما مارا محظوظ کرد۔ بسیار صاحب تلاش و خوش فکر است۔ بارک الله خوب تربیت کرده اید۔ شاه گفت او کی شاگرد من است۔ ما باهم یاریم پیش یکدیگر شعر میگذرانیم۔ حکیم گفت که او نیز میگفت که من شاگرد شاه ماهرم۔ فرمود که از راه بزرگ زادگی خود تواضعاً میگفته باشد والا من کی لیاقت استادی او دارم۔ چون فقیر بخدمتش رفت فرمود که شما چرا گفته اید که من شاگرد ماهرم۔ این برای شما خوب نیست و مرا خود چه مضائقه بلکه فخر است که چون تو شاگرد داشته باشم۔ جمعی بلند فکر نیز هستند که مرا و شعر مرا در نظر نمی آرند۔ شاگرد مرا در چشم ایشان چه قدر و منزلت خواهد بود۔ شعرا شاگرد خدایند۔

برادر کلان فقیر خیر الدین محمد طبعی موزون داشت عجزی تخلص میکرد۔ شعر بطرز قدما میگفت فقیر در خدمت او تربیت می یافت در سن هشت و نه سالگی روزی براهی میرفت خواجه سرای خوش رویی دید که بر بالای چاه زنخدان خالی داشت۔ این معنی بخاطر آورده مطلعی گفته ؎

بر زنخدان تو خال سیهی افتاده است   همچو دلویست که بالای چهی افتاده است

پیش برادر خود خواندم محظوظ شد و مرا در بر کشید و به پیشانی بوسه داد۔ ازان روز در صدد اصلاح کار من شد۔ در سن یازده سالگی در قصبه کرانه دختر صاحب حسن رسن بازی را دیده این رباعی گفتم۔ رباعی

سرخوش   آن دلبر بوالعجب که ماه سیماست   بالای علم چو گل بشاخ رعناست

نی نی غلطم که آفتاب محشر   یک نیزه بر آمد و قیامت برپاست

غلغلهٔ این رباعی در تمام میان دوآب افتاد و قاضی پیر محمد راهی و غیره سخنوران که در آن گل زمین بودند پیش پدر فقیر آمده گفتند که این پسر چیزی میشود از حال این غافل مباشید. در مشق چندمدت کار از اصلاح برادر گذشت. ملا بیخود هر انجه مدت مرزا محمد علی ماهر برد صحبت بایشان موافق افتاد. همیشه شعر گفته بخدمت میگذرانیدیم و اصلاح میگرفتیم. بمیان ناصر علی اکثر میفرمود که در کار طبع این جوان حیرانم هر گاه می آید معنی های تازه می آرد. از کجا می یابد.

برهمن پسری مقبول فکر سخن میکرد. روزی پیش نواب سعدالله خان این بیت از زادهای طبع خود برخواند از وست ؎

زمیدان سخن گوی سبق برد   برهمن زاده از دو برهمن

نواب خنده کرد. درین اثنا مرزا محمد علی ماهر رسید. فرمود که بشنوید برهمن زاده از دو برهمن چه میگوید. باز برخواند. میرزا گفت از صلابت نواب عبارت را منقلب کرد. ظاهراً چنین گفته باشد ؎

براهمن زاده گوی سبق برد   زمیدان سخن از دو برهمن

برهمن یکی از هندوان پیشتر بود و دیگری چندربهان تخلص میکرد.

گویا و جویا دو برادر بودند. در کشمیر روزی بشاه ماهر گفتند که ماهر دو برادر تخلص[51] طالب کلیم را باهم چه قسم بخش کرده ایم. جویا طالب و گویا کلیم. شاه گفت معنیهایش را چه قسم باهم قسمت کردید.

فقیر تاریخ وفاتش را چنین یافته.

سرخوش   حیف از بزم جهان ماهر معنی طراز   مست بکنج وصال از قدح موت شد

سرخوش غمدیده چو جست سال وفاتش ز دل   گفت خرد آه آه ماهر ما فوت شد

این چند بیت از زادهای طبع اوست ؎

ماهر   چشمم چگونه دیدن رویت هوس کند   نظاره بر چراغ تو کار نفس کند

میکند معشوق از[52] پهلوی عاشق دلبری   از پر خود شمع را پروانه میسازد پری

---

۵۱ ب: نام و تخلص ۵۲ ب: در-

تا بدل گردیده‌ام خورسند عالم از من است — در قناعت مور از یک دانه صاحب خرمن است

بسکه در هجر تو چون نال قلم کاهیده‌ام — از تنم صد پیرهن بالیده[1] تر پیراهن است

سخن[2] گر عالم از حسن ادا گردید تسخیرش — خموشی لطفها دارد که نتوان کرد تقریرش

بسکه شه دل بستهٔ احوال ملک و لشکر است — نه زنگ بر آئینه داغی بر دل اسکندر است

آمد شد نفس که بر و شد مدار عمر — باشد دو اسپه تاختن شهسوار عمر

تنزّلش[3] چو ترقی باختیار مدان — که این نفس ز دون شخص وز کار بود

دو بار سوز داز انروغان بلند کشد — می دود آتشه در سوختن سپند کشد

حکیم رکنای مسیح

از امرای صاحب سخن عهد جهانگیری بود در معنی یابی ید بیضا داشت بسیار خوش فکر است

از وست

در من آمیخته از تو اثر پیدا نیست — همه شیر است درین کاسه شکر پیدا نیست

آنچنان با تو یکی گشت وجودم ای دوست — که ترا بی تو توان دید و بی من نتوان

تمام عمرم باشا هاده ساله گذشت — حباب وار مرا عمر در پیاله گذشت

روز اول کاندرین ویرانه بنهادم قدم — باز می بایست گشتن هر دیواری نداشت

همچون نگین که بهر نگین دان شدست خلق — اورا خدا برای کنار آفریده است

رباعی

آنانکه ز یکدگر جگر ریش تراند — قومی پسته جماعتی پیشتر اند

در غربت بیم مرگ تنهائی نیست — یاران عزیز آن طرف بیشتر اند

سعدالله[4] مسیحای پانی پتی

شاعر غرا از هم صحبتان شیدا بود. باهم اتحاد و یگانگی بسیار داشتند. چنانچه خود گفته

در من و شیدا نماند اندر حقیقت امتیاز — من به شیدا مانم و ماند بمن شیدائی من

قصهٔ[5] رام و سیتا از زبان هندی بنظم آورده در آنجا بیتی در نعت گفته که همه شعرا پسندیده اند

---

[1] ب: بالیدهٔ [2] و [3] این هر دو شعر از نسخهٔ ب افتاده است [4] ب: ملا سعدالله مسیح [5] روزمره اش اگرچه خام است موافق تازه گویان عراقی نیست اما بعضی معنی های تازه و غریب فکر کرده چنانچه در مدح شیرینی گفته

غذای نفس زهر فاقه زاده — غلط گفتم که نفسش هرزه زاده

مسیحا دل از عشق محمد ریش دارم رقابت با خدای خویش دارم

اگرچه این معنی ملا سحابی در رباعی بسته.

سحابی آنرا که خدا رقیب باشد چه کند

امّا این فصیح تر بسته. شاید توارد شده باشد. و یک بیت در تعریف عصمت سیتا گفته که جمیع خوشخیالان پشت دست گزیدنار[51]. و این یک بیت را به لک بیت سنجیده اند ۔

تنش را پیرهن عریان ندیده چو جان اندر تن و تن جان ندیده

روزی مرزا محمد علی ماهر این بیت را میخواند و تحسینها میکرد و میدانست که در نعت گفته. فرمود که کاش این همه اشعار که در تمام عمر گفته ام بآن هر و نصیب میشد و این یک بیت بمن میدادند. فقیر گفت که در تعریف عصمت سیتا گفته. شنیده بی اعتقاد شد. گفت عجب پست فطرت و دون همت بود. چه طور معنی را در چه محل فرود آورده[52] و یک بیت در محل فرو رفتن سیتا در زمین نیز گفته امّا خوب گفته ۔

مسیحا گریبان زمین شد ناگهان چاک در آمد همچو جان در قالب خاک

فقیر نیز در تعریف رسن بازی رباعی نوشته بود که بالاخره یافته[53]. در مرثیه امام حسین شهید همان معنی در رباعی و قصیده بسته. رباعی سرخوش

کردند چون کوفیان سوی شام روان بر نیزه سر حسین شاهِ دو جهان
لرزید فلک که شد قیامت برپا یک نیزه بر آمد آفتاب تابان

من اشعار مسیح ۔

در بزم عاشقان چو بر آرم ز سینه آه چه هیزمی که دود کند و ورم افگنند
گر از خراش دلم منکری به بین[54] بی رحم که پوست کنده سخن میکند او ناخن

۵۱ ب: هیچ یک قدرت ندارد که چنین تواند گفت ۵۲ ه: فقیر این معنی را در رباعی بسته گذرانید ۔

شرم آیینه دار است زبس جانان را پرساخته از گل حیا دامان را
عریان بدنش ندید پیراهن هم چون در تن جان و تن ندید جان را

نیز اشنیده گفت بارک الله این معنی را خوب مسلمان کردند ۵۳ د: همیشه پشیمان بود که چرا چنین معنی در مدح بزرگی بسته نشد. آخر برای مرثیه امام حسین توفیق یافته دوازده رباعی مثل دوازده غزل محتشم گفته در هر رباعی تلاشها کرده. وقتی که کوفیان سر مبارک امام بر نیزه روانه شام نمودند. در آنجا این طور بستم ۵۴ ب: به بین برحم ۔

بحکیم مقرب خان رباعی نوشته که بیت آخرش این است۔

مسیحا — برخوان عطای تو مسیحا محروم — چون صورت تصویر که باشد بخوان

ملا مفید بلخی

از خاک توران بهچو او معنی یاب صاحب تلاش برنخاسته. تازه فکر بود در اوایل جلوس عالمگیر شاهی در بلده ملتان بحضرت منان پیوست[51]۔ فقیر بعد از استماع این واقعه[52] تاریخ فوتش گفته۔

سرخوش — مرد ملا مفید در ملتان — این سخن چون بگوش سرخوش خورد
برکشید آه و سال تاریخش — گفت ملا مفید بلخی مرد

مفید — از رهائی مگو که چون طاؤس — پر و بالم بهر صیاد هست
زینت خانهٔ صیاد بود مرغ اسیر — از گرفتاری طاؤس قفس گلزار است
نگردد تا فغان من هم آواز گرفتاری — ز میل سرمهٔ صیاد مرا چوب قفس باشد

مرا شور محبت برد از جا — پر پرواز شد داغم چو طاؤس
بسکه پرشد ز سرمه چشمانش — شد رگ سنگ سرمه مژگانش
تکمه در پیرهن نمی گنجد — از هم آغوشی گریبانش

نالهٔ[53] من بهچو نی جانم بلب آورده بود — یاد چشم سرمه آلودش بفریادم رسید
زبسکه کرد پریشان غبار خط توام — نفس [illegible] نال[illegible] قلم گشت تار تار مرا
ز دست طالع ناساز خویش رسوا ام — سیاه بختی من بهچو مشک بو دارد

ملا معنی[54] کشمیری

گویند که بود هرچه از انگشت بر روی هوا مینوشتند در می یافت و جواب میداد۔ و یک بیت از و بخاطر است۔

صدای دل طپیدن از شکست رنگ می آید
زبان خامشی در پرده رسوا میکند مارا

---

[51] ب: فقیر صحبت او درنیافته اما بعد از استماع این واقعه تاریخ فوت او بطریق تعمیه گفته [52] د: باوجود عدم آشنائی
[53] ب: نالهٔ دل [54] ا: معی - ب: مغنی -

صالح بیگ ملهم

یک بیت از و بیاد است

جلوهٔ حسن تو شد دام گرفتاری مرا   موج رنگ گل بود زنجیر پای عندلیب

منی کلال

رواج سخنوری در عهد جهانگیر دیده این راهم سر شاعری پدید آمد۔ طبع موزون بهم رسانده دیوانی مختصر ترتیب داده۔ کلال و خدمتیه قومی اند که در باقی بادشاهان هند و امرای عظام بعهد ایشان مقرر است۔ غیر از چوبداری و اهتمام سواری قابل هیچ کار نیستند۔ جهانگیر شاه ایشان را اچندال یعنی بدترین مردم میخوانند[۱]۔ چندگاه در رکاب نواب معلی خدیو جهان نورجهان بیگم تردّدها کرده عرضی کرده که اگر بتقریبی ذکر سلیقهٔ موزونیت خانه زاد در پیشگاه خلافت جهانداری درمیان آید باعث ترقی احوال و افزونی عزت و اقبال من خواهد بود۔ بیگم صاحب وقت یافته عرض کرد که منی کلال هم شعر را خوب میگوید امیدوار است که بسمع مبارک رساند۔ بادشاه فرمود که الحال کار شعرا باینجا رسید که چندال بگوید۔ بیگم عرض نمود که خانه زاد است در حضرت تربیت یافته۔ حکم شد که بیارند۔ چون حاضر شد بشعرخوانی فرمان یافت بی تأمل برخواند

منی بگریه‌ی وارد ای نصیحت گر   کناره گیر که امروز روز طوفانست

بادشاه فرمود که من نگفته بودم که این را بشعر چه مناسبت اینجا هم رعایت اهتمام که پیشه او ست از دست نداده۔ دور کنید۔ بعد از مدتی در پی سواری بیگم صاحب دویده التماس کرد که یکبار دیگر اجازت شعرخوانی دریابم۔ بیگم باز بادشاه را برین آورد طلبیدند۔ حکم شد که چیزی بخوان۔ قضارا این بیت بخواند

من میروم و برق زنان شعلهٔ آهم   ای همنفسان دور شوید از سر راهم

بادشاه بخندید و فرمود که به بینید باز پیشهٔ خود را جلوه داده و رعایت نموده۔

منعم حکاک شیرازی

شاعر معنی سنج خوش تلاش بود مثنوی در تعریف اکبرآباد خوب گفته در خوردسالی فقیر پیش او

---

[۱] ب: شائسته [۲] ب: هزار و پانصدی منصب هم داشت۔

مشق میکرد۔ در اوائل جلوس عالمگیری ودیعت حیات سپرد۔ از وست

آنرا که زور بازوی کسب هنر بود　　دستش پر آبله صدف پر گهر بود

در خمارم روز و شب هرچند صهبا میکشم　　خشک لب چون ساحلم با آنکه دریا میکشم

می زخم[۱] رقص کنان بی دف و نی می آید　　دست بر دائره باش یار که می می آید

مشهور[۲]

بخوش فکری مشهور است۔ این دو بیت از وبگوش خورده

خدایا آرزو مطلب بکن[۳] حسرت نصیبان را　　مده دم سروی صبح وطن شام غریبان را

لبالب دار دامانی ز اشکم چون گل از شبنم　　مکن از خنده همچون غنچه ام پر گل گریبان را

میر معصوم کاشی

نیز تلاشی بوده یک بیت از وبگوش خورده

تو از سنجاب داری طوق و من از آهن ای قمری　　ببین سرو تو بی رحم است یا سرو من ای قمری

میرزا منعم[۴]

دو بیت او از بیاض میر معز نوشته آمد

از روی رحم گوش بفریاد ما بده　　والله[۵] کام خاطر ناشاد ما بده

ای آشنا بیا رچسان آشنا شدی　　این شیوه را بیا بخدا یاد ما بده

میرزا قطب الدین مائل

جوان خوش فکر و خوش نویس و قابل بود۔ از طالب علمی نیز بهره داشت۔ با حکیم صاحب و میر معز مصاحب بود[۶]۔ آخر کارش بجنون کشید۔ ترک منصب نموده در دار الخلافه شاهجهان آباد فروکش کرد۔ بیست و هفتم رمضان از سنه یکهزار و یکصد و هشت بعد از هفت روز از فوت میان ناصر علی درگذشت محمد عاکف "جعل جنت مثواه" تاریخ یافت۔ این چند بیت از وست

---

[۱] ب: بخم [۲] ج: مناسب۔ ب: مشهور شاعر خوش فکر ایران بوده این دو بیت او از بیاض میر معز موسوی خان انتخاب شده
[۳] ب: بکن [۴] ا: منعم [۵] ب: بالله که ج: والله که [۶] ب: و بر فقیر خود از قدیم مهربانی دارد۔

مرده ام اما بیاد همنوایان چمن   می طپد دل چون جرس در چنگل بازم هنوز
پاک طینت راز دنیا دوری در کار نیست   میتوان چون آب گوهر از سر گوهر گذشت
در کسوت محبت همه لق را پسندند   گر تو سیاه چشمی من هم سیاه روزم
بزم ما بر هم ز سنگ محتسب کی میشود   شیشهٔ ما چون عنب گر بشکند می می شود
بچشم تیره دلان روشنی غبار بود[1]   سحر بکلبهٔ شب سیل نو بهار بود
به بزم بی خلل میکشان خاموشی   دهان پر گله خمیازهٔ خمار بود
جوش زن ای نو بهاری تا همه مستان شویم   شور کن ای عندلیبی تا همه نالان شویم
هستی ما را قضا میدوخت کتانی قبا   جلوه کن ای مه لقای تا همه عریان شویم

مجدائی منصف

شاعر خوش کلام بوده - یک بیتش را فقیر ادعای دیده معنی کرده بسته بر دو نگاشته می آید -

خوی یار ما باعث آسودگی ماست   زنجیر در خانهٔ دیوانه جنونست
سر خوش   خوی یار باعث آسائش دیوانه شود   گرهٔ جبههٔ ما قفل در خانهٔ ماست

اخوند محمد باقر

یک[2] چند مناسب تخلص میکرد - آخر مشتاق قرار داد و در اوائل جلوس عالمگیری با فقیر همدم و هم صحبت بود - مرد کو کناری در محبت و یاری بسیار درست بود[3] - از وست ه

بخواب عدم راحتی داشتم   ازین خواب ما را که بیدار کرد
در تیره ابر طالع خود برق حیرتم[4]   بی گریه هیچگاه تبسم نمی کنم

ملا ملک قمی

در بیجا پور از اعیان آنجا بود - ظهوری ذکرش در ساقی نامه آورده است - از وست

ه   خونچکان است ملک تیغ جفا می ترسم
که بی اجر بدر خانهٔ قاتل برود

---

[1] ب: شود [2] ب: اخوند لسران همت خان [3] ب: شعر بسیار گفته [4] ج: حسرتم -

ملا مشرقی[1]

خوش فکر بود و خوش کلام ازین بیت فکرش روشن است ؎

ز کعبه آیم و ز تاک آیدم بخون نیابی — که از زیارت دلهای خسته می آید

نظیری نیشاپوری

گوی[2] فصاحت و بلاغت از اقران زمان می ربود سخن سنجان عصر جهانگیری او را استاد میدانستند با نواب خانخانان ارتباط تمام داشت۔ در همان عصر یک نظیری دیگر بهم رسیده هر دو برای تقرر تخلص باهم در آویختند۔ این گفت این تخلص را بگذار و آن میگفت تو تخلص دیگر پیدا کن۔ آخر قرار برین افتاد که نظیری نیشاپوری صاحب مال است ده هزار روپیه خود موافق عدد "یا" باین نظیری مفلس بدهد که او "یا" را دور کرده نظیر برای خود تخلص نگاهدارد[3] سبحان الله عجب زمانه و خوش عهدی بود که چنین معامله پیش می رفت۔ الحال اگر صد تا بر سر هم کشته شوند درمی بکس نانهند۔ از وست ؎

پرده بر داشته ام از غم پنهانی چند — بزبان میرود امروز گریبانی چند
کشته از بس بهم افتاد کفن نتوان یافت — فکر صحرای قیامت کن عریانی چند
بیتو دوشم در درازی از شب یلدا گذشت — آفتاب امروز چون برق از سرای ما گذشت
نیش خاری نیست کز خون شکاری سرخ نیست — آفتی بود آن شکار افکن کزین صحرا گذشت
جلوه اش بود از بس محو رخسارش شدم — ناله ام نشنید از بس گرم استغنا گذشت
عشق را کام بجز عهد رخ گلفام تو نیست — صبح امید شب وصل بر ایام تو نیست
محبت با دل غمدیده الفت بیشتر گیرد — چراغی را که دودی هست در سر زود در گیرد
آن وجه در گریه پند ما که با ما دشمن است — آنکه میگیرد شنا در را بدریا دشمن است

نادم گیلانی

بسیار خوشگو و صاحب تلاش بوده۔ حاجی محمد جان قدسی هر بیتش را بیک اشرفی[4] می خرید۔ من اشعاره ؎

گشت ز سیر گلستان شیفتگی فزون مرا — ناله عندلیب شد زمزمه جنون مرا
داغدلان عشق را سیر چمن غم آورد — لاله شگفته دیدم و شد جگر از درون مرا

۱؎ ج: مشرقی ۲؎ ب: تا اوائل جلوس جهانگیری بر گوید ۳؎ ب: هیجان کرد ۴؎ ب: اشرفی طلا۔

معشوق ما بمذهب هر کس برابر است — با ما شراب خورد و بزاهد نماز کرد

بیمار عشق را ز مداوا[۵۱] چه فائده — دارد لب تو فائده اما چه فائده

به پشت لب خط آن قبله را شمارا برو — چو رکن کعبه چهار است شاه چهار ابرو

درین بوستان خوارم از نارسائی — غریبم چو گل بر سر روستائی

زعکس رخم خاک هر کوچه زر شد — ترا کیسه خالی و من کیمیائی

دوگونه[۵۲] رنج (و) عذاب است جان مجنون را — بلای صحبت لیلی و فرقت لیلی

دلم در وصل از تاب رخ جانانه میسوزد — فروزد گر چراغ تیره بختان خانه میسوزد

هیچیتی در کفنی خواهم و کنج لحدی — غربتم کار گر افتاد شهیدان مددی

باغبان چیدن گل سخت عقوبت دارد — بلبلی در قفسی به که گلی در سبدی

خرقه کردم من او تکیه گه دولت ساخت — بسکندر بنمدی داد و بما هم نمدی

هر جام شگفته تر ز جام دگری — در دست تو باده آب دریای گل است

عالم تمام یک قفس از بلبلان تست — تا حلقه گشت زلف تو صیاد دام سوخت

ابوطالب کلیم بر پیش مصرعهٔ این بیت مصرع رسانا ره مطلعی ساخت ؎

آن شاخ گل که سینهٔ من گلستان اوست — عالم تمام یک قفس از بلبلان اوست[۵۳]

ناظم هروی

اُستاد خوش خیال و صاحب زبان بود مثنوی یوسف زلیخا بادا های رنگین گفته همه جا دروی

---

۵۱ ب: مسیحا ۵۲ این بیت از نسخه ب افتاده است ۵۳ این جا در نسخه ب لا: حالات میر نجات نوشته است - اما ذکرش در نسخه (ا) نیست - از ب نقل میشود-

میر نجات

درین عصر از تازه گویان خوش فکر و معنی یابان صاحب تلاش در ایران بود طبع سلیم و ذهن مستقیم و شهرت بالفعل غزلی ازو در بحر خفیف بر زبانها است ؎

شوخ بیداد کرده ایم ترا — مطلب استاد کرده ایم ترا
آنقدر ها که یاد ما نکنی — آنقدر یاد کرده ایم ترا
من غلام کسی که گفت نجات — ناکی آزاد کرده ایم ترا

روزی معشوق او جامهٔ زرد پوشیده بود بدیهه گفت ؎

چون با قبائی زرد قدش دلبری کند — آئینه را بهار گل جعفری کند

تلاشها کرده بهند نیامده - اشعارش شهرت دارد - من اشعاره ؎

آن بلبلم که هرگاه از دل کشم فغان را — از خون چو ساغری پر سازم آشیان را
گر لب نخم شهیدان خشک تر دور نیست — جوهر تیغ تو در زنجیر دارد آب را
در خانقاه وحدت ذکر مخالفت نیست — چون تار سبحه یک حرف از صد دهن برآید
همتم آزادگان را همعنان افتاده ام — سایهٔ سروم بپای راستان افتاده ام

محمد تقی بیگ انشا

صاحب[۱] طبع است دیوانی مختصر بطرز قدیم دارد - دو بیت از و بیاد است ؎

هرگز ثمر ندارد نهال بیان ما — باشد ز برگ بید زبان در دهان ما
چنان گداختی از عکس خویش آئینه را — که جوهرش چو خس از آب میتوان چیدن

ملا نوعی

در اوایل عهد جهانگیری فوت شد شاعر غرای اکبری بوده - مثنوی سوز و گداز بسیار بسوز و گداز گفته - وقتیکه هندو زنی با نعش شوهر برای سوختن می آید و پروانه وار قصد آتش میکند - این بیت دران وقت گفته ؎

نوعی — چنان مستانه بر آتش نظر کرد — که از بیتابیش آتش حذر کرد

این دو بیت از جملهٔ غزلهای او بالفعل بخاطر آمده - من اشعاره ؎

نوعی — بغنچه رابطه جوییم که در طبیعت عشق — گل شگفته به لهای بیغمان ماند
سوی‌اش چو روی پیشتر از دیده قدم نه — ور گامی از و دور شوی پای بپین باش ؛

---

[۱] مرد ایرانی است - در اجمیر متصل فقیر خیمه زده بود از بندهای همسفر همدگر را ندیدیم -
؛ در نسخهٔ مز (ه) بعد از نوعی ذکر نصرت و ندرت درج است که در دیگر نسخه ها نیست از (لا) اینجا نقل میشود -

دلاور خان نصرت

خلف دلاور خان مرحوم جوان بحسن خلق آراسته و با جمیع فضائل پیراسته فکرهای بلند و اندازهای رسا دارد غزلهای طرحی راغوب میگوید مشق پخته ساخته - منه -

میکشم بی او مئی نابی که میسوزد مرا — آتش افتاد در چنین آبی که میسوزد مرا

حکیم چند ندرت تخلص

پیش فقیر شعر میگذارند - طبع درست دارد - این ابیات از وست ؎

ای لاله ساخته گل حسن فرنگ را — ابری بود غبار خطت برق رنگ را

(باقی اگلے صفحہ پر)

ملاّ نازکی

فکرش خالی از نازکی نیست - من اشعاره ؎

نی گلاب است اینکه بر رخسار خوش میزنی — تا نسوزد عالمی آبی بر آتش میزنی

فقیر هم بیتی مناسب این معنی ادا کرده ؎

شعرش — بچشم مست ز گرمی گلاب می پاشد — بروی فتنهٔ خوابیده آب می پاشد

طالب نصیب

ازو نیز یک بیت نصیب شده[1] - من کلامه ؎

غبار خاطر افگشته ام از ناتوانیها — گر اندک قوتی میداشتم میرفتم از یادش

میر نجابت

برادر میر سیادت طبعی رسا داشت - جنونی بود[2] - از وست این دو بیت یادگار ؎

هم هنر بین گرچه هم عیب یاب گوهرم — چون نگاه جوهری غواص آب گوهرم

ما درین باغ نهال چمن تصویریم — هست در خانهٔ نقاش رگ و ریشهٔ ما

آقا محمد حسین ناجی

برادر محمد اسمعیل غافل در فن خط نسخ یاقوت ثانی است و در شکسته تعلیق خطش بکمال خط میرزا محمد حسین و اضع الاصل میگیرند در علوم ظاهری نیز دستی دارد و در انشا پردازی عدیم المثل است - مدتی در سرای شاه عالمگیر رفیق برادر بود - از انجا که پادشاهان بغرور سلطنت سیما چنین پادشاه صاحب کمال در هر فن از حرف خود نمیتوانند برگشت -

---

(بقیه نوٹ)

سوزد بخاک هم ز تب عشق تن مرا — چون صبح آتشی است نهان در کفن مرا

خار خار عشق باشد در دل دیوانها — جز خس و خاشاک نتوان یافت در ویرانها

شود گر جلوه در بزم می آن برق مشربها — بجا ماند ز حیرت جام چون تبخاله بر لبها

باندازِ شکار کیست چشم عشوه ساز او — که هم چون رشته دام است مژگان دراز او

ز بزم من برون چون آن بهار باغ جانم شد — چو شاخ گل گل افشان ز آتش دل استخوانم شد

ز جوش بیخودی گردید روشن راز پنهانم — بمحفل جرعهٔ می شعلهٔ شمع زبانم شد

ز تاب حسن چون آتش بجوش آمد دلم نا دیدنت — چو مینا باده ریز از شعلهٔ عشق استخوانم شد

[1] ب : معلوم نیست که بجا ئیست و که بود اما یک بیت او از انتخاب میر معز بنظر در آمده نوشته شد -

[2] ب : نمی دانم که کارش بکجا رسید - یکدو صحبت او را دیده بودم - این دو بیت از وست -

و او را نظر بر کمال خود تحمل بر غلط و سهو دشوار بود۔ خود مستغنی ازین کار گشته در اهل خدمت بندگی بجا می آورد۔ چنانچه روزی لفظ طیّار را بطای حطّی نوشته بود حضرت ظلّ الٰهی قلم زده بتای قرشت نوشته و بر زبان مبارک گذشت که اشرف خان عرض کرده است که این لفظ فارسی است و طای حطّی در فارسی نمی آید۔ او در جواب عرض کرد که اینهم کلّیه نیست۔ جهت رفع اشتباه۔ صد و شصت و طلا و اکثر الفاظ را بحروفی که در فارسی ممنوع عند مینویسند و اگر این لفظ فارسی باشد مخفّف خواهد بود که در یک کلمهٔ فارسی تشدید نیست۔ حکم شد که در درّاج و فرّخ و خرّم چه میگوئی۔ عرض کرد که درّاج عربیست۔ و خرّم معرّب و فرّخ دو کلمه است که ترکیب یافته فر بمعنی زینت و این قسم کلمات بسیار است مثل شپّر و شبّو و شبّار۔ حرف آخر کلمه اول و اول کلمهٔ آخر اگر از یک جنس یا قریب المخرج باشد مدغم میسازند یا تخفیف میدهند مثل اینکه در وضو کن به نیم من استنجا۔ ظاهر میشود که درین لفظ مصطلح توشکخانه است که جانور هرگاه از کریز بر می آید میگویند طیّار شد۔ بر زبان مبارک گذشت که فلانی بسیار تند و تلخ و نا قباحت فهم است۔ او باین سبب از خدمت استعفا نمود با هیچ یک امیری ملتجی نگردید در سنه چهل و پنج عالمگیری که رایات ظفر آیات به تسخیر قلاع دکن متوجه بود بالتماس تولیّت درگاه حضرت قطب الاقطاب یافته در کسب سعادت دنیوی و اخروی میکوشید۔ از منتخبات غزلیات او این چند بیت است ؎

چون خس فتاده ایم بگرداب اضطراب — چون رشته با تاره ایم در آغوش تابها
درغمت بیخودیِ گذشت گریبان گیرم — تا برم نام رفو پیرهن از یادم رفت
فتنه را نسبت بچشم می پرستش میدهم — نیم مستش دیده ام ساغر بدستش میدهم
سر کرد غمت بر لب دل تا زدم انگشت — خاری .... آمد رفتم .... برسانم

مثنوی[1] در شکایت روزگار گفته۔ این چند بیت ازان نیز قلمی میگردد ؎

فلک در چارهٔ آنکس هلاک است — که فکر چاکمانش سنگ خاکست
دهد افسر هر آنکس را که افسار — طپید از نام او چون نبض بیمار

---

[1] ذکر این مثنوی از بعض نسخه ها افتاده است۔

میانی را که با پژنگ خربست | کمرهای مرصع در کمر بست
سری کو از صدا افگار گشته | ز بالاتش همای کر گذشته
بجز خاک مذلت افسرش نه | بجز غم صندل دردسرش نه
چو دیدم اندرین نه طاق افلاک | بود چون گنجفه اوراق افلاک
قماشش کم غلامش بیشتر شد | بندرت نکتهٔ آن معتبر شد
زر سرخ و سفیدش خرج داده | بکف تیغ و بسر تاجش نهاده
بچنگ او برات شادمانی | همین میر و وزیرش کامرانی
چه میران کاندرین بازی شده خوار | ای کلوشان که حکمش سوخت ناچار (؟)
درین بازی هراسر واگرفته | تحکم نیست از غم جا گرفته
ز ضعفم زور برمن میر ساند | ندانم زیر دست که نشاند

از انجا که بایست خان معزالیه خواند. چند بیت در مدحش گفته این قطعه از انست ؎

شود گر امر لطفش سایه افگن | برای مزرع امید چون من
شود زان خشک سالیها گریزان | بود بالیدگی چندان که دهقان
بهنگام درو آمد هراسش | که ناید خوشهٔ پروین بداسش

بملاحظهٔ آن که خان نار گو تکلیفی کند. این چند بیت در عذر آن خواند ؎

ز همت دادن جهان در برمن | بود آسان ترا چیزی گرفتن
گرفتن آنچنانم هست مشکل | که نگذارم بگیرد از غمم دل
گرفتن بد بود چندان برایم | نگیرد شاید از سرمه صدایم

رباعی

خوش باش بناکامی و مقصد مطلب | بگذر ز طلب دولت سرمد مطلب
از صورت این لفظ بمعنی پی بر | یعنی مطلب زهر چه باشد مطلب

دل واشد و هر چه بود درمن دیدم | یک غنچه بهار کرد و گلشن دیدم
میپرد از اشتیاق بیخودی چشم حباب | وصل را دیدنی چو خانهٔ هستی خراب
بشکند از جور گردون گر نسوزد دل ز عشق | دانهٔ کز برق سالم جست رزق آسیاست

آمد بتی بجلوهٔ دل برق آب کن — ازین فرو نیامده پا در رکاب کن
مگر بخواب برویتو واشود چشم — خدا کند که بخواب آشنا شود چشم
برنگِ آهِ نومیدی بچرخ آهنگ کین دارم — چو ناوک گرچه دست کوتهی در آستین دارم
تا در آمد یار در آغوش از خود رفته ام — عمر ما چو برق قدر یک بغل واکرد نیست

در قصیده[1] منقبت معنی تازه ایجاد نموده ؎

بود یک سایه در دو گوهر پاک — جمک در جنبش بیان باشد ؎

باعتقاد فقیر بانی این معنی شیخ بهاء الدین بهائی در نعت بسته واین هر دو توفیق یافته اند ؎

بهاء الدین
مرا ز روی تعصب معاندی پرسید — پار رز روی چه معنی نداشت روح الله
جواب دادم و گفتم که او مبشر بود — باحمد عربی جمع خلق را ز الله
مبشر ازپی آنکو بشارت آرد زود — روا بود که دو منزل یکی کند در راه

ناطق[2]

کلامش بحسن کلامش ناطق است - خوشگو و معنی بند بوده - از وست ؎

دل دران زلف اگر راه نیابد غم نیست — گو بجا باش پریشانی ما هم کم نیست
جنونم نالهٔ زنجیر را افسانه میداند — دلم سرگشتگی را گردش پیمانه میداند
مفلس تر شحی ز تو نگر ندیده است — کس رشته را بآب گهر تر ندیده است
نازک تنان به نقش حصیر آشنا نیند — اوراق گل شکنجهٔ مسطر ندیده است

ملا نسبتی تهانیسری

شاعر پخته بود بطرز قدیم و بزبان هندی نیز شعر میگفت[3] نس بتی یعنی ماه تخلص میکرد - این چند بیت انتخابی از وست ؎

جدا ز ما دلِ ما را بزیر خاک کنید — باین ستم زده دریک مزار نتوان بود
هم ز دل وزدید صبر و هم دلِ دیوانه را — دزد ما با خانه میدزدد متاعِ خانه را

---

[1] در نسخهٔ ج: این قصیده به ملا نایم منسوب است [2] الف: ناظم [3] ب: نسبتی وران زبان تخلص میکرد - یعنی ماه - نس بزبان هندی شب را میگویند بتی ابروی شب که ماه است ع ؎ همچنین در همه نسخه ها -

چون پی دل برون آمد عقل را اول ربود　　دزد دانا میکشد اول چراغ خانه را

در پردهٔ خاک نغمه ها هست بسی　　آنگه شنوی که گوش بر خاک نهی

سینه روزن چه کنی چون ز برم خواهی رفت　　گر تو همسایه شوی رخنه بدیوار خوش است

نسبتی دل بدرد معتبر است　　لاله با داغ آبرو دارد[۵۱]

قاضی نوری

در عهد جهانگیر شاه بر مسند سخنوری متکی بوده - از وست ؎

چنان کز درد در آید اهل ماتم را عزا پرسی　　فغان از بلبلان برخاست چون من در چمن رفتم

بتاراج دل ما هر زمان ای غم چه می آئی　　متاع خانهٔ درویش غارت را نمی شاید

میرزا طاهر وحید

با[۵۲]صائب همسر بود و همعصر - هر بیتش ورد زبان سخنوران است و دیوانش محراب نماز معنی گستران - فکر هایش همه تلاشی و الفاظش مزین بخوش قماشی - چند گاه که از شغل خدمت بتقریبی معزول شده بود - بشاه جم جاه نوشته ؎

چون کمان حلقه بیکاریم با چندین هنر　　زور بازو دست ما را بر قفا پیچیده است

چند بیت از اشعار او که انتخابی خوشخیالان است نوشته میشود ؎

وحید　چنان کز سنگ و آهن آتش سوزان شود پیدا　　ز نی گر بر دو عالم را بهم جانان شود پیدا

ز فانوس گلی نتوان فروغ شمع را دیدن　　چو بنشیند غبار چشم نور جان شود پیدا

میبر دوا نه دل تر دو داکنی گردیده را　　خضر بیداری بود در خواب گم گردیده را

---

۵۱ ب: دارا شکوه یکمرتبه پیش خود طلبیده بود این دو بیت در جواب نوشت ؎

برون نیامده ام هیچگه ز خانهٔ خویش　　سفر چه داند عنقا ز آشیانهٔ خویش

نمی پرم به پر و بال عاریت چون تیر　　نشسته ام چون کمان در دو تنگ خانهٔ خویش

در نسخه (الف) این واقعه به قاضی نوری منسوب است ۵۲ ب: سر و سرگروه سخن پردازان زمان و قبلهٔ معنی طرازان میرزا طاهر وحید المشهور بواقعه نویس با میرزا صائب همسر و همعصر بوده - بهند نیامده درین (ایام) بمنصب وزارت شاه سلیمان والی ایران سربلند و سرفراز است در اصفهان همیشه کوس خوشخیالی می نواخته و علم معنی تازه یابی می افراخته - هر بیتش ورد زبان سخنوران است دیوانش مهر معنی گستران است - و بعضی فکر هایش میرزا صائب و دیگر شعرا میخندند و اکثر تلاشهایش کار دست بسته است که حاجت بشرح نیست -

چون نماز فقر غربت زادگان راه عشق — با وجود ناتمامیها قبول درگه اند
زشرم حسن تو آبی و من افتاده چون خاکم — بمن افتاد چون گذرت هزاران رنگ آئی
گل به پیش عارضت از شرم بیرنگی گم است — سرمه در چشمت چو خال چهرهٔ زنگی گم است
شبه را از وحدتش دست تصرف کوته است — کی تواند دیدهٔ احول دو دیدن روز را
اشک ریزان است گوهر در کفش وقت سخا — مال منعم گریه بر احوال منعم میکند
زیاران کینه هرگز در دل یاران نمی ماند — بروی آب جائی قطرهٔ باران نمی ماند
میبرد آخر ترا خواب عدم بیدار باش — آمد و رفت نفسها جنبش گهواره است
دردا که یکی نیست بعاشق سخن تو — با دام دو مغز است زبان در دهن تو
نه امروز است این سرگشتگی ما را که چون گوهر — نشان از ما نبود و کشتی ما بود دریائی
اعتبارات جهان رفت است پیش از آمدن — نامها در وقت کندن از نگین افتاده است
رشک چشم احولم سوزد کز اسباب جهان — هرچه می بیند بیک دیدن مکرر میشود
بسان مغز بادامی که از توام جدا ماند — در آغوشم نمایان است خالی بودن جایت
تا بخوانی از رخم حال درون تنگ را — شرم میگرداند اوراق کتاب رنگ را
باستقبال عیشم تا بمنزل میدود محنت — بگوش آید شکست شیشه ام از سینهٔ خارا
فتادگیست که پرواز آن فلک پیماست — بیال سایه گرفتست اوج قدر هما
وحشتم بست بزنجیر و بصیاد سپرد — نفس صیاد چو در سینه به پیچد دام است
مانند شان موم که ریزد تار شمع زو — شد خانه ها خراب که سرو تو نهال شد
زشرمم در پس دیوار چون برگ گل رعنا — اگر با لاله روی خویش در یک پیرهن باشم
لبی که زمزمهٔ خواستن بود سازش — صدای ریختن آبروست آوازش
شد هر گره رشتهٔ من تار صنوبر — از بسکه درون ناخن تدبیر شکستم
نباشد از ضعیفان عشق عالم سوز را عاری — قبای شعله چسپا نیست بر اندام هر خاری
مانده بر خار التفات صورت شیرین هنوز — شیشهٔ دل را ببین فرهاد چون بر سنگ زد

---

۵۷ ب: سروش بهار دیار۔

نگاه گریه آلودم چو گوهر زپشت دیده پوشیده پیداست

یک بیتش را امیر معز و فقیر جواب گفته - هر سه نگاشته می آید ؎

وحید اگر نالم ز رنج خار در پا رفته تا مردم شلی در زیر پای من شکستن میکند دردم

میر معز قدم بر محمل افسون تکلیف وطن هر دم که هیچ عضو از جا رفته افزون میشود دردم

خوش بعریانی مرا دلگیری دیگر بود هر دم چو اخگر جبه سنجاب پوشیدن کند سردم

وحید یک بیت را معنی خوب بسته - فقیر نیز بیتی نزدیک رسانده هر دو قلمی میگردد ؎

منه کی کسی پنهان تواند شد ز دست انداز مرگ شمع کافوریست در دست اجل موی سپید

خوش پیک پیری چون سراپا رفتن کن ز دهر نامه پیچیده مرگ است هر موی سپید

محمد رفیع واعظ

در صفاهان بفضائل و کمالات مسند آرای افادت و افاضت است - و بلآلی آبدار وعظ و نصائح گوش هوش عالمیان را مزین میدارد - و در سخنوری و معنی گستری بازوی پهلوانی با صائبا و مرزا طاهر وحید میزند - دیوانش را امیر معز بهند آورده شهرت داده[1] - مثنوی جنگ شاه عباس با اسلم خان[2] اوزبک بسیار خوب گفته و اقوال دوازده امام را جمع نموده کتاب مسجع و رنگین و پر مضامین نوشته - ابواب الجنان نام نهاده - قطعه در حمد آن گفته ؎

عطا کرده از گنج انعام خویش بدل یاد خویش و بلب نام خویش

نفس در میان شد چنان بیسکون که یکپا درونست ویکپا برون

من اشعاره -

عرق ناکرده پاک از محفل ما شد نگار ما درین گلشن سبکتر خاست از شبنم بهار ما

گذشت یک شب در میان چتر سهی بالای ما کربلائی شد لباس تیره بختی های ما

بزمین برد فرو خجلت محتاجانم بی زری کرد بمن آنچه بقارون زر کرد

باز دارد راحت دنیا ترا از بندگی از خدا غافل شدن تعبیر خواب مخمل است

[1] ب: الحق صاحب سخن پخته و استاد فن است - فکرهای خوب از [2] فقط در نسخه (ک) اسلم خان نوشته است در دیگر نسخه‌ها ...

[illegible]

شبی بر ما اسیران نگذرد بی روی چون ماهش — که از چشم سفید عاشقان نبود سحرگاهش
ز آتش پارهٔ خود گرمی ؎۱ وا میکشم امشب — چو اشک شمع در هر گام میگیرم سر راهش
دلم مجنون و لیلی آن نگاه عشوه ساز او — طناب خیمهٔ لیلی ست مژگان دراز او
نماید خاک راه دم با نگشت عصا پیری — که امروز است یا فردا که خواهد بود جا اینجا
از بزرگان وحشی و با خاکساران همدمیم — کوه گر باشی تو ما سیلیم و گر خاکی نمیم
همچو حرفی کز کتاب افتاده باشد بر کنار — گر بصورت دور از یاران بمعنی همدمیم
چنان زشتم که از سهم چشم رحمت بنگرد سویم — مگر فردا کشد رنگ ؎۲ خجالت پرده بر رویم
نمانستم ز حیرت یار کی برخاست از مجلس — طپیدنهای دل هر چند دستی زد به پهلویم
بدرد عشق کاهیدن ز کافر نعمتی باشد — چو چین جبهه می باید ز غم بر خویش بالیدن
چون نگردد حال بر مفلس ز شرم قرض خواه — مپیرداز دیدن خورشید رنگ از روی ماه
به پیری از چه رو می افگنی کار جوانی را — نمیدانی که سلخی هست ماه زندگانی را
کسی کز بار پیری حلقه شد قد چو شمشادش — سراپا چشم گردید است و می جوید جوانی را
در آفت خانهٔ دنیا تلاش خاکساری کن — زمین بودن سپر باشد بلای آسمانی را
قد چون خمیده جمله حواست زبون شود — لشکر شود شکسته علم چون نگون شود
منظور ما ز ترک جهان نیست جز جهان — چون باز بهر صید بود چشم بستنیم
برگشتنیم از جهان ز انسان که رو و اپس کنیم — مرد نقاشی که مستقبل کشد تصویر ما
بخونریزی همانا داده الفت چشم جادو را — که از مژگان نهد انگشت بر دم تیغ ابرو را
محبت طرفه صحرائیست کز غیرت در آن وادی — گریبان چاک تو اند نقش پای آهو را
نقطهٔ جیم جمال آن غنچهٔ خندان اوست — مستزاد مصرعهٔ ابرو صف مژگان اوست

میرزا احسن بیگ واثق

فکر عالی داشت و معنی یابی استاد - در اوائل جلوس عالمگیری ؎۳ منصب گذاشته رخصت ولایت گرفت - یکدو مرتبه فقیر را با وی اتفاق صحبت افتاد - یک بیت

۱؎ : ز آتش پارهٔ خون گرم چون دامن کشم بیرون ۲؎ ب : زنگ ۳؎ ب : والا -

تازهٔ مرا بخط من در بیاض خود نویسانید و مرا گفت که تحفهٔ که از هند میبرم این بیت برجستهٔ تست ؎

شعر
خوش پوشیده تهٔ خرقهٔ پشمینه کشم می — چون ابر بود آب نهان در نمد من

این چند اشعار از وست ؎

واثق
راست بودن با کج اندیشان بلاست — عکس سرو از آب مواج اژدهاست
بانگین کنده همگامیم در افشای راز — میتوان فهمید حال دل ز نقش پا مرا
آئینه ایست بر سر راهِ عادم وجود — هر کس رسید کرد نگاهی و در گذشت
کوه و صحرا همه یک لعل بدخشانی شد — رنگ گل بسکه ز شوق تو بیابانی شد
حیرت گداز آن مژه سرمه سای را — آمد نشد نگاه شمار نفس بود
دُرد حرف وصاف خاموشیست لب خاموش دار — این سخن از طوطی و از عکس طوطی گوش دار
جز[۱] نام تو بر زبان نگردد فاش — صد بار اگر زبان بگردانم من
ای جوان در قامت خم گشتهٔ پیران نگر — رفته رفته زندگی بار گرانی میشود
پیر شدی واثق واز کبر نرستی — کوه بزیر آمد و پلنگ نیامد

محمد[۲] اخلاص واثق تخلص

نومسلم در صغر سن صحبت حقائق آگاه شیخ محمد درویش دریافته کسب کمال میکرد و توفیق اسلام یافت - مدتی از معارف پناه اسلام خود را پوشیده می داشت - پدرش که قانونگوی کالانور بود خبر یافته قصد هلاکش کرد - ازانجا گریخته بخدمت فضائل دستگاه مولوی عبدالله خلف مولوی عبدالحکیم سیالکوتی رفت - برفاقت ایشان در سنه بیست و دویم جلوس والای عالمگیری بحضور پر نور آمده احراز ملازمت نمود - بتلقین بادشاه دین پناه شرف اسلام دریافت - در علوم ظاهری و انشاپردازی نظیر ندارد - گاه گاهی بتقریبی مصرعی موزون میکند این چند بیت از زادهای طبع اوست ؎

۱ب: جز نام تو بر زبان نگردد - صد بار اگر زبان بگردد ۲ا: محمد اخلاق واثق -

محتسب میکشی از دستِ تو مشکل شده است شیشهٔ می به بغل آبلهٔ دل شده است
از طپش آسودن دل شاهد مرگِ دل است نبض از جنبش چو آساید رگِ خوابِ فناست
بی‌تو میریزد نمک در ساغرِ من ماهتاب گرد کلفت میشود بر بسترِ من ماهتاب
میرسی ظالم بفریادم اگر وقتست وقت میزنا ورنه شبیخون بر سرِ من ماهتاب

درویش واله[۱]

بطرف بنگاله بسر میبرد. صاحب معنی بود یک بیت او که برابر یک بیت میتوان گفت

تحریر می یابد از وست

آسمان گو خلعتِ منت مپوشان بر تنم زانکه همچون نغمه تاری بس بود پیراهنم

فقیر در جوابش مطلعی رسانده

عمر خوش زیر بارِ خلعتِ منت کجا باشد تنم چون حباب است آبروی خویشتن پیراهنم

ملا ولی

از حقیقتش کماهی اطلاعی و آگاهی نیست دو بیت او بدست افتاده

ولی درمانده[۲] احوال خودم این چه حجابست فارغ بگذر طاقت نظاره که دارد
تهمت زده‌ام کرد بعشق دگری کاش پرسید[۳] که غیر از تو بعالم دگری هست

عبدالواحد وحشت

جوانیست از تهانیسر بفکر ور آمده تلاش لفظ های شوخ و استعاراتِ بلند دارد

از وست

چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است آرزو در سینه بشکن جلوه آرا نازک است
صد بیابان ناله پر زد از خموشی گشته‌ام سرمه میدا دند فریادِ دلِ ما نازک است
شوخ چشمی قابل کیفیت دیدار نیست شیشه از حیرانیِ دل کن که صهبا نازک است
بسکه از یاد تو حیرانی قیامت شور بود جوهر آئینه فریادِ دل رنجور بود
در بیابانی که چشم بیخودی وا کرده‌ایم هر کف خاکی تجلی خانهٔ منصور بود

---

۱ ا: واثق ۲ ع: درمانده یا حوالِ خودم ۳ ب: پرسند

خانمان پرداز ی همت تماشا کرده ایم　　صد بیابان عالم از ویرانی ما دور بود

محمد عاشق همت

جوان صاحب همت و طبع خوشخیال است. فکرهای تازه دارد و این شعرها زادهٔ طبع اوست ؎

کی جدا حسن از خیال عاشق دلتنگ بود　　آشتی بود آن پری تا شیشه با سنگ بود
در انتظار او نگهم خون شد و چکید　　چشم جدا ز دوست گلوی بریده است
بیا هنوز غمم از خمار حسرت نیست　　بجام آینه نه جرعهٔ نفس باقیست

همت خان[۱]

خلف اسلام خان بخشی والاشاهی از امرای عمده بود. طبع مثل همت خود بلند داشت. گاه گاه مصرعی فکر میکرد ؎

من چه گویم که چه مقدار بدل نزدیکی　　چشم بد دور که بسیار بدل نزدیکی
بجز خاری که مجنون داشت در دل　　بیابانِ جنون خاری ندارد

محمد[۲] هاشم

پدر زن فقیر سرخوش. مرد صاحب کمال بوده. هفت قلم مینوشت. گاهی فکر رباعی میکرد. از وست ؎

رو فقر گزین که فقر بهتر ز غنا　　کان سایه کند در آفتاب[۳] فردا
دولت ندهد نجات ز آتش چون فقر　　خسخانه به از قصر بود در گرما

میر یحیی کاشی

از شعرای پای تخت. روشناس شاهجهان بادشاه بود. تاریخ آبادی شاهجهان آباد را خوب یافته. از وست ع

شد شاهجهان آباد از شاهجهان آباد

---

[۱] ذکرش از نسخهٔ ج: افتاده است [۲] ب: میرزا محمد هاشم [۳] ج: در آفتاب فردا.

پنجهزار[۱] روپیه صله یافت۔ از پیشگاه خلافت حکم نظم کردن بادشاه نامه نیز بوی شده بود داستانی موزون کرده گذرانید۔ دران نظم بسته بود ؎

سر راجپوتان جگت سنگه بود | که بر شیشهٔ نه فلک سنگ بود

محمد علی ماهر هر چند گفت که سنگه و سنگ قافیه نمیشود۔ گفت که ما مُغلیم تفریق این چنین الفاظ را چه میدانیم۔ معذوریم۔ آخر به همین بیت از نظر افتاده۔ بسبب این که جگت سنگه در چه شمار بود که سر راجپوتان گفته۔ بادشاه فرمود از قافیه هم خبر ندارد۔ از وست ؎

حرفِ تو میبرد ز دل شوقِ[۲] میِ شبانه را | لب بگشا و باز کن قفل شرابخانه را

خُرّمی در خاک غربت نیست من هیچو نهال | مشت خاکی از وطن ای کاش بر میداشتم

این هوسها از وجودِ دل تولد میکند | هر زنا در سینه دارد دل زنِ آبستن است

این بیت با تاریخ وفات او بر لوح مزارش نوشته بودند ؎

ای که از دشواریِ راهِ فنا ترسی مترس | بسکه آسان هست این ره میتوان خوابیده رفت

تاریخ وفاتش۔ مصرعه

احیائی سخن چو کرد یحیی جان داد

دیگر شاعری که سر حرف تخلص یا باشد۔ یافته نشد ناچار به همین صاحب سخن ختم تذکره نموده آید۔ اگرچه شعرای نامدار در عالم بسیار اند و سخنوران بی شمار و بی حد و اینهم نمیتوان گفت که انتخاب اشعار تازه گویان همین قدر است که درین نسخه ایراد یافته۔ ظاهر است ع

"در هر دهن تنگ نبانی دگر است"

اما فقیر بر احوال و اقوال همین عزیزان که نام ایشان درین اوراق مرقوم شد اطّلاع داشت و این اشعار که از هر کس نوشته انتخاب نموده سر آمد سخن سنجان میر معز موسوی خان که در سفینهٔ خویش بی قرینه بخط خویش نوشته بود و بگلشن فطرت موسوم ساخته

---

[۱] ب: حضرت خلافت مرتبت بسیار خوش شده پنجهزار روپیه صله آن عطا فرمودند [۲] د: ذوق۔

نقل گرفته شد و بعضی انتخاب میر محمد زمان راسخ و میر محمد علی ماهر که برسخن فهمی ایشان همه را اتفاق است ـ تحریر یافته ـ اجازتست که اگر شعر خوب و معنی برجسته از تازه گوی بگوش خورده باشد شمه از احوال و موافق ترتیب که مقرر گشته در حاشیه یا درمتن داخل کنند ـ حقا که اگر بچشم انصاف نظر کنند عجب مجموعهٔ کمالات خوشنما است و طرفه گلدستهٔ رنگین صاحب کمالان عبارتش از استعارات مبرا و الفاظش از تکلفات لغات معرا ـ فارسی صافش همچون آب روان است و روزمرهٔ شسته و رفتهٔ شیرازیان نظمش از نظم پروین سبقت جو ـ نثرش بر نثر گلستان سخن گو ؎

سزد این نسخه را گر بر نویسد　　　به برگ گل ز آب زر نویسد

هر که[1] این کتاب سراپا انتخاب را بدست آرد ـ با انتخاب نمودن هیچ دیوانی احتیاج ندارد زیرا که اکثر شعرا که بتازه گوی مشهور اند اشعار خوب و برجستهٔ ایشان در اینجا مسطور است ـ

والسلام علی من اتبع الهدی ـ هر انتخاب چون پنجه ایست اما پنجهٔ ید بیضا ـ اگر یکی از آن کم کنی عیب است و اگر برای میفزای حماقت و این نمیگویم که این اعزه سوای این اشعار منتخب دیگر ندارند ـ بفقیر بوساطت میر معز و غیره اعزه همین قدر رسیده ـ

تاریخی چند که صاحب طبعان بلند فکر از آیات قرآن مجید استخراج نموده اند ـ کمی و زیادتی بعضی را بتعمیه درست کرده اند و بعضی تاریخات وقوعی و نادر که بگوش فقیر خورده قلمی میگردد ـ

تاریخ فتح روم که امیر کبیر صاحب قران امیر تیمور گرگان انارالله برهانه کرده شیخ صفی رضوان الله بطریق تفاول فرموده ـ غلبت[2] الروم ادنی فی الارض یافته اند شاهجهان خوش کرده فرمود که از کتابهای تاریخ تحقیق تاریخ کنند که در هشتصد که عدد «ضاد» است این فتح دست داده است ـ

۱ـ این عبارت در نسخهٔ م (۸) نیست و بجای این عبارت ذیل است که در دیگر نسخه ها نیست :ـ

از وقتیکه به تسوید این نسخهٔ غریبه پرداخته ام ـ چهار پنج مسوده خود نگاشته مرتب ساخته ام هر مسوده را یاران از غایت شوق بی رخصت و بی نظر ثانی دست بدست نقل گرفته برده ـ جابجا شهرت داده ـ اگرچه مقصود حاصل بکلیست اما در اکثر عبارات تغییر و تبدیل واقع گشته و اشعار بعضی اعزهٔ دیگر داخل شده قصه کوتاه که این نسخه ناسخ جمیع مسوده هاست ـ هر که سابق دارد بتسوید این بجان برابر دارد از کاتب این نسخه التماس آنکه بنوعی که فقیر نظم را نظم و نثر را نثر نوشته همین قسم سطر موافق سطر بنگارد والسلام ۲ـ غلبت الروم فی ادنی الارض ـ

چون دیدند ظاهر شد که در سنه هشتصد و پنج فتح روم شده - بادشاه فرمود که تفاوت پنج بسیار است - فضل خان وزیر اعظم بعرض رسانید که ضاد ملفوظی بگیر ند فن تعمیه است - مضائقه ندارد -

تاریخ جلوس شاه عالمگیر عبد الرشید صاحب فرهنگ رشیدی - اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم یافته

تاریخ فتح بیجاپور که بادشاه عالمگیر نمود قابل خان ولد میر کاظم منشی بتعمیه - اخرجناهم من جنات وعیون وکنوز ومقام کریم - یعنی حرف هم را بر آورده حساب باید نمود -

تاریخ حمامی ان کنتم جنبا فاطهروا یافته اند -

تاریخ فوت شیخ حاتم سنبهلی عند ملیک مقتدر یافته اند -

و تاریخ فوت شیخ عبد الواحد که از خلفای شیخ سلیم چشتی بود کان من المخلصین یافته اند -

فقیر تاریخ والدهٔ خود فی جنة عالیه یافته -

تاریخ فوت عزیزی دخل الجنة بلا حساب یافته یعنی عدد لفظ حساب باید برآورد -

تاریخ وفات نواب زیب النساء بیگم ادخلی جنتی یافته -

جلوس شاه طهماسپ صفوی اهل توران مذهب ناحق یافته بودند - ایرانیان مذهبنا حق درست کرده -

تاریخ فوت اکبر شاه در فارسی ع الف کشید ملائک ز فوت اکبر شاه -

تاریخ فتح بلخ و گریختن نذر محمد خان والی توران نصیرا بسیار خوب گفته ؎

والی توران برآر از ملک توران بعد ازین ثانی صاحب قران نشان بجایش کن حساب

تاریخ شکست ملک عنبر حبشی از فوج داراب خان خلف خانخانان سپه سالار در کتاب مآثر رحیمی آورده ؎

خبر رسید که عنبر برادر کهرکی	بکشتی که شد از گرد روز روشن شب
بیمن دولت و اقبال خانخانان ثانی	شکست داد شه داراب خان شکست عجیب
برای ساعت و تاریخ فتح شان گفتم	سر غلام بر انداز کن و حساب طلب

تاریخ فوت شیخ ابو الفضل که باشارهٔ جهانگیر شاه بقتل رسید ؎ تیغ اعجاز رسول الله سر باغی برید

تاریخ فوت حافظ رخنه که باقی باغ نولکهه سهرنا است ؎ باغ را رخنه شد و آب نماند

وقتیکه شاه عباس صفوی نهر آب بروضهٔ منوّرهٔ رضویه آورده حاتم بیگ اعتماد الدوله

تاریخ یافت۔ آب آمد بروضه داخل شد۔

درهمین ایام میر محمد باقر داماد تصنیفی کرده بحلیه ملکوتیه موسوم ساخته بود باعتماد الدوله

تکلیف تاریخ آن کرد۔ اعتماد الدوله پرسید که تصنیف شما در چه علم است۔ گفت در کل علوم اعتماد

الدوله بی تامّل گفت۔ کل علوم از حلیه ملکوتیه بیرون رود۔ تاریخ است که چون حساب کردند

درست بود۔

بادشاه روزی بمیر حیدر معمّائی تکلیف کرد که برای انگشتری من که نو ساخته ام تاریخی بگو۔

میر گفت انگشتری تاریخ است۔ بعد ازان انگشتری دیگر برآورد که برای هر دو تاریخ بگو۔ گفت۔

دو انگشتر تاریخ است۔ مورد عنایات گردید۔

تاریخ فتح بیجاپور و حیدرآباد که شاه عالمگیر کرده محمد علی جواهر کن علم تخلص ؏

ز روی فضل بیجاپور شد فتح یافته۔

تاریخ فتح حیدرآباد ؎ مدد جواز علی وانگاه برگو مبارکباد فتح حیدرآباد

تاریخ فوت حافظ داود مغنی ؎ از نغمهٔ داود برون شد آهنگ یافته اند۔

تاریخ حوضی که شیخ لطیف نام بزرگی ساخت۔ از حوض لطیف آب بردار۔ تاریخ یافته اند

تاریخ حسین نام شخصی حوضی ساخت۔ دم آبی بخور بیاد حسین۔ یکی تصرّف کرد که دم آبی بخور

گفتن خست است۔ جام آبی بخور بیاد حسین۔ درست کرد۔

فقیر سرخوش حوض و فوّاره درخانهٔ خود ساخته بود۔ حوض و فوّاره۔ تاریخ شد[1]۔

تاریخهای چند وقوعی که بسمع فقیر رسیده

تاریخ فتح گجرات نواب خانخانان در چهار زبان گفته اعجاز است۔

عربی یوم الاحد ثانی ربیع الاول

---

[1] ب: فقیر تاریخ خلافت و سجاده نشینی خود را بیان واقع بتعمیهٔ لطیف درست کرده و رباعی بسته۔

سرخوش چو رسید کار فقرش بکمال ‌ مرشد دادش خلافت از استقبال

روی طلب آورد جهانی به نیاز ‌ تاریخ شده خلیفهٔ شاه جلال

ہندی	اتوار ربیع الاول کی دوجی
ترکی	بر شنبہ ایکی ربیع الاول (؟)
فارسی	روز یکشنبہ دویم ربیع الاول

تاریخ تولد بابر شاہ ششش محرم یافتہ ششش در حساب عدد خبر است خبر نیز تاریخ است۔

تاریخ جلوس طہماسپ شاہ ظل اللہ یافتہ اند۔

تاریخ فوت شاہ طہماسپ و جلوس شاہ عباس ؎

دوازدہ امام گفت بلبشت دوازدہ امام گفت برخاست

تاریخ جلوس شاہ عالمگیر ملا شاہ ظل الحق یافتہ۔[1]

تاریخ جلوس شاہ جہان بادشاہ۔ شاہ جہان باشد شاہجہان۔

تاریخ فوت شاہ جہان بادشاہ غازی۔ ز عالم سفر کرد شاہجہان۔

تاریخ فوت جہانگیر۔ جہانگیر از جہان رفت۔

تاریخ فوت زمانہ بیگ مہابت خان۔ زمانہ آرام گرفت۔ یافتہ اند عجب تاریخ است مشتمل بر مدح و ذم زیرا کہ مہابت خان بشرارت و غرور مشہور بود۔

تاریخ فوت شیخ سلیم چشتی خوشگاہ فقیر است و تاریخی بہ ازین متعذر است۔ کم اتفاق می افتد تمام قطعہ نوشتہ شد۔ قطعہ

معیث ملت و دین شیخ اسلام آنکہ در قربت بہ شبلی و جنید ار باز پرسی گویمش ثانی
ربود از عرصہ دنیا و دین گوی کمالیت ز درویشان بہ درویشی ز سلطانان بسلطانی
فنا از خود بقا با حق بود معلوم درویشان ازان شد سال تاریخش بحق باقی ز خود فانی

تاریخ ہمایون بادشاہ از بام افتاد۔ مشہور است۔

روزی اکبر بادشاہ با شہزادہ سلیم کہ جہانگیر باشد بخانۂ عزیز کوکہ کہ اعظم خان خطاب داشتہ مہمان شد۔ مہمان عزیز اند شاہ و شہزادہ۔ تاریخ یافتہ اند۔

تاریخ فوت زن فدائیخان جہانگیری۔ زن فدائیخان مرد۔ بزبان ہندی فدائیخان کی جورو موئی۔

---

[1] ب: تاریخ تولد عالمگیر شاہ۔ آفتاب عالمتاب۔ یافتہ۔

تاریخ فوت نواب جعفر خان دیوان اعلی شاه عالمگیری بزبان هندی میر معز یافته جعفر خان جو موی -
تاریخ فوت همت خان - های همت خان رفت - بطریق تعمیه یافته اند - "ها" را دور کرده حساب باید کرد -
رسول خان روز بهائی[۱] در راه عیدگاه کشمیر پلی بسته بود - تاریخ آن - برره دین رسول پل بسته
تاریخ مسجد عیدگاه که شاه جهان بادشاه ساخته - کرد بنا عیدگاه شاهجهان بادشاه -

تاریخ چند که فقیر سر خوش یافته

چهار کس از آشنایان فقیر در اکبرآباد در یکسال فوت کردند - از نام هر چهار تاریخ برآورده
وای از دلکام و طاس فولاد - سیدی یار محمد و عبد الواحد -
تاریخ تولد پسر میرزا قطب الدین مائل محمد امان الله بن باقی که رکن الدین نام داشت -
رکن الدین محمد بن قطب الدین محمد امان الله باقی - یافته -
تاریخ تولد پسر خود - اکمل محمد افضل - یافته ام -
تاریخ دو حویلی خود در یک رباعی بسته بر دروازه کنده - رباعی

از لطف عمیم واهب[۲] عز و جل | چون گشت عمارتم همه مستکمل
شد سال بنای خانه سابق و حال | آن مسکن افضل این مقام افضل[۳]

تاریخ تولد اسکندر[۴] شان پسر اعظم علی خان عالیجاه فقیر وزارت سکندر آمد - یافت -
تاریخ کتخدائی شاهزاده محمد اکبر - قران سعد اکبر شد بناهید - یافت -
تاریخ مسجد خود در اکبر پیش دروازهٔ خود ساخته ام -

چون گشت ز فضل ایزد عز و جل | آراسته این مسجد پر زیب[۵] و حلل
اندیشهٔ طبع سال اتمامش خواست | دل گفت که مسجد محمد افضل

تاریخ مسجد زیب النسا بیگم که در کشمیر ساخته - کعبهٔ حاجات شد مسجد زیب النسا - یافته ام -
تاریخ گریختن رانا - ندا آمد که کافر از میان رفت -
تاریخ فوت شیخ سلیمان[۶] -

۱؎ ا: بهائی ۲؎ ا: واجب ۳؎ ا: اکمل ۴؎ ب: اسکندر شاه پسر اعظم شاه ۵؎ ب: با زیب و حلل ۶؎ ب: تاریخ فوت شیخ سلیمان که فضائل خان شده بود - فقیر از نامش بر آورده چنین بسته شده بود -

شد شیخ سلیمان بسوی دار بقا | وارست ز قید هستی بی سر و پا
هم شیخ سلیمان شده تاریخ وفات | پیمانهٔ عمر بود نامش گویا

خدمت مشرفی عدالت وغیره که در حسن ابدال بفقیر شده بود۔ تاریخ اشراف عدالت یافته ام۔

تاریخ۔ فقیر در خواب می بیند که شخصی میگوید که تاریخ فوت محمد علیخان میرسامان شاه عالمگیر بگو۔ فقیر میگوید مرا چه مطلب که در فکر بیهوده وقت ضائع کنم۔ گوینده میگوید مرد خوب بود البته بگو۔ چون بیدار شدم و حساب میکنم۔ محمد علیخان بمرد۔ تاریخ بی کم و زیاد برآمد۔[۵۱]

فقیر سرخوش رباعی بعضی الفاظ را هم عدد یافته بسته۔

از غیر بریست ذات یزدان صمد | بگذار دوئی بگوی الله احد
سررشتهٔ وحدت مکن از کثرت گم | چون هست یکی وجود واحد بعدد
سرخوش اگرت نشئهٔ هوش و خرد است | بشتاب براهی که پیمبر بلد است
بر ذات رسول رهنمائی شد ختم | زانرو که رسول و رهنما یک[۵۲] عدد است
اسلام بضد کفر بی شبهه و شک | از تقویت شیر خدا شد تبرک
با اول من آمن آمد بحساب | اعداد علی ابن ابیطالب یک
بر حسب مناسبت چو کردیم نظر | آمد بعدد نیز موافق یکسر
تلخی و غم و یاس و هوس سهو حساب | عامی اعمی عشق و دوست مهر و مادر
سرخوش دگر این عجب که از روی حساب | افتاد بتعداد موافق دریاب
شعر و کشمیر و فقر و عیش و گل و می | قرب و شب و سبز و هندی و لعبت خوب
سرخوش عجب این که ز اتفاق بجد | افتاد موافق بحساب ابجد
ناز و محبوب و عاشقی و آفت | بی عقل و دراز و فتنه و کوته قد

تمت کلمات الشعر التصنیف سرخوش محمد فضل

---

۵۱ ب: تاریخ تولد برادرزادهٔ خود که اسدالله نام داشت۔ شیر خدا۔ یافته ۵۲ ب: هم عدد

فہرست اسماء الرّجال

اشارات

ح : حاشیہ

* : این نشان اسامی آن سخنوران است کہ داخل این تذکرہ گشتہ

اسماء البلاد والاماکن

فہرست کتب

یہ کتاب اور دوسری ہر قسم کی کتب

ملنے کا پتہ

شیخ مبارک علی تاجر کتب

اندرون لوہاری دروازہ۔ لاہور